جدید نظرثانی ایڈیشن

مجبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

اُسوۂ حسنہ

المعروف بہ

شمائلِ کبریٰ

جلدِ دوم

سونے، بیدار ہونے، انگوٹھی، داڑھی، لب ناخن عصا وغیرہ

۱۴ ار مضامین پر مشتمل ہے

مؤلفہ

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

اُستاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ

اُستاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

جامع دعا

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور، دعائیں تو آپ نے بہت سی بتا دی ہیں اور ساری یاد رہتی نہیں کوئی ایسی مختصر دُعا بتا دیجیے، جو سب دُعاؤں کو شامل ہو جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم نے یہ دُعا تعلیم فرمائی۔ (ترمذی)

أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(ترمذی شریف)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خداوند قدوس وحدہ لاشریک کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ ''شمائل کبریٰ'' کی جلد اول قبول ہوئی، اور اہل علم وفضل نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا، قلیل عرصے میں اس کے دو ایڈیشن طبع ہوئے۔ مزید دیگر اداروں سے اس کی طباعت ہو رہی ہے۔ ''فللّٰه الحمد والمنة''

عرصہ دراز سے تمنا تھی کہ زندگی کے تمام گوشوں پر شمائل وخصائل کا کوئی ذخیرہ مرتب ہو جائے اور آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ کے احوال وافعال جو اس امت کے لئے اسوہ حسنہ ہے، امت مرحومہ کے سامنے مفصل طور پر آ جائے۔

اس امت پر یہ خصوصی فضل واحسان ہے کہ اس کے مقتدا اور پیشوا کے تمام احوال خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا عادات وطبائع سے، ذخیرہ، احادیث میں محفوظ ہیں۔ امم ماضیہ کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔

اس کی پہلی جلد میں کھانے، پینے، لباس، کے متعلق آپ ﷺ کے پاکیزہ حالات کا مفصل بیان ہے۔

سنتوں کے متلاشیوں، اسوۂ رسول ﷺ کے شیدائیوں کے لئے نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے۔ جو ہر اہل ایمان کا مقصد حیات سعادت دنیا کے ساتھ عقبیٰ کی بیش بہا دولت، کشتی نجات ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں سنتوں کا خیال اور اس کی رعایت، تقرب خداوندی ولایت ومقبولیت کی علامت ہے۔ ''اللهم وفقنا''

اخذ، ترتیب کے اصول ملحوظہ:

اہل مطالعہ پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ شمائل کی ترتیب میں اولاً فعلی اور اسوہ سے متعلق احادیث لی گئی ہیں، پھر تشریحاً وتائیداً قولی احادیث لی گئی ہیں۔ چونکہ سنت اور اسوہ کے مفہوم سے یہ خارج نہیں۔ اسی وجہ سے ارباب حدیث نے شمائل میں سنت کے مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے، قولی احادیث بھی لی ہیں۔ چنانچہ شمائل کی مشہور ومعروف کتاب میں امام ترمذی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ کا طرز ایسا ہی ہے۔

حوالے اور ماخذ کے متعلق:

پیش نظر کتاب ''شمائل کبریٰ'' خصائل واسوۂ حسنہ نبی کریم ﷺ پر نہایت ہی مفصل وجامع ذخیرہ ہے۔

اس کی ترتیب وتالیف میں احادیث کرام اور ان کے متعلق دیگر علوم بکثرت کتابیں پیش نظر رہی ہیں۔

ترتیب میں، صحاح ستہ، اور مشہور کتب حدیث کے علاوہ دیگر ایسی کمیاب ونادر کتابوں سے استفادہ کیا گیا

ہے جو عام طور پر بسہولت دستیاب نہیں۔ جس کا اندازہ اہل مطالعہ کو حوالوں اور مآخذ سے ہوسکتا ہے۔ فن کی ان اہم کتابوں سے مدد لی گئی ہے جو مآخذ اور اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حوالے اور مآخذ کی نشاندہی اہل علم حضرات کے لئے ہے کہ وہ حسب ضرورت تحقیق وتفتیش کے لئے ماخذ کی طرف رجوع کرسکیں، اسی وجہ سے حوالوں میں بسا اوقات اختصار کردیا گیا ہے، جسے اہل علم حضرات بسہولت یا معمولی توجہ سے سمجھ سکتے ہیں، مثلاً مجمع سے مجمع الزوائد۔ جمع سے جمع الوسائل۔ فتح سے فتح الباری وغیرہ۔

مراجع کے سلسلے میں چند قابل لحاظ امور:

❶ تالیف وترتیب کے دوران فن حدیث اور دیگر متعلقہ فنون کی کثیر کتابیں پیش نظر رہی ہیں، مگر حوالے میں رائج اور متداول کتابوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔

❷ صحاح ستہ کے وہ حوالے درج ہیں جو ہندی مطبوعات کے ہیں، چونکہ یہی بسہولت دستیاب بھی ہیں اور مدارس وکتب خانوں میں رائج بھی ہیں۔

❸ صحاح ستہ کے علاوہ باقی کتب احادیث وغیرہ کے مصری یا بیروتی حوالے درج ہیں کہ عموماً وہ انہیں نسخوں میں دستیاب ہیں۔

❹ حوالے جلد بقید صفحات ہیں ابواب ملحوظ نہیں ہیں، تاکہ مراجعت میں آسانی ہو، البتہ کہیں کہیں نمبر شمار بھی ہیں، عموماً یہ دعاؤں میں ہے۔

❺ طباعت کے اعتبار سے بعض کتابوں کے کئی نسخے ہوجاتے ہیں اگر حوالے میں موافقت نہ پائیں تو ہوسکتا ہے کہ نسخوں کا اختلاف اس کا سبب ہو۔

❻ اکثر حوالے آپ ''سبل الہدیٰ والرشاد'' کے پائیں گے۔ سیرت کی یہ بڑی اہم معرکۃ الاراء کتاب ہے، جس کے مؤلف ابوصالح الشامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ہیں۔ کبھی سیرت خیر العباد سے، کبھی سیرت الشامی، اور کبھی سیرۃ سے موسوم کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ کریم اسے پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور امت کے ہر طبقہ خواص وعوام کو مستفید فرمائے، عاجز کے لئے باعث رضا وذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

طالب خیر
محمد ارشاد بھاگلپوری
استاد حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور
جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ اکتوبر ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اتباع سنت کی تاکید واہمیت کلام الٰہی میں

❶ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾

(انفال آیت ۳۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کا کہنا مانو اور رسول کی اتباع کرو۔ ان سے روگردانی مت کرو۔''

فائدہ: روگردانی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قول وفعل کے خلاف چلا جائے کہ جس چیز میں ان کی ناخوشی و ناراضگی ہو اسے اختیار کیا جائے۔ ان کے طور طریقہ کے خلاف راستہ اختیار کیا جائے۔

❷ ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۝﴾ (آل عمران: آیت ۳۲)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیں کہ خدا کی اور اس کے رسول کی بات مانیں۔''

❸ ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۝﴾ (آل عمران آیت ۱۳۲)

ترجمہ: ''(اہل ایمان) خدا کی اطاعت کریں اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔''

❹ ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۝﴾ (نور آیت ۵۴)

ترجمہ: ''آپ ان سے کہئے اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول کا ضرر نہیں کیونکہ رسول کے ذمہ تو تبلیغ ہی کا کام ہے۔ جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے جس کو تم نہیں بجالائے تو پس تمہارا ہی ضرر ہوگا۔ اگر روگردانی نہ کی بلکہ تم نے ان کی اطاعت کر لی جو عین اطاعت اللہ ہی ہے تو راہ پر جالگو گے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رسول کی اتباع اور نقش قدم پر چلنے سے تم درست راہ پر جالگو گے۔ چونکہ ان کا راستہ خدا کی رضا اور جنت کا راستہ ہے۔

❺ ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء آیت ۸۰)

ترجمہ: ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔''

فَائِدَة: چونکہ رسول کا ہر قول وفعل خدا کے حکم اوراس کی مرضی کے موافق ہوتا ہے۔

❻ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝﴾ (النساء، آیت ۶۹)

تَرجَمہ: ”جس نے خدا اور رسول کی اطاعت کی تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیا یعنی حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی اچھی ہے۔“

فَائِدَة: خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرنے والے ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور مقبول ہیں جن کے چار درجے بتلائے گئے ہیں۔ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۴۶۷)

❼ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ ۝﴾ (سورہ نساء، آیت ۶۴)

تَرجَمہ: ”ہم نے رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے تاکہ ان کی اتباع کی جائے۔“

فَائِدَة: اس آیت کریمہ میں رسول کے بھیجنے اور ان کے تشریف لانے کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ مقصد بعثت ان کے نقش قدم، نقشہ زندگی کی اتباع ہے۔ زندگی کے تمام احوال خواہ اقوال ہوں یا افعال تمام امور میں ان کی اتباع کی جائے گی۔

❽ ﴿يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝﴾ (احزاب آیت ۶۶)

تَرجَمہ: ”کاش کہ ہم لوگ خدا کی اطاعت کرتے اور اس کے رسول کی اتباع کرتے (تو آج یہ برا انجام دیکھنا نہ پڑتا)۔“

❾ ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾ (احزاب آیت ۷۱)

تَرجَمہ: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔“

❿ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۝﴾ (عمران ۳۱)

تَرجَمہ: ”آپ فرما دیجئے اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ پاک تم سے محبت فرمائے گا۔“

محبت ایک مخفی چیز ہے، کسی کو کسی سے محبت ہے یا نہیں اور کم ہے یا زیادہ ہے اس کا کوئی پیمانہ بجز اس کے نہیں کہ حالات اور معاملات سے اندازہ کیا جائے، محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں کہ ان سے پہچانا جائے۔ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار اور محبوبیت کے متمنی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان آیات میں اپنی محبت کا

معیار بتلایا ہے۔ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی ﷺ کی کسوٹی پر آزما کر دیکھ لے سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا جو شخص جتنا سچا ہوگا اتنا ہی حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا۔

اتباع سنت کی تاکید واہمیت کلام رسول ﷺ میں

سنت کی اتباع نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا:

مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب جنت میں داخل ہوگے سوائے اس کے جس نے میرا انکار کیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ کس نے آپ کا انکار کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔ (اور جس نے میرا انکار کیا یعنی میری سنت کی اتباع نہیں کی جنت میں داخل نہ ہوگا)۔

(سیرت جلد۱۱صفحہ۴۲۴)

فائدہ: جس نے آپ کی سنت کا انکار کیا اور بالقصد اس پر عمل کرنے سے گریز کیا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ داخلہ جنت کی کنجی اتباع سنت ہے۔

حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر میری سنت کی اتباع لازم ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ صفحہ۵)

مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کا ثواب:

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری سنت کے مٹنے کے وقت میری سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا رہے گا۔

(مشکوٰۃ صفحہ۳۰، سبل جلد۱۱صفحہ۴۳۶)

فائدہ: یعنی جس وقت سنتوں کو لوگ چھوڑ چکے ہوں سنت کا رواج نہ ہو اس سنت سے غافل ہوں۔ اس سنت کو سنت نہ سمجھ رہے ہوں اس سے غفلت برت رہے ہوں۔ تو ایسی صورت میں اور ایسے وقت میں جو آپ ﷺ کی کسی بھی سنت کو رائج کرے گا یعنی خود عمل کرے گا دوسروں کو اس کی ترغیب دے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مثلاً اس وقت سنت کے مطابق شادی بیاہ متروک ہے۔ عوام کیا خواص بلکہ اہل علم وفضل کے زمرہ میں رہنے والے اشخاص بھی اس سنت سے غافل اور تارک ہیں۔ ایسی حالت میں مثلاً خالص مسنون طور یقہ سے نکاح اور رخصتی اور ولیمہ کرنے والا اس عظیم ثواب کا حامل ہوگا۔

اتباع سنت محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی کہ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (سیرۃ جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۶)

فَائِدَۃٌ: معلوم ہوا کہ اصل محبت کی علامت اتباع سنت ہے۔ جو حضرات محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے احوال واعمال سنتوں کے خلاف ہوں ان کا دعویٰ محبت سچا نہیں۔

اس لئے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے احوال واعمال اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

سنت ہی نجات کا ذریعہ ہے:

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں اہل علم (حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے یہ بات پہنچی ہے کہ سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنا باعث نجات ہے۔ (سبل جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۷)

جس نے سنت سے اعراض کیا تو وہ مجھ سے نہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے اعراض کیا (یعنی چھوڑ دیا اور غفلت برتی تو وہ) ہم میں سے نہیں۔ (بخاری ۷۵۷، سبل جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۸)

جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون؟:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرے گا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (سبل جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۰)

ترمذی نے روایت کی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت کو زندہ کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(جلد ۲ صفحہ ۹۲)

قرب قیامت میں سنت کا مقام:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تین چیزوں کے علاوہ کوئی چیز قابل اختیار نہ ہوگی۔

1. حلال روپیہ۔
2. مخلص دوست جس سے وہ انس حاصل کرے۔
3. اور سنت جس پر وہ عمل کرے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

سنت کی اتباع نہ کرنا گمراہی ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک (کے احکام) کو خدائے پاک نے اتارا۔ سنتوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اتباع کرو۔ قسم خدا کی اگر تم میری اتباع نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۸)

فائدہ: اسلام دو امور کے مجموعہ کا نام ہے۔ حکم خداوندی۔ تعلیم رسول۔ کوئی شخص ان میں سے اگر کسی ایک کو چھوڑ دے گا تو وہ جادہ اور طریق مستقیم سے دور ہو جائے گا۔ لہٰذا اسلامی زندگی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہی مکمل ہو سکتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ اور تمام امور میں سنت کی اتباع ہدایت اور اس کے خلاف گمراہی ہے۔

اس حدیث سے سنت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

جنت میں داخلہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حلال کھایا۔ سنتوں پر عمل کیا، لوگوں کو اپنی تکلیف اور اذیت سے محفوظ رکھا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۱)

فائدہ: جس کی زندگی میں ان تین امور کا اہتمام ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اہتمام سنت:

زید ابن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کھلے بٹن نماز پڑھ رہے تھے، اس کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

حضرت عروہ نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کا بٹن کھلا تھا۔ اس پر حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواہ گرمی رہے یا جاڑا ہمیشہ کھلے بٹن میں دیکھا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام شجرہ میں قیلولہ کرتے اور کہتے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر قیلولہ فرمایا ہے۔

فائدہ: دیکھیے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عبادت کے علاوہ امور میں بھی سنتوں کا کس قدر اہتمام کرتے تھے۔ بٹن کا کھلا رکھنا۔ شجرہ مقام پر قیلولہ کرنا۔ عبادت اور قرب کے راستے نہیں ہیں۔

مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اس وجہ سے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اہتمام کیا، یہ ہے

محبت کی علامت اور اتباع کا کمال۔

معلوم ہوا کہ ہر امر میں آپ ﷺ کی اتباع مطلوب اور تقرب خدا کا باعث ہے۔

تارک سنت پر خدا اور رسول ﷺ کی لعنت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان چھ پر لعنت کی ہے اور خدا نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے (لہٰذا میری لعنت مقبول ہے)۔

1. خدا کی کتاب پر زیادتی کرنے والا۔
2. خدا کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔
3. ہماری امت پر مسلط ہو کر ظلم کرنے والا کہ اللہ کے معزز بندوں کو ذلیل کرے اور اللہ کے ذلیل بندوں کو عزت دے۔
4. اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا۔
5. میرے اہل بیت کی بے حرمتی کرنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا۔
6. سنتوں کو ترک کرنے والا۔ (ترغیب جلد ا صفحہ ۸۴)

فائدہ: ترک سنت کی وعید پر یہ حدیث بہت اہم اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔ کہ آپ نے اور خدائے پاک نے جن چھ افراد پر لعنت فرمائی ہے ان میں ایک آپ ﷺ کی سنتوں کا تارک ہے۔ سنتوں کی رعایت نہ کرنے والا۔ اپنی زندگی اور اپنے رہن سہن کے اسلامی امور میں سنتوں سے غفلت اور سستی کرنے والا بھی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہوگی۔

سنتوں کو رائج کرنے والے کا ثواب:

حضرت عمر بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے بعد کسی ایک سنت کو میری ان سنتوں میں سے زندہ کیا جو مر چکی تھیں بس اس زندہ کرنے والے کے لئے ان تمام لوگوں جیسا ثواب ہے۔ جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی آئے۔

(مختصر از ترغیب جلد ا صفحہ ۸۷)

سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سنتوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (کنز جلد ا صفحہ ۱۶۴)

فائدہ: مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اہتمام اور پابندی سے اس پر عمل کرے۔ جستجو اور تلاش کر کے اس پر تاکید سے عمل کرے فرض واجب نہ ہونے کی غفلت نہ کرے جیسا کہ بعض لوگ سنت کا لفظ سن کر عملاً بے توجہی اور غفلت برتتے ہیں۔

سنت کو پکڑنے والا گمراہ نہ ہوگا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ ① اللہ کی کتاب ② اور میری سنت۔

(حاکم، کنز جلد ۱ صفحہ ۱۵۴)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میرے بعد جو کتاب اللہ کو اور میری سنت کو پکڑے رہے گا گمراہ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا سنت پر پابندی سے عمل کرنے والا گمراہ نہ ہوگا۔ خصوصاً آخر زمانہ میں جب کہ گمراہی عام ہو جائے گی سنتوں پر اہتمام و تاکید سے عمل کرنے والا گمراہی سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ اے لوگو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے میں تم میں کتاب اللہ اور سنت کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ (کنز جلد ۱ صفحہ ۱۶۶)

فائدہ: کتنی بڑی دولت ہے کہ سنتوں پر عمل کرنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ افسوس کہ آج لوگ سنتوں سے کس قدر غافل ہیں، اس عظیم دولت کی قدر نہیں کرتے جس سے آخرت کی نجات وابستہ ہے۔

کوئی شخص ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس کی زندگی میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل نہ ہو۔

بددینی کے زمانہ میں سنتوں پر عمل کرنے والا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اختلاف امت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب لوگ دینی امور میں اختلاف پیدا کریں گے خواہشات کے تابع ہوں گے۔ دینی امور سے ہٹ کر بددینی کو اختیار کر رہے ہوں گے۔ ایسے وقت سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ ماحول کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کہ بسا اوقات زندگی دشوار ہو جائے گی۔

چنانچہ آج جہاں پردے کا ماحول نہیں بے پردگی حد درجہ رائج ہے۔ وہاں پردہ کا اختیار کرنا بسا اوقات پریشانیوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ جہاں خلاف سنت لباس کا ماحول ہو وہاں مسنون و مشروع لباس پر قائم رہنا کس

قدر دشوار ہو جاتا ہے۔ جو حضرات ایسے ماحول میں سنت و شریعت پر باقی ہیں ان کو اس کا تجربہ اور احساس ہوگا۔

شہری زندگی میں تو آج یہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔

آج سنت کے مطابق شادی کس قدر مشکل ہے، اگر کوئی کرنا چاہے تو ماحول سے وہ کس درجہ مقابلہ کر کے پریشان ہو جاتا ہے۔ کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کتنے خلاف طبع امور کو برداشت کرنا پڑتا ہے صاحب عمل ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حیرت و افسوس ہے ماحول بالکل الٹ گیا ہے، ایسے حضرات کو سہولت و آسانی اور راحت ہونی چاہئے کہ صحیح اور درست اور محمود راستہ پر چل رہے ہیں۔ خدا ہی ایسے ماحول بد سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سونے کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے سے قبل وضو کرنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کی طرح وضو فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جب بستر پر تشریف لاتے تو مسواک فرماتے اور کنگھی کرتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

باوضو سونے کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر جاؤ تو نماز کی طرح وضو کرو۔ پھر دائیں کروٹ لیٹو۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ باوضو آرام کرنے/فرمانے کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوضو آرام کرنے کو فرمایا بھی ہے۔ اسی وجہ سے باوضو سونا سنت ہے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ باوضو سونا سنت ہے۔ اگر باوضو ہے مثلاً عشاء کی نماز کا وضو باقی ہے تو یہ وضو کافی ہے الگ سے کرنے کی ضرورت نہیں۔

(فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

باوضو سونے والا شہادت کا ثواب پائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طہارت (وضو) کی حالت میں رات گزارے۔ پھر اسی رات انتقال کر جائے تو وہ شہید ہوگا۔ یعنی ثواب شہادت پائے گا۔

(ابن سنی، کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۳)

باوضو سونے پر فرشتہ کی دعاء

حضرت عمر بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طہارت کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے ساتھ بستر میں ایک فرشتہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ شخص کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اپنے اس بندہ کی مغفرت فرما کہ رات اس نے باوضو گزاری ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۲۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پاکی کی حالت میں رات بسر کی اس کے بستر میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے۔ جب وہ اٹھتا ہے تو یہ فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اس بندہ کی مغفرت فرما۔ (ابن حبان، فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۹)

باوضو سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے

حضرت عمر بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت (وضو) کے ساتھ سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے۔ (فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۲۹۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو مرایہ العجلی کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص پاکی کی حالت میں بستر پر آتا ہے اور ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو اس کا بستر مسجد بن جاتا ہے۔ اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

باوضو کا حشر

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بلا وضو مت سوؤ روحوں کا اٹھنا اسی حالت میں ہوگا جس حالت میں اسے قبض کیا جائے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۷۶، فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ طہارت میں رات گزارے تاکہ اگر موت ہو جائے تو ہیئت کمال پر موت آ جائے (ایضاً) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو سونے پر انتقال ہوگا تو روح باوضو رہے گی

باوضو کی روح عرش پر سجدہ ریز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ روحیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں جو باوضو ہوتی ہیں عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۷۶)

باوضو سونے کے فوائد

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ باوضو سونے سے انسانوں سے شیاطین کھیلتے نہیں (یعنی ان کو پریشان نہیں کرتے) اور اس سے خواب سچے ہوتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۱۷۶)

باوضو سونے سے شیاطین و جنات کے حملے نہیں ہوتے ان سے حفاظت رہتی ہے۔ آسیب اور خوابہائے پریشان سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ خصوصاً جو نیند میں ڈرتے ہوں ان کے لئے وضو حفاظت کا ذریعہ ہے۔

سونے سے قبل مسواک کرنا مسنون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تک نہ آرام فرماتے جب تک کہ مسواک نہ فرما لیتے۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۸، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بستر پر تشریف لے جاتے (یعنی سونے کا ارادہ فرماتے) تو مسواک فرماتے وضو فرماتے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

فائدہ: سونے سے قبل مسواک دانتوں کی صفائی، اور صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ اسی وجہ سے اطباء سونے سے قبل دانتوں کی صفائی کی خصوصاً مرض پائریا کی صورت میں تاکید کرتے ہیں۔

دانتوں کی صفائی معدہ کی صحت وقوت کا باعث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصول صحت کا خیال رکھنا مسنون ہے۔

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے۔ (ابوداؤد صفحہ ۸، بخاری صفحہ ۳۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات دن میں جب بھی بیدار ہوتے تو وضو سے قبل مسواک فرماتے۔ (ابوداؤد صفحہ ۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک شب آپ ﷺ کے پاس رہا آپ جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے پانی لیا اور مسواک کیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۸)

آپ ﷺ کا مسواک سرہانے ہوتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سوتے تو مسواک آپ کے سرہانے ہوتا۔ بیدار ہوتے تو اولاً آپ مسواک فرماتے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، کنز جلد ۷ صفحہ ۶۹)

فائدہ: سونے کے بعد مسواک اور دانتوں کی صفائی نہایت ہی اہم ہے، سونے کی حالت میں معدے کے غلیظ گندے بخارات پیٹ سے منہ کی جانب آتے ہیں۔ ان بخارات سے دانت اور مسوڑھے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اگر منہ کی صفائی نہ ہو تو ایسی صورت میں دانت بھی خراب ہوتے ہیں اور بخارات معدے کی جانب جا کر پیٹ کے لئے نہایت مضر ثابت ہوتے ہیں۔

نظافت ہی نہیں صحت کے بنیادی اصولوں میں سونے کے بعد دانت اور منہ کی صفائی کے لئے مسواک کرنا ہے۔ مسواک نہ ہونے کی صورت میں منجن اور ٹوتھ پیسٹ سے نظافت وطہارت کا ثواب تو مل سکتا ہے مگر مسواک کی سنت کا ثواب نہیں ہوگا یہ مسواک کے ساتھ ہے۔

سونے سے قبل چراغ روشنی وغیرہ گل کرنا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو دروازہ بند فرما لیتے، مشکیزہ کا منہ باندھ دیتے پیالہ، پلیٹ ڈھانک دیتے چراغ گل کر دیتے۔ (مطالب عالیہ جلد۲ صفحہ ۳۹۶)

سونے سے قبل چند کام انجام دینے کا حکم

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو چراغ بجھا دو۔ دروازہ بند کر دو مشکیزہ کا منہ باندھ دو۔ کھانا پینا چھپا دو۔ (بخاری صفحہ ۹۳۱)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا رات کو سوتے وقت دروازہ بند کر دو۔ مشکیزہ کا منہ باندھ دو (پانی کا برتن ڈھانک دو)۔ برتن اوندھا کر دیا کرو۔ یا برتنوں پر ڈھکن رکھ دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو بند دروازے کھولتا ہے نہ بندھن ڈھیلے کرتا ہے۔ نہ برتن کے ڈھکن اٹھاتا ہے۔ (البتہ) چوہا (کبھی) گھر جلا دیتا (تیل کی بتی کو لے کر بھاگتا ہے اس سے آگ پکڑ لیتی) ہے اور گھر جل جاتا ہے۔ (آداب مفرد صفحہ ۳۵۷)

فَائِدَہ: سونے سے قبل پانی اور کھانے کے برتن کھلے نہ چھوڑنے چاہئیں۔ اس سے شیطانی تصرفات کے علاوہ حشرات الارض زہریلے کیڑے وغیرہ سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ چوہے اکثر کھانے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان امور میں ثواب سنت کے ساتھ صحت کے اصولوں کی بھی حفاظت ہے۔

رات میں دروازہ بند نہ کرنے پر شیطان

حضرت وحشی بن حرب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رات کو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کسی ضرورت (پاخانہ وغیرہ) کے لئے نکلے اور گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ واپس تشریف لائے تو ابلیس کو بیچ گھر میں کھڑا دیکھا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے خبیث ہمارے گھر سے ذلیل ہو کر نکل۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم گھر یا کمرہ سے رات کو نکلو تو دروازہ بند کر لو۔ (مجمع جلد۸ صفحہ ۱۱۱)

فَائِدَہ: دیکھا آپ نے شیطان خبیث نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تک کو نہ چھوڑا۔ چونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ محفوظ تھے اس لئے آپ کو ضرر نہیں پہنچا سکا۔ دروازہ بند رہنے سے جنات وشیاطین کے علاوہ انسانوں سے بھی حفاظت رہتی ہے، دروازہ کھلا دیکھ کر ان کو موقعہ لگ سکتا ہے ہمت ہو سکتی ہے جو بند پانے میں نہ ہوگی، یہ سنت کی برکات ہیں۔

سونے سے قبل کنگھی کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے (سونے سے قبل) مسواک فرماتے وضو فرماتے اور کنگھی فرماتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

فائدہ: یعنی بال سنوار لیتے چونکہ آپ کے گیسو تھے۔ بسا اوقات بال پراگندہ ہوتے ہیں تو سر بھاری معلوم ہوتا ہے اور نیند میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ یہ آپ کی لطافت طبع تھی کہ آپ سونے سے قبل بالوں میں کنگھی فرما لیتے۔

سونے سے قبل سرمہ لگانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ہر آنکھ میں اثمد (سرمہ کی ایک قسم ہے) کی تین تین سلائی ڈالا کرتے تھے۔ (شمائل صفحہ ۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت میں سلائی لگاتے تھے۔ (ترمذی، سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۴۸)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمہ لگانے کے متعلق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں میں دو دو سلائی لگاتے پھر ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگاتے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۱۱)

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں میں تین اور بائیں میں دو سلائی لگاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں میں تین بائیں میں دو سلائی لگاتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۴۱۱)

سونے سے قبل بستر جھاڑ لینا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے اپنے ازار کے اندرونی حصے سے جھاڑے۔ اسے نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

فائدہ: بستر کے اندر بسا اوقات کیڑے مکوڑے چھپے رہتے ہیں کہیں یہ باعث تکلیف نہ ہو جائیں اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر اسے جھاڑ لینا بہتر ہے۔

دوبارہ بستر پر جائے تو پھر جھاڑ لے

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب المفرد میں باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے بستر سے اٹھ کر دوبارہ

آئے تو اسے جھاڑ لے اور یہ حدیث پیش کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلے سے جھاڑ لے اور بسم اللہ کہے اسے نہیں معلوم کہ وہ اپنے بعد کیا چھوڑ گیا ہے۔
(ادب مفرد مترجم صفحہ ۵۲۸)

سونے کی مسنون ہیئت

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر آرام فرماتے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۹۳۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم بستر پر آ ؤ تو دائیں کروٹ پر سوؤ۔
(ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

فَائِدَة: دائیں کروٹ پر سونا صحت کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حالت بیدار ہونے میں زیادہ معین ہے۔ اس صورت میں چونکہ قلب لٹکا رہتا ہے۔

لہٰذا نیند سے ثقل پیدا نہیں ہوتا (غفلت کی نیند نہیں آتی) اطباء نے اس ہیئت کو جسم کے لئے اصح کہا ہے۔ اطباء نے کہا کہ اولاً دائیں کروٹ سوئے پھر کچھ دیر کے بعد بائیں کروٹ ہو جائے۔ بائیں کروٹ سے کھانا ہضم ہوتا ہے یہ ہضم کے لئے معین ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ بائیں کروٹ لیٹنا قلب کے لئے نقصادن دہ ہے۔ اور دائیں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ یہ ہیئت قبر کی ہے گویا کہ قبر کی یاد ہے۔ (جمع صفحہ ۶۰)

دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار پر رکھنا

حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب آپ بستر پر تشریف لاتے تو اپنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (ترمذی صفحہ ۱۷۶، بخاری صفحہ ۹۳۴)

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (شمائل صفحہ ۱۸)

تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بستر کا تکیہ جس پر آپ ﷺ سوتے تھے۔ چمڑے کا تھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ صفحہ ۵۶۸)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سوتے وقت تکیہ استعمال فرماتے۔ کبھی ہاتھ سے بھی تکیہ کا کام لیتے۔ خصوصاً سفر میں۔ (زاد صفحہ ۱۷۰)

چمڑے کا تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے چمڑے کا تھا۔ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (ابن ابی شیبہ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۸)

فائدہ: اس زمانہ میں عربوں میں چمڑے کا تکیہ رائج تھا جس میں کھجور کی چھال ہوتی تھی۔

آپ نے چمڑے کا ایسا تکیہ استعمال فرمایا ہے کہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ عموماً ایسا ہی تکیہ اور بستر تمام لوگوں میں رائج تھا۔

سونے میں خراٹے لینا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے اور خراٹے لینے لگتے۔ (شمائل صفحہ ۱۹)

فائدہ: یعنی سوتے وقت ہلکی آواز آتی تھی کہ سونے کا علم لوگوں کو ہو جاتا تھا۔

چت سونا

حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت سوتے ہوئے ایک پیر پر دوسرے پیر کو رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۶۸، ادب المفرد، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۸)

فائدہ: چت لیٹنا خلاف سنت نہیں البتہ دائیں کروٹ آپ زیادہ سوتے تھے عموی عادت یہی تھی۔

ایک پیر پر دوسرے پیر کو رکھ کر سونے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ چت کی حالت میں اس طرح سوئے کہ ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۶۹)

فائدہ: اصل ممانعت کی وجہ بے پردگی ہے۔ اگر لنگی سلی ہوئی نہ ہو جیسا کہ عربوں میں رائج تھی تو اس میں بے ستری ہونے کا پورا اندیشہ ہے۔ اس وجہ سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر بے ستری نہ ہو اجازت ہے چنانچہ آپ نے اس طرح بھی آرام فرمایا ہے۔ طیبی شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ بے ستری کا جب اندیشہ ہو تب ممنوع ہے۔ (جلد ۹ صفحہ ۴۸)

پیٹ کے بل سونا خلاف سنت ناپسندیدہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس طرح سونا اللہ پاک کو پسند نہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

پیٹ کے بل سونا دوزخی کا سونا ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ نے اسے پیر سے ٹھوکر دی اور فرمایا اٹھو یہ جہنمی کا سونا ہے۔

(ابن ماجہ، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۹)

طلحہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا۔ اچانک ایک آدمی نے پیر سے مجھے حرکت دی اور کہا کہ یہ سونا اللہ تبارک وتعالیٰ کو مبغوض ہے میں نے دیکھا تو رسول پاک ﷺ تھے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۳۰)

فائدہ: پیٹ کے بل سونا صورتاً بھی قبیح ہے اور طب اور صحت کے اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔ دوزخی اسی طرح لیٹیں گے۔

سونے کی چار حالتیں ہیں

1. چت سونا، یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے۔ یہ حضرات اس ہیئت میں لیٹ کر آسمان وزمین کی پیدائش اور حکمت پر تفکر فرماتے تھے۔
2. داہنی کروٹ پر سونا۔ عبادت (سنت نبوی) ہے علماء کا طریقہ ہے۔
3. بائیں کروٹ سونا۔ یہ طریقہ بادشاہوں اور اہل تنعم کا ہے۔ کھانا ہضم کرنے کے لئے معین ہے۔
4. منہ کے بل سونا یعنی اوندھے منہ سونا۔ یہ طریقہ شیطان کا ہے۔ (اور دوزخی کا سونا ہے)۔ (اسوۃ صفحہ ۳۴)

لوگوں کے بیچ یا راستہ پر سونا ممنوع ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان اور راستہ پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۰۰)

فائدہ: لوگوں کے درمیان سونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بیٹھے ہوں اور یہ ان کے بیچ میں سو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں ہر ایک کو پریشانی ہے۔ ذرا کنارے جا کر سونا چاہئے تاکہ ہر ایک کو سہولت ہو۔ راستہ پر سونا ممنوع ہے آمدورفت کرنے والوں کو پریشانی ہوگی۔ بسا اوقات سونے میں بے ستری ہوتی ہے گزرنے والوں کی نگاہ پڑ سکتی ہے جو حیا وشرم کے خلاف ہے۔

جنابت کے بعد کس طرح سوئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جنابت کے بعد جب آرام فرماتے تو اولاً اپنے مقام کو دھوتے نماز کی طرح وضوفرماتے۔ اور سنن بیہقی میں ہے کہ (اگر گرم پانی نہ ہوتا تو) تیمّم فرماتے۔
(بخاری صفحہ۳۹۲)

اسی طرح آپ جنابت کی حالت میں کھانا چاہتے تو وضوفرماتے پھر کھاتے۔ (مسند احمد جلد۶ صفحہ۱۹۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم جنابت کی حالت میں کس طرح سو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اپنے مقام (پیشاب کی جگہ) کو دھولو اور نماز کی طرح وضو کرلو۔ (ترمذی ونسائی جلد۲ صفحہ۵۳)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کی جنابت کی حالت میں سونے کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے کہا اس وقت تک نہ سوتے جب تک کہ مقام کو دھونہ لیتے اور نماز کی طرح وضو نہ فرمالیتے۔ (کنز جلد۳ صفحہ۵۴)

فائدہ: جنابت اور ناپاکی کی حالت میں باوضوسونا مستحب ہے۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ شیطان خبیث کا حملہ نہیں ہوتا۔ ورنہ ناپاکی کی حالت میں عموماً ڈراؤنے خواب سے پریشان کرتا رہتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رات مت گزارو مگر پاکی کے ساتھ جس حالت میں موت آئے گی اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے۔ (فتح جلد۱۱ صفحہ۱۱۰)

رات میں پاخانہ سے فراغت کے بعد کس طرح سوئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ایک رات بیدار ہوئے۔ بیت الخلاء تشریف لے گئے پھر آپ نے ہاتھ منہ دھویا اور آرام فرمانے لگے۔ (ابن ماجہ، سیرۃ جلد۷ صفحہ۳۹۲)

فائدہ: رات میں پاخانہ کرنے کے بعد ہاتھ منہ وغیرہ دھوکر سوتے کہ اس میں نظافت ہے۔

رات میں پیشاب کرنا

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں رات میں پیشاب فرماتے تھے۔ (کنز العمال جلد۷ صفحہ۷۰، ابوداؤد صفحہ۶۸۷، نسائی صفحہ۱۴)

چونکہ اس عہد میں پاخانہ اور پیشاب خانے گھروں میں نہیں ہوتے تھے۔ باہر جانے میں تعب اور پریشانی کی وجہ سے آپ پیالہ میں رفع حاجت فرمالیتے تھے۔ چونکہ آپ کے پیشاب میں ذرہ برابر بدبو نہیں تھی اس لئے دوسروں کو اذیت بھی نہیں ہوتی تھی۔

مکان میں تنہا سونا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد و کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی تنہا سفر نہ کرے، نہ کوئی گھر میں اکیلے سوئے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۱)

فائدہ: گھر میں اکیلے سونا منع ہے اس میں بہت سے مصالح ہیں۔ خدانخواستہ خوف یا ڈر لاحق ہو گیا۔ اچانک کوئی حادثہ یا طبیعت خراب ہو جائے تو کون مدد اور دیکھ بال کرے گا۔ کم از کم تنہائی کی وحشت تو محسوس کرے گا۔ جو نیند میں خلل کا باعث ہوگا۔

بلا منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے

ابن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسی چھت پر رات گزارے جس پر منڈیر نہ ہو تو میں اس سے بیزار ہوں۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۸۷)

طیبی نے لکھا ہے ہر ایسی چھت جس میں کوئی روک وغیرہ نہ ہو ایسا سونے والا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ جو خود کو ہلاکت میں ڈالے اس سے اللہ کی حفاظت کا عہد ٹوٹ جاتا ہے یعنی حفظ کے اسباب کی رعایت بندوں پر ضروری ہے۔ (جلد ۹ صفحہ ۵۲)

ہر خطرہ کی جگہ سونا منع ہے

حضرت زہیر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مچانی پر سو جائے اور گر کر مر جائے تو اس کی کسی پر ذمہ داری نہیں اسی طرح طوفان اور تلاطم کے وقت دریائی سفر کرے اور اس میں ڈوب جائے تو اس کی بھی ذمہ داری اٹھالی گئی ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۵۱۷)

مطلب یہ ہے کہ ایسا خطرناک کام کرنا جس سے بظاہر خطرے کا اندیشہ ہو اختیار کرنا منع ہے کہ اپنے آپ کو نقصان اور ہلاکت میں لے جانا درست نہیں۔

بلا منڈیر کی چھت میں خطرہ یہ ہے کہ کروٹ لینے میں رات کو دھوکا ہو جائے یا نیند و غنودگی کی حالت میں اٹھ کر چلنے لگ جائے۔ شارع نے ہر خطرہ کے موقعہ سے احتیاط کا حکم دیا ہے اپنے آپ کو خطرہ اور ہلاکت میں ڈالنا اور توکل کرنا یہ ممنوع ہے۔ ظاہر کی موافقت کرتے ہوئے ہمیں توکل کا حکم دیا ہے۔

آلودہ ہاتھ بلا دھوئے سونا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو چکنائی (وغیرہ)

سے آلودہ ہاتھ سو جائے اور دھوئے نہیں اور اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی جانور انگلی وغیرہ کاٹ لے) تو خود ہی کو ملامت کرے (کہ اس کی حرکت سے ایسا ہوا)۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۳۸)

فائدہ: لہٰذا جھوٹے ہاتھ نہیں سونا چاہئے کہ کوئی اذیت نہ ہو۔

جس گھر میں چراغ بتی کا انتظام نہ ہو اس میں سونا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ اندھیرے گھر میں بیٹھتے بھی نہ تھے تاوقتیکہ اس میں چراغ روشن نہ کردیا جائے۔ (بزار جلد ۲ صفحہ ۴۲۴، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گھر میں نہ سوئے جہاں روشنی کا انتظام نہ ہو، کہ رات میں کوئی تکلیف دہ بات پیش آجائے تو اس کا ازالہ نہ کرسکے۔ اسی طرح اس گھر میں بھی سونا نہیں چاہئے جہاں کبھی چراغ بتی اور روشنی نہ جلی ہو کہ عموماً ویران مکانوں میں تکلیف دہ چیزوں کا بسیرا ہوتا ہے۔ یہ مفہوم نہیں کہ اندھیرے میں نہ سوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت گل کرنے کی تاکید کی ہے۔

کھانے کے بعد متصلاً نماز بہتر ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کو ذکر و نماز کے ذریعہ سے ہضم کرو۔ کھانے کے بعد (متصلاً) مت سوؤ کہ دل سخت ہوجائے۔ (طبرانی، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۶۱)

فائدہ: علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کھانے کے بعد نماز پڑھ لو۔ مگر سوؤ مت تاوقت کہ ہضم ہوکر عالی معدہ سے نہ اتر جائے۔ چنانچہ کھانے کے بعد متصلاً سونا طباً بھی مضر ہے۔ (فیض القدیر صفحہ ۴۵۸)

خلافِ سنت (ممنوع) سونے کے اوقات

عصر کے بعد سونا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل میں فتور ہو جائے تو اپنے سوا کسی دوسرے پر ملامت نہ کرے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

سعید بن جبیر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ دن کے اول میں سونا غیر معمولی بات ہے وسط (دوپہر) میں سونا اچھی عادت ہے۔ اور آخر میں سونا حماقت ہے۔ (ادب مفرد مترجم صفحہ ۵۳۷، آداب بیہقی صفحہ ۴۳۴)

چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ جو شخص بعد عصر سوئے اور اس کی عقل میں فتور پڑ جائے تو وہ اپنے ہی اوپر ملامت کرے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

صبح تک سونا تنگی رزق کا باعث ہے

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا صبح تک سونا رزق کو روک دیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۰)

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں صبح کے وقت سوئی تھی آپ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو پیر سے حرکت دیتے ہوئے فرمایا اے بیٹی اپنے رب کی تقسیم رزق کے وقت تم حاضر (جاگی) رہو، غافلین میں مت ہوؤ۔ طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس کے درمیان اللہ تعالیٰ لوگوں کو رزق تقسیم کرتا ہے۔

(ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۰)

فائدہ: یہ وقت نہایت ہی قیمتی ہے ذکر تلاوت کے علاوہ کسی اور مشغلہ میں حتیٰ کہ سونے میں بھی گزارنا بہتر نہیں کہ تقسیم رزق کے وقت سونا محرومی کی علامت ہے۔

حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے گھر کے چھوٹے اور بڑے کی نگرانی کرتے تھے کہ کوئی طلوع شمس تک نہ سوئے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۹ صفحہ ۳۶)

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث ہے نبی پاک طلوع شمس سے قبل سونے سے منع فرمایا ہے (کہ یہ تقسیم رزق کا وقت ہے سونا غفلت ہے جو اچھی بات نہیں)۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک شخص کے پاس سے نماز صبح کے بعد گزرے جو سو رہا تھا۔ آپ نے پیر سے حرکت دی وہ بیدار ہوا آپ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم اللہ تعالیٰ اس وقت بندہ پر متوجہ ہوتا ہے۔ اپنے فضل سے ایک جماعت کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ (جلد۲ صفحہ۳۲۳)

صبح تک سونے سے شیطان کا پیشاب کان میں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا جو صبح تک سوتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ (بخاری صفحہ۱۵۳)

فائدہ: شیطان کے پیشاب کرنے کا مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ واقعۃً وہ پیشاب کر دیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا تو حدیث پاک سے ثابت ہے۔ یا ذلت اور استخفاف مراد ہے۔ یہ ایسا قبیح فعل ہے کہ اس لائق ہے کہ ایسا کیا جائے۔ یہ بھی مراد ہے کہ شیطان اس کے کان میں باطل اشیاء بھر دیتا ہے جس سے وہ ذکر خداوندی سے غافل رہتا ہے۔ (فتح جلد۴ صفحہ۲۸)

آج کل صبح دن نکلنے تک سونا جو نہایت ہی قبیح اور منکر فعل ہے عام ہو گیا پورا کا پورا گھر سویا ہوا ملتا ہے۔ کیا جوان کیا بوڑھے۔ کوئی نماز کا پابند ہوا تو اٹھا ورنہ عورتیں بچے سوئے رہتے ہیں، خصوصاً جوان مرد عورتیں، بڑے ہی خسارہ کی بات ہے۔ نماز اور جماعت کا ترک کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس کا آخرت میں شدید وبال تو ہوگا ہی دنیا میں اس دیر گئے تک سونے کی نحوست سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ تنگی معیشت اور مالی خسارہ کا سبب یہ ہے۔ مسلم گھرانوں کی شان اور علامت یہ ہے کہ صبح کو سب اٹھے ہوئے ذکر تلاوت میں مشغول ہوں ان کے گھرانوں سے بھینی بھینی ذکر تلاوت کی آواز گونج رہی ہو۔ افسوس در افسوس کہ رات گئے دیر تک واہی تباہی امور میں وقت ضائع کر کے دیر سے سوتے ہیں اور دیر سے اٹھتے ہیں اور دونوں جہاں کی بدبختی مفت لیتے ہیں۔

زیادہ سونا فقر قیامت کا باعث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹے رات میں زیادہ سویا مت کرو۔ رات میں زیادہ سونا سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کر چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ۲۲۵)

یعنی ساری رات سونے میں نہ گزارے بلکہ کچھ حصہ یاد خداوندی میں گزارے۔

مغرب کے بعد سونا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ عشاء سے قبل (مغرب کے بعد) سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (بخاری صفحہ۸۴)

فَائِدَہ: مغرب کے بعد سوئے تو عشاء کی جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر نیند کا غلبہ ہو یا سفر سے تھکا ماندہ ہو تو سونا درست ہے۔ اور کسی سے اٹھانے کو کہہ دے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غلبہ نیند سے سونے کی اجازت چاہی تو آپ نے مغرب کے بعد سونے کی اجازت دے دی۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۴۷)

اسی طرح امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے "بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غَلَبَ الح" سے ایسی حالت میں سونے کو جائز قرار دیا ہے کہ کسی کو مقرر کر دے کہ وہ اس کو بیدار کر دے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اسی طرح سوتے تھے۔ (فتح جلد ۲ صفحہ ۵۰)

سونے کا تہبند الگ رکھنا، اور کپڑے اتار کر سونا

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک حدیث میں ہے کہ میں اپنی خالہ کے پاس ایک رات رہا، حضرت میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کے لئے بستر بچھایا اور بستر کے سرہانے ایک کپڑا رکھ دیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے، اور آپ عشاء سے فارغ ہو چکے تھے بستر پر تشریف لائے سرہانے رکھے کپڑے کی لنگی بنا لی اور (پہنے ہوئے) کپڑے کو اتار کر لٹکا یا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۷۰)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس کپڑے میں نماز نہ پڑھتے جسے پہن کر اہل کے پاس آرام فرماتے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے کپڑے سونے کے کپڑے کے علاوہ رکھے تا کہ نماز میں طہارت کا اہتمام ہو۔ عموماً سونے کے کپڑے میں نجاست کا احتمال واشتباہ رہتا ہے۔ خصوصاً نئی عمر یا اہل وعیال میں رہنے والوں کو اس سے احتیاط چاہئے۔

عشاء کے بعد متصلاً سونا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عشاء سے قبل نہیں سوئے اور عشاء کے بعد گفتگو نہیں فرماتے (بلکہ سو جاتے)۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۶۴، مسند طیالسی جلد ۱ صفحہ ۷۳، سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۳۹۴)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شروع رات میں سو جاتے اور آخر رات میں بیدار رہتے (عبادت فرماتے)۔ (بخاری مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۷)

حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ عشاء سے قبل سونے کو اور عشاء کے بعد گفتگو کو ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔ (مختصراً)

حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گفتگو اور بات کی مذمت

فرماتے۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۷۴، ۳۸۹، بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۴)

عشاء کے بعد شعر وشاعری پر وعید

حضرت شداد بن اوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عشاء کے بعد قرض شعر (شعر کا مشغلہ) اختیار کیا اللہ پاک اس کی رات کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ یہاں تک کہ صبح کا وقت آجائے۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۱۷۵)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تاکید

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لوگوں کو عشاء کے بعد گفتگو پر مارا کرتے تھے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ ابھی باتوں میں لگو گے اور آخر رات میں سوؤ گے۔ (قرطبی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۸)

فَائِدَۃ: آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ عشاء کے بعد متصلاً سو جاتے۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۷)

عشاء سے قبل تو سونے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ عشاء کی جماعت نہ چھوٹ جائے۔اور عشاء کے بعد گفتگو کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ شب آخر کی بیداری بلکہ فجر کی نماز اور جماعت کی شرکت میں یہ خارج اور مخل ہے۔ دیر سے سوئے گا تو وہ دیر سے اٹھے گا۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ یہ قیمتی وقت غفلت میں گزر جائے نماز و جماعت سب سے محروم رہے۔

آج پوری امت کا مزاج اور عموی عادت یہی ہے کہ عشاء کے بعد باتوں میں، لایعنی امور میں مشغول رہتے ہیں۔ گفتگو اور مجلسوں میں بلکہ لہولعب میں گزارتے ہیں خدا کی پناہ وقت ضائع کرتے ہیں اور شب آخر کی بیداری تو کیا نماز جماعت سب چھوڑ کر دن چڑھے تک سوئے رہتے ہیں۔ آج عشاء کے بعد متصلاً سونے کی عادت ڈالیں تاکہ شب آخر کی عبادت جو ایک بیش قیمت چیز ہے حاصل ہو جائے اس سے غافل ہیں سردی ہو یا گرمی بے کار باتوں میں رہ کر اس عظیم دولت سے محروم رہنا بڑے خسارے کی بات ہے، آج عوام وخواص سب اس عظیم دولت کے نسخہ سے غفلت میں ہیں۔ رات گئے دیر تک جاگنے کی خلاف سنت عادت رائج ہے۔ شب آخر کی بیداری کا اہم سبب عشاء کے بعد متصلاً سونا ہے۔ دن کا قیلولہ اسی سبب سے تھا۔ قیلولہ تو موجود ہے مگر مقصد فوت۔ دن کا قیلولہ رات کے جاگنے کے لئے نہیں بلکہ شب آخر کی عبادت میں اعانت کے لئے ہے۔ اس لئے آپ عموماً عشاء کے بعد متصلاً سو جاتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کے بعد عبادت میں لگ جاتے بعد میں آرام فرماتے۔

مسنون اور باعث خیر و برکت طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد سو جائے اور شب آخر میں جاگ کر کچھ ذکر و عبادت میں یہ وقت لگا دے۔ یا علمی شغل میں مصروف رہے۔ یہ اسلاف کا طریقہ تھا جلد سونے کا کم از کم اہم

فائدہ یہ ہوگا کہ صبح کو نیند ٹوٹ جائے گی ضرورت سے فارغ ہوکر سنت اور فرض کو باحسن وجوہ ادا کرسکیں گے اور چستی رہے گی نیند کا خمار نہ رہے گا۔

مدارس میں یہ طریقہ رائج ہوجائے کہ عشاء کے بعد سوجایا کریں اور اذان سے قبل بیدار کردیا جائے تو اس کا اہم ترین مضبوط و مستحکم فائدہ یہ ہوگا کہ صبح کو بیدار ہونے کی عادت ہوجائے گی، اور اذان کے بعد غفلت کی عادت جو صبح کی نماز تک کے ترک کا باعث ہوجاتی ہے نہیں ہوگی۔ تاہم عشاء کے بعد علمی دینی گفتگو کی اجازت ہے۔

چنانچہ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے "بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ" اور "بَابُ السَّمْرِ بِالْعِلْمِ" قائم کرکے اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بخاری جلد۱ صفحہ۲۷)

عشاء کے بعد دینی گفتگو کی اجازت

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مسلمانوں کے دینی معاملات میں گفتگو فرماتے اور میں بھی ہوتا۔

(سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۳۹۱، مسند احمد جلد۱ صفحہ۳۵، فتح الباری جلد۲ صفحہ۲۷)

عشاء کے بعد اہل وعیال سے گفتگو

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی پاک ﷺ نے (عشاء کے بعد) بیویوں کو ایک قصہ سنایا۔ ایک عورت نے کہا یہ قصہ (حیرت اور تعجب میں) بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانتی ہو خرافہ کا اصل قصہ کیا ہے۔ خرافہ بنو عذرہ (قبیلہ کا نام) کا ایک شخص تھا جنات اسے پکڑ کر لے گئے۔ ایک عرصہ تک انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا پھر لوگوں میں چھوڑ گئے۔ پس وہ لوگوں سے وہاں کے عجائبات بیان کیا کرتا۔ پس لوگ ایسے قصوں کو قصہ خرافہ کہنے لگے۔ (مسند احمد، شمائل ترمذی صفحہ۱۸)

فَائِدَہ: آپ رات میں کبھی بیوی اور بچوں کے سامنے قصہ اور واقعات سناتے اسی میں سے یہ بھی ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ گھر میں بیوی بچوں سے اس قسم کی باتوں کا کرنا ان سے خوش طبعی کرنا مذموم نہیں بلکہ حسن معاشرت میں داخل ہے۔ ایسی گفتگو جوان کی تفریح طبع کا باعث ہو مذموم نہیں۔ (جلد۲ صفحہ۴۸)

اسی طرح اگر کوئی مہمان ہو تو اس سے بھی گفتگو کی اجازت ہے۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے "بَابُ السَّمْرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ" قائم کیا ہے جس سے اس کے جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

خیال رہے کہ آپ کی گفتگو کوئی ایسی لایعنی اور طویل تھوڑے ہی ہوتی تھی۔ حکمت پر مبنی مصالح سے پُر

ہوتی۔ ممنوع وہ ہے جو آج کل رائج ہے جس کا سلسلہ گھنٹوں چلتا ہے۔ اسی لئے شہر میں عموماً ۱۱، ۱۲ بجے رات سے قبل سونا نہیں ہوتا۔ آج کل ٹی وی کی لعنت اور نحوست نے تو اور تباہی مچا رکھی ہے۔ کہ جہنم کے اژدھوں کا پٹلدہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور گناہ کبیرہ کا سلسلہ رات گئے دیر تک چلتا رہتا ہے۔ جس کا حرام اور لعنت وغضب الٰہی کا باعث ہونے میں ذرہ برابر شبہ نہیں۔ (ٹی وی کی قباحتوں کی مفصل جانکاری کے لئے راقم الحروف کا رسالہ فتنۂ ٹی وی کا شرعی وعقلی جائزہ ضرور دیکھئے)۔

سونے سے قبل پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے لئے وضو کا پانی اور مسواک رکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ بیدار ہوتے تو قضاء حاجت سے فارغ ہونے پر مسواک فرماتے (اور وضو کرتے)۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات ہی سے مسواک اور وضو (طہارت وغیرہ کا پانی) رکھ دیتے تھے۔ جب اللہ پاک آپ کو بیدار فرماتا آپ بیدار ہوتے مسواک فرماتے۔ وضو کرتے پھر سات رکعت نماز (تہجد) ادا فرماتے۔

(مسند ابی عوانہ جلد۲ صفحہ۳۲۴، ابن حبان جلد۴ صفحہ۷۲)

فائدہ: سونے سے قبل وضو اور طہارت یعنی استنجا پاخانہ وغیرہ کے پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے۔ تاکہ بیدار ہونے کے بعد تلاش اور انتظام کی زحمت نہ ہو۔ اور کم وقت ہوتب بھی عبادت کا موقع مل جائے۔ ورنہ بسا اوقات پانی کے حاصل کرنے میں شدید پریشانی ہوتی ہے۔ یہ حسن انتظام کی بات ہے۔

سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات میں تین ڈھکے ہوئے برتنوں کا انتظام رکھتی تھی۔

1. وضو کے پانی کا برتن۔
2. مسواک کا برتن۔
3. پینے کے پانی کا برتن۔ (ابن ماجہ صفحہ۳۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور مسواک کے علاوہ رات میں پینے کے لئے بھی کسی برتن گلاس وغیرہ میں پانی رکھ دیتی تھیں اور ان تینوں کو ڈھک کر رکھتی تھیں تاکہ کیڑں مکوڑوں اور چوہوں وغیرہ سے حفاظت رہے یہ حسن انتظام سے متعلق امور ہیں کہ رات میں جس چیز کی ضرورت پڑسکتی ہے اس کا انتظام سونے سے قبل ہی کرلیا

جائے۔ کہ عین وقت پر دقت ہوتی ہے۔ دوسروں کو بھی پریشانی ہوتی ہے۔ لہٰذا سونے سے قبل وضو اور طہارت وغیرہ کا پانی، پینے کا پانی شاید رات میں پیاس لگ جائے اور اور مسواک کا انتظام رکھنا مسنون ہے۔

بیدار ہونے کے بعد اولاً پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بیدار ہوتے تو قضاء حاجت فرماتے پھر مسواک (وضو) فرماتے۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۸)

فَائِدَہ: وضو نماز سے قبل پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو جانا بہتر ہے تاکہ نماز اور عبادت میں اطمینان رہے۔ اگر عادت نہ ہو تو بیداری کے بعد پاخانہ کی حاجت بنالینا بہتر ہے یہ صحت کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

رات میں کس وقت بیدار ہونا سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس وقت بیدار ہو جاتے جس وقت مرغ بانگ دیتا۔ (بخاری صفحہ ۱۵۲)

حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مرغ آدھی رات (گزرنے کے بعد) بانگ دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا یہی قول ہے۔ ابن بطال رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا ثلث لیل میں یعنی آدھی رات کے بعد جب دو حصہ رات گزر جائے تب بانگ دیتا ہے۔ (فتح الباری جلد۳ صفحہ ۱۷)

ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نصف رات یا اس سے کچھ قبل یا اس کے کچھ بعد آرام فرما کر بیدار ہو جاتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

محدث زرقانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شروع آدھی رات میں بیدار ہو کر عبادت میں لگ جاتے۔ (شرح مواہب جلد۵ صفحہ ۶۷)

رات میں کتنا سونا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نصف رات آرام فرماتے تہائی رات میں بیدار ہو جاتے۔ پھر چھٹا حصہ (صبح صادق سے کچھ قبل) آرام فرماتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آدھی رات سوتے۔ تہائی رات میں بیدار ہو جاتے کبھی آدھی رات سے بھی کم سوتے اور بیدار ہو جاتے۔ (جلد۳ صفحہ ۱۷)

رات میں سونے اور عبادت کا مسنون طریقہ

حضرت اسود رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے معلوم کیا کہ رات کی

عبادت کے متعلق آپ ﷺ کا کیا معمول تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آپ ﷺ شروع رات میں تو سو جاتے پھر جب سحر کا وقت (ثلث لیل کے قریب) ہوتا تو (بیدار ہو کر) طاق رکعت میں نماز ادا کرتے (چونکہ وتر بھی پڑھتے تھے) پھر بستر پر تشریف لاتے اگر بیوی سے کچھ ضرورت ہوتی تو اسے پورا فرماتے پھر سو جاتے۔ پھر جیسے ہی اذان سنتے بڑی تیزی سے اٹھتے اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کو تشریف لے جاتے۔ (مسند طیالسی جلد۲ صفحہ ۱۲۸)

فائدہ: اہل بصیرت جان سکتے ہیں کہ اس طریقہ میں کتنی مصلحت ہے۔ اولاً عبادت پھر انسانی ضرورت ہے کہ آپ نے دیگر انسانی ضرورتوں پر عبادت کو مقدم فرمایا۔ (جمع الوسائل جلد۲ صفحہ ۶۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ شروع رات میں آرام فرماتے اور آخر شب کو زندہ فرماتے یعنی عبادت و ذکر میں گزارتے۔ (مسند احمد جلد۶ صفحہ ۱۰۹، شرح مواہب جلد۵ صفحہ ۶۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ جس مقدار پر آپ ﷺ سوتے اسی مقدار عبادت کرتے (مثلاً نصف رات سوتے تو نصف رات عبادت کرتے)۔ (مسند احمد جلد۶ صفحہ ۲۹۴)

عموماً آپ ﷺ کی عادت یہی تھی کہ متصلاً آرام فرما کر آخری شب میں تہجد ادا فرماتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کی نماز مسجد میں ادا فرما کر گھر تشریف لاتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے پھر آرام فرماتے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں اس کا ذکر ہے۔ (مسند طیالسی جلد۲ صفحہ ۱۲۸)

آپ ﷺ شب بیداری کو ترک نہ فرماتے اگر تکلیف ہوتی یا سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر ادا فرماتے۔

(طیالسی جلد۱ صفحہ ۱۲۸)

چار پائی پر سونا سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک چار پائی تھی جس کے پائے ساگوان لکڑی کے تھے۔ آپ اسی پر آرام فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

(سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ ۵۶۴)

آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بھی مسجد میں چار پائی پر آرام فرماتے۔ (زاد المعاد جلد۱ صفحہ ۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے سامنے آپ کی چار پائی بچھا دی جاتی اور بستر لگا دیا جاتا۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد۳ صفحہ ۳۵۰)

آپ ﷺ کی چار پائی کیسی تھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایسی

چار پائی پر تھے جو کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ (ادب المفرد، سیر الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

مسند ابو یعلی اور سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے چار پائی پر دیکھا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور آپ کے سرہانے چمڑے کا ایسا تکیہ تھا جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کو چار پائی پر سونا بڑا پسند تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آپ نے قیام کیا آپ نے ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس چار پائی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم نہیں ہے۔ اسد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر معلوم ہوئی (اہل قریش کا چار پائی پر سونا اور ابوایوب کے یہاں چار پائی کا نہ ہونا اور آپ کا ان سے چار پائی کے بارے میں معلوم کرنا) تو انہوں نے ایک چار پائی بنوا کر بھجوا دی جس کے پائے ساگوان کے تھے۔ آپ تاوفات اسی پر سوتے رہے اور اسی پر نماز بھی پڑھتے (آپ کی وفات کے بعد لوگ تبرکاً اس پر اپنے مردوں کو لے جاتے۔ صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی برکۃً اسی چار پائی پر (دفن کرنے کے لئے) لے گئے۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۵۶۴)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چار پائی پر سونا مسنون ہے۔ اور یہ کہ آپ کی چار پائی کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی جو نہایت ہی کھردری تھی۔ راوی کا مقصد "وھو علی سریر مرمول بشریط" سے یہی ہے کہ کھجور کی شاخوں کی بنی چار پائی جو نہایت ہی کھردری ہوتی ہے اس پر بلا بستر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے۔ کس قدر تواضع ومسکنت اور زہد عن الدنیا کی بات ہے آج ہم چار پائی پر بلا شاندار غالیچہ کے بیٹھنا اور سونا شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ آپ کی عادت طیبہ تھی۔ تاہم کبھی آپ بستر بھی بچھاتے جو زیادہ موٹا اور گہرا نہ ہوتا تھا جس کی تفصیل آرہی ہے۔ کبھی چار پائی پر چادر بھی ہوتی جو کالے رنگ کی ہوتی۔ چنانچہ طبرانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ کی چار پائی چھالوں سے بنی تھی اور اس پر کالی چادر ہوتی۔
(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

کھجور کی چٹائی پر بلا بستر کے سونا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس کے نشانات پہلو پر نمایاں ہو گئے تھے۔
(مسند احمد، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے

آپ کھجور کی چٹائی پر تھے اور کھجور کی بناوٹ کا اثر آپ کے پہلو پر نمایاں ہو رہا تھا۔ (ترمذی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)

گرمی اور جاڑے میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ جب گرمی آتی تو شب جمعہ سے باہر سونا اور جب سردی آتی تو شب جمعہ سے گھر میں سونا پسند فرماتے۔

(ابونعیم فی الطب، کنز صفحہ ۱۷، جامع صغیر صفحہ ۲۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ موسم کی تبدیلی سے سونے کی جگہ جاڑے اور گرمی میں بدلے تو شب جمعہ سے شروع کرے کہ اس میں برکت ہے۔

مسجد میں سونا اور لیٹنا

حضرت عباد بن تمیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ نہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا کہ آپ ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھے ہوئے تھے۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد بں کروٹ لیٹے دیکھا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں عہد نبوی میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا مسجد میں سوتا تھا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہوتے تو مسجد میں چلے آتے اور لیٹتے (ان کا مکان مکہ میں نہیں تھا مسافر کی حیثیت سے تھے در آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ (مجمع جلد ۲ صفحہ ۲۵)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رات کو نماز بہت پڑھا کرتے تھے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کے بعد کہ عبداللہ نیک شخص ہے۔ کاش یہ رات کو نمازیں .یادہ پڑھا کرے چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

مسجد میں سہولت آرام و راحت کی وجہ سے سونا اور اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔ بعض لوگ مسجد میں مرف اس وجہ سے سوتے ہیں کہ گھر میں ان کو سہولت میسر نہیں۔ مسجد کو سونے کی جگہ بنانا ناجائز ہے درست نہیں۔ لبتہ مسافر کو مسجد میں سونا درست ہے۔ جیسے اہل تبلیغ حضرات۔ اسی طرح ان حضرات کو بھی اجازت ہے۔ جو اتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں اور رات میں نماز پڑھنے کے عادی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی۔ چنانچہ اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور ان کے گھر مدینہ میں نہیں تھے مسجد میں سونے کی اجازت دی چنانچہ ابن ماجہ میں ابن قیس سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد فرمایا کہ خواہ یہاں سو جاؤ یا مسجد میں سو جاؤ چنانچہ وہ لوگ مسجد میں سونے گئے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ جو شخص مسجد میں نماز کے ارادہ سے نہ سوتا ہو اس کا سونا مکروہ ہے۔ یعنی اس ارادہ سے سوئے کہ نماز میں سہولت ہو۔ محض سونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مسجد کو سونے کا اڈہ نہ بناؤ۔ (عمدۃ جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

فقہاء کرام نے بھی مسجد میں سونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ درمختار میں ہے معتکف اور مسافر کے علاوہ کو سونا مسجد میں درست نہیں۔ (جلد ا صفحہ ۴۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مسجد میں اس وجہ سے سوتے ہیں کہ کشادہ اور آرام دہ باعث سکون جگہ ہے ان کا سونا یقیناً از روئے شرع مسجد کی حرمت کے خلاف ہے اور درست نہیں۔ ارباب انتظام ایسے سونے والوں کو سختی سے منع کریں۔

سفر کی حالت میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (سفر کی حالت میں) رات کو سوتے (حسب معمول) دائیں کروٹ سوتے۔ اور اگر صبح کے قریب کسی مقام پر قیام فرماتے اور آرام فرماتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (شمائل صفحہ ۱۹)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ وسیع وقت ہوتا۔ وقت کی گنجائش ہوتی تو حسب معمول سوتے۔ ورنہ دائیں ہاتھ کو کھڑا کر کے سوتے تاکہ گہری نیند نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے قریب وقت میں اس طرح نہ سوئے کہ گہری نیند آ جائے اور نماز یا جماعت کا وقت فوت ہو جائے۔ دراصل یہ مذکورہ طریقہ نیند آنے کی شکل نہیں بلکہ آرام اور تعب دور کرنے کی شکل ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے ذرا کمر سیدھی کر لیں۔ (شرح مناوی، جمع صفحہ ۶۵)

سونے والے کو بیدار نہ کیا جائے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تو ہم لوگ آپ کو بیدار نہیں کرتے (جگاتے) تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اٹھتے۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۳۴)

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ جب سو جاتے تو آپ کو جگایا نہیں جاتا تھا آپ خود ہی اٹھتے۔ (جلد ا صفحہ ۱۵۸)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ بہتر ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ کے کسی کو نہ جگایا جائے۔ بسا اوقات دوبارہ نیند نہیں آتی جو باعث کلفت ہے۔ لیکن خیال رہے کہ نماز اور جماعت کا وقت اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس وقت اٹھانا ضروری ہے۔

سونے والے کو سلام کس طرح کیا جائے

حضرت مقداد بن اسود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والا تو سن لیتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا۔ (ادب المفرد صفحہ ۳۰۲)

فَائِدَہ: سونے والے کی رعایت لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی نیند ٹوٹ جائے اور خلل ہو اگر کسی کے متعلق علم نہیں کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے تو اسی طرح سلام کرے۔

قیلولہ سنت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب قبا تشریف لاتے تو ام حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے مکان تشریف لے جاتے۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ انہوں نے کھانا کھلایا آپ اس کے بعد آرام فرمانے لگے یعنی قیلولہ فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲۹)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں آپ اس پر قیلولہ ادا فرماتے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۳)

جمعہ کے دن قیلولہ کا وقت

حضرت سہیل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر قیلولہ کرتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

فَائِدَہ: جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد کھانا پھر قیلولہ کرنا سنت ہے۔

قیلولہ کا حکم

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے تھے کہ دن کے سونے سے رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۱۷۵، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

حضرت طاؤس رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دن کے سونے سے رات کی عبادت میں مدد حاصل کرو۔ (آداب بیہقی صفحہ ۴۴۴، کنز جلد ۷ صفحہ ۱۷۵)

سائب ابن یزید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب دوپہر کو ہمارے پاس

سے گزرتے تو فرماتے اٹھو جاؤ قیلولہ کرو۔ (بیہقی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

شیطان قیلولہ نہیں کرتا

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قیلولہ کرو شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

(ابو نعیم، کنز جلد ۷ صفحہ ۵۷۰)

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک گورنر کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ قیلولہ نہیں کرتے تو ان کو فرمان لکھا کہ قیلولہ کرو میں تم سے بیان کر چکا ہوں شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (کنز جلد ۲۰ صفحہ ۶۶)

حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو ہمیشہ قیلولہ کی عادت تھی۔

(جلد ۱۱ صفحہ ۷۰، فتح)

قیلولہ کا مفہوم

اس کے معنی ہیں دوپہر کو کھانے سے فراغت پر لیٹنا اور آرام کرنا ہے۔ خواہ نیند آئے یا نہ آئے۔

(عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۲۲)

قیلولہ کے فوائد

دوپہر کو سونا زیادتی عقل اور ہضم طعام کا باعث ہے اس سے چستی رہتی ہے۔ خصوصاً رات کے قیام اور عبادت میں یہ معین ہے۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ دوپہر کو سونا اچھی عادت ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

حضرت سعید ابن جبیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے موقوفاً مروی ہے کہ دوپہر کو سونا اچھی خصلت ہے۔

(فتح جلد ۱۱ صفحہ ۷۰)

مشہور مقولہ ہے "تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ" دوپہر کو کھاؤ پھر سوؤ، شام کو کھاؤ اور چہل قدمی کرو۔ افسوس کہ دوپہر کو سونے کی حکمت یہ تھی کہ شب کی عبادت میں معین ہو۔ مگر دوپہر کا سونا تو راحت کی وجہ سے رہ گیا اور شب کی عبادت جاتی رہی۔

رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سونے کے مختلف طریقوں کا بیان

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے آرام راحت فرمانے کی کوئی ہمیشہ ایک ہی شکل و حالت متعین نہیں تھی۔ آپ کبھی کھجور کی چھالوں سے بنی ہوئی چارپائی پر بلا بستر آرام فرماتے۔ کبھی بستر پر آرام فرماتے۔ مگر بستر نرم اور گدے دار پسند نہ فرماتے، کبھی چمڑے کے ٹکڑے پر آرام فرماتے، کبھی چٹائی پر جو کھجور سے بنی ہوتی۔ کبھی صرف زمین پر بلا بستر کے آرام فرماتے کبھی ریت ہی میں لیٹ جاتے۔ کبھی سیاہ چادر پر کبھی کمبل پر۔ البتہ آپ زیادہ تر چارپائی پر

بلا کسی بستر اور چادر کے آرام فرماتے۔ جس سے جسم اطہر پر چٹائی کی بنائی کے نشانات پڑ جاتے۔

گدے دار یا نرم بستر آپ کو بالکل گوارا نہ تھا۔ نہ آپ اسے پسند فرماتے۔ آپ کے بستر کی نوعیت یہ تھی کہ ایک کپڑا تھا اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک مرتبہ اسے چار تہہ کر دیا تو آپ نے پسند نہ فرمایا۔ یہ آپ کے تواضع مسکنت اور زہد کے اعلیٰ شان پر ہونے کی وجہ سے تھی۔ سادہ زندگی کو آپ نے پسند کیا تنعم اور تعیش کی شکلوں سے اپنے آپ کو باوجود وسعت وفراوانی کے محفوظ رکھا۔ آج امت کے اہم افراد اس سنت والی زندگی کو چھوڑ کر مباح طریقے کو اختیار کیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے زاہدانہ زندگی آج مفقود ہوتی جارہی ہے۔ عیش و تنعم کی شکلوں کو جسے آپ نے چھوڑ دیا امت آج اسی میں فخر ووقار اور عزت محسوس کر رہی ہے اسی وجہ سے ہم سنت کی برکات سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ "اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا" (زادالمعاد، شرح مواہب جلد۵ صفحہ۶۹)

بستر کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان

کھجور کی چٹائی پر سونا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چٹائی پر (بلا بستر و چادر کے) آرام فرمایا۔ آپ کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات ابھر آئے آپ جب بیدار ہوئے تو میں ہاتھ پھیرنے لگا (نشانات کو مٹانے لگا) میں نے کہا آپ سونے سے قبل بتادیتے تو میں آپ کے لئے بستر بچھادیتا تاکہ یہ نشانات نہ ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے دنیا سے کیا مطلب میری مثال تو اس راہ گیر کی طرح ہے جو کسی درخت کے سایہ میں رک گیا ہو اور آرام کر کے چل دے (ظاہر ہے کہ ایسا آدمی کیا انتظام کرے گا)۔

(ابن ماجہ، ترمذی جلد۲ صفحہ ۶۰)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھجور کی بنی ہوئی چارپائی پر آرام کرتے پایا، جس کے نشانات پہلو پر نمایاں تھے، پھر میں نے گھر کی جانب نظر دوڑائی قسم خدا کی کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی کہ جس پر میری نگاہ پڑتی، مگر مشکیزے لٹکے تھے، اور تھوڑا سا جو رکھا تھا۔ (بخاری، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۲۴)

کھجور کی چھالوں سے بنی چارپائی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھجور کی چھالوں سے بنی ہوئی چارپائی پر آرام فرماتے ہوئے دیکھا، اور آپ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ تھا، جس کا بھراؤ بھی چھالوں سے تھا۔

چٹائی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا، جس پر آپ رات میں نماز

پڑھتے تھے (اور آرام فرماتے تھے) اور دن میں بچھا دیا جاتا تو آپ اس پر تشریف فرما ہوتے۔

(بخاری، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ جس کے نشان جسم اطہر پر آگئے تھے، اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس کا بھراؤ چمڑے کا تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

بوریا پر سونا

حضور اقدس ﷺ کا بستر کبھی چمڑے کا ہوتا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، اور کبھی صرف ٹاٹ کا، کبھی بوریا ہوتا۔ (خصائل صفحہ ۲۷۸)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر ٹاٹ کا تھا۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۷۰)

فائدہ: یعنی صرف ٹاٹ ہی پر سوتے، اس پر کوئی چادر وغیرہ نہ بچھاتے۔ کس قدر سادگی کی بات ہے، آج اس پر سونا اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہم لوگ عیش و تنعم میں پڑ کر غفلت میں زندگی گزار رہے ہیں، دراصل یہ دنیا ایک گزرگاہ ہے، جائے قیام و راحت و تنعم نہیں، اصل منزل و مکان تو جنت ہے۔ دنیا کا تنعم بسا اوقات آخرت سے غفلت کا باعث ہوتا ہے۔

نرم بستر سے انکار

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے آپ ﷺ کے بستر مبارک کو دیکھا کہ بہت ہی کھردرا اور موٹا ہے، چنانچہ وہ گئی اور ایک بستر جس کا بھراؤ اون سے تھا بھیج دیا (یہ اس کے مقابلہ میں نرم ہوتا ہے) رسول پاک ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے پوچھا عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اس نے آپ کے بستر کو دیکھا واپس گئی تو یہ بستر بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے واپس کر دو۔ حضرت عائشہ نے فرمایا میں واپس کرنا نہیں چاہتی تھی چونکہ اس بستر کا گھر میں رہنا مجھے اچھا معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ کہا واپس کرو۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو یہ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر مبارک پرانا اور موٹا (کھردرا) تھا میں نے چاہا کہ ایک دوسرا جو اس سے نرم ہو آپ کے لئے تیار کر دوں۔ تو میں نے کر دیا۔ آپ نے (دیکھا تو) فرمایا کیا ہے عائشہ۔ حضرت عائشہ نے کہا موٹا اور پرانا دیکھ کر میں نے یہ نرم بنا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے

ہٹاؤ۔ قسم خدا کی میں اس پر بیٹھوں گا بھی نہیں تاوقتیکہ تم اسے اٹھا نہ لو چنانچہ جو اوپر بچھایا تھا اٹھالیا۔
(سنن سعید بن منصور جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)

گدا پسند نہیں

حضرت جعفر بن محمد رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا سے معلوم کیا کہ آپ کے گھر میں حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بستر کیسا تھا؟ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا نے فرمایا چمڑے کا تھا جس میں بھراؤ کھجور کی چھال کا تھا۔ اور میں نے حفصہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا سے پوچھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بستر کیسا تھا انہوں نے کہا ٹاٹ کا تھا۔ جس کی میں دوہری تہ کر دیا کرتی تھی آپ اس پر سوتے تھے ایک رات میں نے کہا اگر میں اس کی چار تہہ کر دوں تو آپ کے لئے زیادہ آرام دہ ہوگا، چنانچہ میں نے اس کی چار تہہ کر دی، جب صبح بیدار ہوئی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا آج رات تم نے میرے لئے کیا بچھا دیا۔ حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا کہتی ہیں میں نے کہا وہی آپ کا بستر تھا جس کی میں نے چار تہہ کر دی تھی آپ کے لئے یہ ذرا نرم ہو جائے گا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس کو پہلی حالت پر کر دو۔ اس لئے کہ اس کی نرمی نے مجھے رات کی نماز (تہجد) سے روک دیا۔ (ترمذی، سیرۃ صفحہ ۵۷۰، حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۳۶)

اسی قسم کی روایت حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا سے بھی ہے۔

فَائِدَہ: یعنی تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھلی یا معمول کے لحاظ سے دیر میں کھلی کہ نرم بستر پر نیند گہری آتی ہے اور زیادہ آتی ہے۔ (اور آنکھ جلد کھلتی نہیں) اگر کھردری چارپائی ہو اول نیند ہی غفلت سے نہیں آتی دوسرے آتی بھی ہے آنکھ جلد کھل جاتی ہے۔ (خصائل صفحہ ۲۸۰)

نرم بستر کی درخواست مسترد

متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ صحابہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمْ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے مجھے دنیاوی آرام و راحت سے کیا کام میری مثال تو اس راہ گیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو، اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ (خصائل صفحہ ۲۸۰)

ظاہر ہے کہ ایسا مسافر کیا سامان کا بوجھ لادے گا۔ حتی الامکان ہلکا پھلکا منزل مقصود کی جانب چلے گا۔ دنیا مؤمن کے لئے رہ گزر درمیان سفر ہے۔ جس قدر دنیاوی جھنجھٹوں سے پاک ہوگا اسی قدر آخرت میں صاف

مگراب امت کا مزاج خصوصاً خواص کا بھی بدل چکا ہے۔عیش تنعم کا سامان زائد سے زائد اختیار کیا جاتا ہے۔ گو یہ ناجائز نہیں تاہم افضل واولیٰ نہیں۔ سادہ زندگی ایمان کی شان ہے اسی لئے حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے بندے عیش وتنعم میں نہیں پڑتے۔ اس وجہ سے کہ یہ حب دنیا کا اثر ہے اوراس کی علامت حب دنیا سے دوری ہے۔ اللہ پاک ہم سب ک سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور عمل خالصۃً لوجہ اللہ آسان فرمائے۔

زائد بستر کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بستر آدمی کے لئے ہے ایک بستر اس کی بیوی کے لئے ہے ایک بستر مہمان کے لئے اس سے زائد چوتھا بستر شیطان کے لئے ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا ضرورت سے زائد رکھنا جس کا استعمال نہ ہو یا نوبت کم آئے بہتر نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کی تعداد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک ہی بستر تھا۔ (مواہب لدنیہ جلد۵ صفحہ ۵۲)

فائدہ: یہ کمال تقویٰ اور زہد میں مرتبہ علیا کی بات ہے۔ باوجود قدرت واختیار کے آپ نے توسع اختیار نہیں فرمایا۔

سوتے وقت آپ ﷺ کے قرآنی معمولات کا بیان

سوتے وقت الم سجدہ اور سورۃ ملک کا پڑھنا مسنون ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ سورۃ الم سجدہ اور سورۃ ملک نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی صفحہ ۱۷۶، الدعا للطبرانی صفحہ ۲۶۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہر رات الم سجدہ پڑھتے۔

(مسند ابو یعلی، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۵)

حم سجدہ اور سورۂ ملک کا پڑھنا بھی مسنون ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ اس وقت تک نہ سوؤں جب تک کہ حم سجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لوں۔

(بیہقی فی شعب الایمان، درمنثور جلد ۷ صفحہ ۲۳۳، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۹)

سورۂ ملک کا پڑھنا سنت اور اس کے فوائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن شریف میں ایک سورۃ ایسی ہے جو تیس آیتوں والی ہے۔ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کروادیتی ہے وہ سورۃ تبارک الذی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسے عذاب قبر سے روکنے والی سورۃ قرار دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷)

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے عذاب قبر سے روکنے والی فرمایا ہے۔

(جلد ۷ صفحہ ۲۳۱، درمنثور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ عہد نبوی میں اسے مانع (عذاب قبر سے روکنے والی)

کہا جاتا تھا۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۳۱)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا عذاب قبر کے فرشتے اس کے سرہانے آئے تو کہا کہ اُسے عذاب دینے کا کوئی راستہ نہیں کہ یہ سورۂ ملک پڑھتا تھا۔

خالد بن معدان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول کرو ورنہ مجھے کتاب سے نکال دے۔

(دارمی جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ بعض صحابہ نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ اچانک خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ سے کسی کو تبارک الذی پڑھتے ہوئے سنا۔ نبی اکرم ﷺ سے آکر عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ خدا کے عذاب سے روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔

(مشکوۃ صفحہ ۱۸۸)

سورۂ زمر اور بنی اسرائیل

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ، سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل جب تک نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ (ابن سنی نمبر ۶۷۸، اذکار نبوی صفحہ ۱۷۷)

مسبحات کی تلاوت

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سوتے نہ تھے جب تک کہ مسبحات کی تلاوت نہ فرماتے تھے کہ اس میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے۔

(ابوداؤد، صفحہ ۶۸۹، ترمذی، اذکار صفحہ ۷۷)

فَائِدَۃ: مسبحات ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کی ابتدا تسبیح سے ہو مثلاً "سَبَّحَ" یا "یُسَبِّحُ سَبِّحْ" وہ یہ سورتیں ہیں ① سورۂ حدید ② سورۂ حشر ③ سورۂ صف ④ سورۂ جمعہ ⑤ سورۂ تغابن ⑥ سورۂ اعلیٰ۔

اور آیت سے مراد سورۂ حشر کی آخری آیت ہے۔

آل عمران کی آخری آیتیں

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رات آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھتے تھے۔ (ابن سنی صفحہ ۶۸۸)

سورۂ کافرون

حضرت خباب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ کافرون

پڑھتے۔ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱)

نوفل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان کے والد سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر رات سورۂ کافرون پڑھ کر سوؤ۔ شرک سے براءت ہوگی۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵)

معوذتین

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے اور سورۂ قل ھو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے پھر جہاں تک ہاتھ جاتا وہاں تک پھیر لیتے اولاً سر اور چہرے سے شروع فرماتے پھر جسم کا اگلا حصہ، تین مرتبہ اسی طرح کرتے۔

(بخاری صفحہ ۹۳۵، ابوداؤد صفحہ ۶۸۹، ترمذی صفحہ ۳۴۲)

فائدہ: سوتے وقت کا یہ عمل مسنون بڑی افادیت رکھتا ہے۔ بلاء سماوی اور ارضی کا دافع ہے۔ آسیب سحر کرتب۔ خوف و دہشت۔ وساوس شیطانیت اور ڈراؤنے خواب کے ازالہ کے لئے نفع بخش ہے۔ خصوصاً ایسے مواقع میں جہاں آسیب وسحر وکرتب۔ خوف و دہشت کا اندیشہ ہو اور اسی طرح جسے آسیب وسحر کی شکایت۔ داس کا معمول اس کے حملہ کو روکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کو ختم کرتا ہے۔

آیۃ الکرسی

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہہ رہے تھے کہ ایک خبیث جن آپ کی ایذاء کے لئے پھیر میں ہے۔ جب آپ بستر پر تشریف لائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۶)

آیۃ الکرسی سے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان عاقل کو نہیں سمجھتا کہ وہ بغیر آیۃ الکرسی پڑھے سوئے۔ (اذکار صفحہ ۸۰)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آتا۔ اور جو بستر پر لیٹ کر اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہمسایہ اور اردگرد کے کئی گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (حاشیہ حصن حصین اردو صفحہ ۱۳۹)

فائدہ: سوتے وقت آیۃ الکرسی کا ورد شیاطین کے وساوس و حملے اور جمیع آسیب وغیرہ کی حفاظت کا نہایت ہی مضبوط حصار ہے۔

عورتوں اور بچوں کو شیاطین بسا اوقات پریشان کرتے ہیں۔ ان کی حفاظت کے لئے یہ آیت معوذتین کے ساتھ نہایت ہی مضبوط و مجرب دفاع ہے۔

سوتے وقت قرآن پاک پڑھنے کی فضیلت وفوائد

تمام شر سے بچاؤ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کی سورتوں میں سے کوئی سورت سوتے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کا محافظ اور نگہبان بنا دے گا جو اس کی حفاظت کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اٹھ جائے۔ (کتاب الدعا صفحہ ۲۷۵، فتح جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵)

سوتے وقت تلاوت کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں چالیس آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو ایک سو آیتوں کو پڑھے گا وہ قانتین (عبادت گزاروں) میں لکھا جائے گا۔ (ابن سنی صفحہ ۲۷۶)

مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ جو دس آیتیں (کسی بھی مقام سے) پڑھے گا غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ (ابن سنی نمبر ۷۰۲)

سورۂ حشر کی آخری آیتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت کی کہ جب وہ بستر پر جائے تو سورہ حشر کی آخری آیتیں پڑھے۔ اگر موت آئے گی تو شہید ہوگا یا آپ نے فرمایا اہل جنت سے ہوگا۔ (ابن سنی صفحہ ۷۱۸)

سورۂ بقرہ کی آیات سے شیطان سے حفاظت

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو سورۂ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھے گا۔ تین دن تک اس کے گھر میں شیطان داخل نہ ہوگا۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔ آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں۔ اور آخر کی تین آیتیں۔ (دارمی صفحہ ۴۴۸)

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ منقول ہے کہ جو ان آیتوں کو سوتے وقت پڑھے گا۔ قرآن پاک نہ بھولے گا۔ (دارمی صفحہ ۴۴۹)

سورۂ اخلاص سے جنت میں داخلہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سونے کا ارادہ کرے۔ دائیں کروٹ سو جائے۔ اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا اے میرے

بندے! دائیں کروٹ یعنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (کنز العمال جلد۱۹ صفحہ۲۳۹)

دیلمی کی ایک روایت میں ہے کہ انسان و جنات ہر ایک کی برائی سے حفاظت ہو جائے گی۔

(بزار، حصن صفحہ ۱۴۷)

ہر شر (چیز) سے حفاظت

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم نے اپنے پہلو کو بستر پر رکھ لیا سورۂ فاتحہ اور اخلاص کو پڑھ لیا تو موت کے علاوہ ہر شئے سے مامون ہو گئے۔ (کنز جلد۱۹ صفحہ۲۴۱)

سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ میں کسی عقل مند کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتوں کے پڑھے بغیر سو جائے۔ (اذکار صفحہ ۸۰)

فَائِدَۃ: سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں، "آمن الرسول" سے آخر سورۃ تک ہیں۔ ان کے بڑے فضائل و فوائد ہیں۔

اسی طرح معوذتین کی بھی فضیلتیں اور فوائد ہیں، برے خواب اور برے وساوس اور ان کی اذیتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

سوتے وقت ذکر اللہ کے فضائل

سوتے وقت ذکر کرنے والے کی دعا قبول

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ رات کو ذکر کرتا ہوا بحالت طہارت سویا ہو پھر رات اٹھا ہو اور دنیا یا آخرت کا سوال کیا ہو مگر یہ کہ اللہ پاک اسے عطا فرما دیتے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۵)

ذکر کی حالت میں سونے پر فرشتے کی نگرانی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان دونوں اس کی طرف دوڑتے ہیں فرشتہ کہتا ہے۔ اچھائی پر خاتمہ ہو۔ شیطان کہتا ہے برائی پر خاتمہ ہو۔ پس اگر سونے والا خدا کا ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ (الدعاء للطبرانی صفحہ ۲۲۰)

سونے اور بیدار ہونے والے پر فرشتہ اور شیطان کا مسابقہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ گھر میں داخل ہوتا ہے اور بستر کی طرف جاتا ہے تو فرشتہ اور شیطان دونوں اس کی طرف لپکتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے اس کا اختتام شر پر ہو۔ فرشتہ کہتا ہے اس کا اختتام نیکی پر ہو۔ پس اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کی حمد و ثناء کرتا ہے تو فرشتہ شیطان کو بھگا دیتا ہے اور فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اسی طرح جب وہ بیدار ہوتا ہے تو شیطان اور فرشتہ دونوں اس کی طرف تیزی سے لپکتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے شر کے ساتھ بیدار ہو۔ فرشتہ کہتا بھلائی کے ساتھ یہ بیدار ہو پس اگر وہ (اٹھنے والا) یہ دعا پڑھ لیتا ہے اور (اسی رات) انتقال کر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ (کنز جلد ۲۰ صفحہ ۵۴، ابن سنی نمبر ۱۲)

اور مجمع الزوائد میں ہے اگر مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰)

وہ دعا یہ ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اِلَیَّ نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ یُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا."

ترجمہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے نیند کے بعد میری روح کو واپس کیا اور موت نہ دی نیند میں، تعریف اس اللہ کی جس نے آسمان اور زمین کو گرنے سے روکے رکھا ہے اگر وہ گر جائے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا یقیناً وہ بردبار معاف کرنے والا ہے۔"

یا یہ دعا پڑھ لے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝"

ترجمہ: "اس اللہ کی تعریف جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے ہاں مگر اس کا حکم ہو جائے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر شفیق و مہربان ہے۔"

ذکر اللہ سے بستر مسجد ہو جاتا ہے

ابو مرہ عجلی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے طریق سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر پاکی کی حالت میں آئے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے تو اس کا بستر مسجد ہو جاتا ہے اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں ہوتا ہے۔ یعنی تاوقتیکہ بیدار نہ ہو جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

فائدہ: یعنی ذکر کی حالت میں سونے سے بیدار ہونے تک ذکر کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

ذکر کرتا ہوا سو جانا سنت ہے

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عادت طیبہ تھی کہ ذکر کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ نیند آ جاتی چنانچہ آپ دائیں کروٹ ہو کر ذکر میں مشغول رہتے یہاں تک کہ نیند آ جاتی۔

سنت یہ ہے کہ ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ نیند آ جائے۔ اس سے رات بھر ذکر و عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

افسوس کہ آج امت کا یہ حال ہے کہ واہی تباہی گپ میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ نیند آ جاتی ہے یا خاموش فکر دنیا کی حالت میں نیند آ جاتی ہے۔ یہ بڑے خسارے کی بات ہے۔

گناہ معاف اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو اپنے بستر پر سونے آئے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

اَکْبَرُ ط" (عمل الیوم للنسائی صفحہ۸۱۱، ابن سنی صفحہ۷۲۲)

تَرْجَمَہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اللہ کے سوا نہ کسی کو کوئی قوت ہے اور نہ کوئی طاقت۔ پاک ہے اللہ اور اللہ کے لئے تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔"

کس قدر افسوس کی بات ہے۔ خدا کا بندہ اس کا غلام اس سے غافل ہو کر سو جائے بلکہ بندگی کا حق ہے دین و دنیا کی بھلائی اس میں ہے کہ اذکار مسنونہ پر نیند آئے خدا کی یاد پر سو جائے۔

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو تین مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" پڑھتے۔ (الدعا صفحہ۷۶۵)

سوتے وقت کے اوراد کا بیان

استغفار

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بستر پر جاتے وقت

"اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ"

تین مرتبہ پڑھ لے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کے جھاگ یا درختوں کے پتے یا ریت کی تعداد یا ایام دنیا کے برابر ہوں۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بارہ ہزار مرتبہ روزانہ استغفار پڑھتا ہوں اور ایک دھاگہ ان کے پاس تھا جس میں ایک ہزار گرہ لگی ہوئی تھی رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ اس کو سبحان اللہ کے ساتھ پورا نہ کر لیتے تھے۔ (فضائل ذکر صفحہ ۹۴)

تسبیح فاطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم کو خادم سے بہتر چیز (وظیفہ) نہ بتا دوں۔ جب تم دونوں بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۵)

ابوداؤد کی روایت میں ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ہے۔ اس طرح ۱۰۰ کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ (جلد ۲ صفحہ ۶۹۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب سے ہم نے کبھی اس کا ورد نہیں چھوڑا چنانچہ صفین کے موقع پر (جو ایک اہم تاریخی جنگ تھی) بھی نہیں چھوڑا اور آخر رات میں موقع ملا تو پڑھا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۶۹۰)

فائدہ: سوتے وقت تسبیح فاطمی کی بہت تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے گا اس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہ ہوگا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے۔ یعنی تجربہ سے بھی ثابت ہوا ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالہ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے

اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے۔ تسبیحیں جتنی مفید اور کارآمد اور نافع ہوں گی دنیا میں خادم اتنا کارآمد اور نافع نہیں ہوسکتا اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ سے کام پر جس قدر قدرت اور اہمیت ہوسکتی ہے خادم سے اتنا نہیں ہوسکتا۔ (فضائل ذکر صفحہ ۱۶۸)

سوتے وقت درود پاک کا ورد

محدث ابوالشیخ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ابوقرصافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جن کا نام حندرہ ہے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر آئے سورۃ تبارک الذی پڑھے۔ پھر یہ دعا ۴ مرتبہ پڑھے

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِحَقِّ كُلِّ آيَةٍ اَنْزَلْتَهَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مِنِّيْ تَحِيَّةً وَّسَلَامًا"

تَرجَمَہ: "اے اللہ! جو رب ہے حل و حرم کا۔ اور رب ہے حرمت والے شہر کا۔ اور رب ہے رکن و مقام کا۔ اور رب ہے مشعر حرام کا۔ بحرمت ہر اس آیت کے جو آپ نے نازل کی ماہ رمضان میں میری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو تحیہ وسلام پہنچا دیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو متعین فرما دیتے ہیں وہ نبی پاک کے پاس تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے تو آپ فرماتے ہیں فلاں پر میری جانب سے بھی سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔" (القول البدیع صفحہ ۲۰۷، جلاء الافہام صفحہ ۲۴۴)

شمس الدین سخاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے قول بدیع میں اور شمس الدین دمشقی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جلاء الافہام میں سوتے وقت اور سو کر اٹھنے کے وقت کو درود شریف پڑھنے کے مقامات میں شمار کرایا ہے۔

جیسا کہ حدیث بالا سے سونے کے وقت درود شریف کا ورد ثابت ہوا ہے۔

علامہ سخاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ان کو جن کو نیند کم آتی ہو درود شریف پڑھنا لکھا ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۲۰۷)

شب آخر میں دعاء واستغفار کی تاکید

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب ہر رات جب کہ ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے میں اسے معاف کروں۔ (بخاری صفحہ ۱۵۳)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر رات جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں بادشاہ ہوں۔ میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے میں اس کی مغفرت کروں اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (جلد۱ صفحہ ۲۵۸)

شب آخر میں دعا کی تاکید

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے۔ اللہ سے سب سے زیادہ قریب بندہ شب کے آخر میں ہوتا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۹۸)

فائدہ: احادیث وقرآن میں شب آخر کی بڑی اہمیت ہے۔ خدا کے برگزیدہ مقرب بندے اس وقت اللہ کی یاد میں رہتے ہیں۔ نماز ذکر تلاوت کی بڑی تاکید ہے۔ اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے تو کم از کم بیٹھ کر ذکر واستغفار ہی کر لے کہ کچھ فضیلت حاصل ہو جائے۔

سونے کے مجموعی سنن وآداب کا بیان

1. سونے سے قبل وضو کرنا۔
2. سونے سے قبل مسواک کرنا۔
3. مسواک سرہانے رکھنا۔
4. بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا۔
5. سونے سے قبل وضو کے پانی کا انتظام رکھنا۔
6. سونے سے قبل چراغ بتی کو گل کر دینا (یا دھیمی کر دینا)۔
7. گھر کا دروازہ بند کر دینا۔
8. سونے سے قبل بال بکھرے ہوں تو سنوار لینا۔
9. سرمہ لگانا۔
10. سونے سے قبل بستر اچھی طرح جھاڑ لینا۔
11. دائیں کروٹ سونا۔
12. دائیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھنا۔

⓭ تکیہ کا استعمال کرنا۔

⓮ چمڑے کا تکیہ سنت ہے۔

⓯ سونے سے قبل طہارت اور پینے کے پانی کا انتظام کر کے سونا۔

⓰ جنابت، ناپاکی کی حالت میں سوئے تو پہلے وضو کر لینا۔

⓱ پاخانہ پیشاب کے بعد سوئے تو ہاتھ منہ دھو کر سونا۔

⓲ سونے کا تہبند الگ رکھنا اور اسے پہن کر سونا۔

⓳ عشاء کے بعد متصلاً۔

⓴ تہائی رات تک سونا۔

㉑ مرغ کے اول بانگ کے وقت یا تہائی رات کے بعد بیدار ہونا۔

㉒ بیدار ہونے کے بعد تہجد پڑھنا۔

㉓ تہائی رات کے بعد استغفار و ذکر میں گزارنا۔

㉔ چارپائی پر یا چٹائی پر سونا۔

㉕ کھجور کی چٹائی پر سونا۔

㉖ چٹائی پر بلا بستر کے سونا۔

㉗ سونے سے قبل کسی دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔

㉘ سونے سے قبل کچھ تلاوت کلام پاک کر لینا۔

㉙ سونے سے قبل سورۃ ملک کا پڑھنا۔

㉚ سورۃ الم سجدہ کا پڑھ کر سونا۔

㉛ سونے سے قبل تسبیح فاطمی کا پڑھ لینا۔

㉜ سونے سے قبل استغفار پڑھنا۔

㉝ سونے کے وقت درود شریف کا پڑھنا۔

㉞ ذکر کرتے رہنا یہاں تک کہ نیند آ جائے۔

㉟ سوتے وقت اللہ کے انعامات اور قدرت پر غور کرنا۔

㊱ دائیں بائیں کروٹ لیتے وقت ذکر کرنا۔

㊲ رات میں بیدار ہونا تو ذکر کرتے ہوئے بیدار ہونا۔

㊳ بیدار ہونے پر سو کر اٹھنے کے بعد کی دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔

۳۹ بیدار ہونے پر اولاً پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونا۔
۴۰ اولاً نماز تہجد پڑھ لینا پھر انسانی ضرورت میں مشغول ہونا۔
۴۱ گرمی میں آنگن اور سردی میں صحن و کمرہ میں سونے کی ابتداء شب جمعہ سے کرنا۔

سونے کے متعلق خلاف سنت وممنوع امور کا بیان

۱ پیٹ کے بل سونا۔
۲ کھانے کے بعد متصلاً سونا۔
۳ ایسے لباس کو پہن کر سونا جس سے بے شرمی کا احتمال ہو جیسے جانگیہ۔
۴ راستہ پر سونا۔
۵ لوگوں کے بیچ میں سونا جس سے ہر ایک کو حرج ہو۔
۶ بلا منڈیر کی چھت پر سونا۔
۷ آلودہ ہاتھ بلا صاف کئے ہوئے سونا۔
۸ عصر کے بعد سونا۔
۹ مغرب کے بعد سونا۔
۱۰ عشاء کے بعد دیر تک باتوں میں لگے رہنا پھر سونا۔
۱۱ طہارت کے پانی کا انتظام کئے بغیر سونا۔
۱۲ رات کو اتنی تاخیر سے سونا کہ صبح اٹھنے میں کسل حرج ہو تو یہ مکروہ ہے۔
۱۳ رات کو اتنی تاخیر سے سونا کہ صبح کی جماعت چھوٹنے کا سبب ہو تو ناجائز ہے۔
۱۴ مسلسل صبح صادق تک سوئے رہنا خلاف سنت مگر جائز ہے۔
۱۵ صبح صادق کے بعد سوئے رہنا کہ فجر کی نماز کا وقت نکل جائے ناجائز ہے۔
۱۶ صبح تک سوئے رہنا بے برکتی رزق کا باعث ہے۔
۱۷ بلا ذکر و تلاوت و دعاء نوم کے سوجانا جیسا کہ آج کل رائج ہے۔ یہ خلافِ سنت ہے۔
۱۸ لہولعب، کھیل کود، لایعنی امور میں مشغول رہتے ہوئے سوجانا۔ خلافِ سنت و مکروہ ہے۔
۱۹ نرم گداز گدوں پر سونا خلافِ سنت مگر جائز ہے۔
۲۰ بیدار ہونے کے بعد بلا دعاء ماثورہ پڑھے کام میں مصروف ہوجانا۔ خلافِ سنت ہے۔

سوتے وقت دعاؤں کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے کے وقت کی مختلف مسنون دعائیں

① حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر آ ؤ تو وضو کرو۔ دائیں کروٹ لیٹو۔ یہ دعا پڑھو اگر تمہارا انتقال ہو گیا تو فطرت اسلام پر ہوگا۔ (بخاری صفحہ ۹۳۴)

"اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَھْبَةً وَّرَغْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ"

ترجمہ: "اے خدا میں نے اپنا رخ آپ کی طرف کیا اپنا کام آپ کے حوالہ کیا اپنی پیٹھ تیری طرف کی تیری رغبت اور تیرے خوف سے، تیرے سوا نہ کوئی ٹھکانہ، نہ جائے پناہ میں آپ کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لایا اور اس نبی پر جسے تو نے بھیجا۔"

② حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں یہ دعا اس طرح ہے

"اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ"

یعنی "اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ" کے ساتھ "وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ" ہے یعنی اپنے رخ کو آپ کی طرف متوجہ کیا۔ (بخاری صفحہ ۹۳۵)

③ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بستر پر آئے تو اپنے بستر کے اندرونی اطراف کو جھاڑے، نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے:

"بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْھَا وَاِنْ

اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ"

ترجمہ: ''اپنے رب کے نام سے اپنے پہلو کو رکھا اور تیرے ہی نام سے اٹھوں گا اگر میری روح کو روک لیں تو رحم فرمائیں اگر چھوڑ دیں تو اس کی حفاظت فرمائیں جس طرح کہ نیکوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔'' (بخاری صفحہ ۹۳۵)

۴ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيٰى وَبِاسْمِكَ اَمُوْتُ" فرماتے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۸)

۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے یہ دعا نقل فرماتے ہیں۔ ابوصالح کہتے ہیں ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم سونے جائیں تو یہ دعا دائیں کروٹ پر سوتے ہوئے پڑھیں

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ" (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۸، ترمذی)

۶ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے

"اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى"

ترجمہ: ''اے اللہ تیرے نام پر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔'' (بخاری، مسلم، ترمذی، عمل الیوم، النسائی صفحہ ۷۴۷)

۷ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے

"اَللّٰهُمَّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ"

ترجمہ: ''اے اللہ ہمیں اس دن کے عذاب سے بچا جس دن اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔''

(عمل الیوم، النسائی نمبر ۷۶۰)

۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص سے کہا جب سونے جاؤ تو یہ دعا پڑھو

"اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِىْ وَاَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ آپ نے میری جان کو پیدا کیا آپ ہی اس کو وفات دینے والے ہیں۔ آپ ہی کے قبضے میں اس کی موت و حیات ہے۔ اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی حفاظت کریں اور اگر موت دیں تو اس کی مغفرت فرمائیں۔ اے اللہ میں آپ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔"

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ سے یہ دعا سنی۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۸)

۹ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِّمَّنْ لَّا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ لَہٗ"

تَرجَمَہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے کھلایا پلایا، کفایت کا ٹھکانہ دیا۔ کتنے ایسے ہیں جن کی کوئی کفایت نہیں اور ٹھکانا نہیں۔" (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۹)

۱۰ حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو ہاتھ کو سر کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ (یا) تَبْعَثُ عِبَادَکَ"

۱۱ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ آرام فرمانے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَبِکَلِمَاتِکَ التَّآمَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ میں آپ کی مفرد ذات اور کلمات تامہ کے وسیلے سے پناہ چاہتا ہوں ہر اس برائی سے جو آپ کے قبضہ میں ہے۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تاوان سے اور گناہ سے۔ اے اللہ تیرا لشکر ہزیمت نہیں پا سکتا۔ تیرا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ تیرے قہر سے کسی دولت مند کو دولت فائدہ نہیں دے سکتی تو پاک ہے تیرے لئے تعریف ہے۔" (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸، ابن سنی صفحہ ۲۱۳)

۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سونے کے لئے لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ فَاغْفِرْ ذَنْبِیْ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ تیرے نام کے ساتھ کہ تو میرا رب ہے اپنے پہلو کو رکھتا ہوں پس میری خطا کو معاف فرما۔" (ابن سنی صفحہ ۲۱۴)

۱۳ حضرت ابوزہر انماری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ جب سونے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاخْسَأْ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رِھَانِیْ وَثَقِّلْ مِیْزَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی" (ابوداؤد صفحہ ۶۸۹، ابن سنی صفحہ ۳۱۶)

ترجمہ: "اے اللہ میرے گناہ معاف فرما میرے شیطان کو ذلیل و رسوا فرما۔ مجھے آزاد فرما (جہنم سے) میرا ترازو وزنی فرما اور مجھے طبقہ اعلیٰ میں فرما۔"

⑭ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَللّٰھُمَّ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ" (ابن حبان صفحہ ۲۳۵۷، ابن سنی صفحہ ۷۲۳)

ترجمہ: "تعریف اللہ کی جس نے میری کفایت کی، اور ٹھکانہ دیا مجھے کھلایا پلایا۔ جس نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا اور جس نے مجھے دیا اور خوب دیا۔ اے اللہ پس تعریف تیرے لئے ہے ہر حال میں۔ اے اللہ ہر شے کے رب ہر ایک شے کے مالک عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔"

⑮ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے کہ جو بستر پر جائے یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ" (حاکم وکنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۸)

دعائے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

⑯ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھلائی اور فرمایا جب سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو یہ پڑھو:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْکَافِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْاَعْلٰی حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی مَاشَاءَ اللّٰہُ قَضٰی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ دَعَا لَیْسَ مِنَ اللّٰہِ مَلْجَاٌ وَّلَا وَرَاءَ اللّٰہِ مُلْتَجَاٌ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَاٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا" (ابن سنی نمبر ۷۳۵)

ترجمہ: "تعریف اللہ کے لئے ہے جو محافظ ہے۔ اللہ پاک ہے اعلیٰ ہے، میرا کارساز اللہ ہے اور

وہ کافی ہے، اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، اللہ ہر پکارنے والے کی سنتا ہے۔ اللہ کے علاوہ اور کوئی چارہ اور جائے پناہ نہیں۔ اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا پالنے والا ہے۔ کوئی مخلوق نہیں مگر اسی کے قبضہ میں ہے۔ یقیناً میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔ اللہ ہی کے لئے تعریف جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ نہ اس کا کوئی ملک میں شریک ہے اور نہ اس کا کوئی ذلت کے وقت مددگار ہے اس کی خوب بڑائی بیان کرو۔"

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعاء نوم کی تعلیم

۱۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ایسی دعا بتا دیجئے جسے میں صبح وشام پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ جب تم صبح یا شام کرو یا سونے جاؤ:

"اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَالشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" (ابن سنی صفحہ ۷۲۴، ابوداؤد صفحہ ۶۹۱)

ترجمہ: "اے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے ہر شے کے رب اور مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور شیطان کی اور اس کے شرک کی برائی سے۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعاء نوم کی تلقین

۱۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب بستر پر جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

"بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَطَهِّرْلِيْ قَلْبِيْ وَطَيِّبْ كَسْبِيْ وَاغْفِرْ ذَنْبِيْ"

(ابن سنی نمبر ۷۰۹)

ترجمہ: "تیرے ہی نام سے میں نے پہلو رکھا۔ میرا دل پاک فرمادے میری کمائی پاک کردے اور میرے گناہ معاف فرمادے۔"

جہنم سے خلاصی

● حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کا ایک ربع، دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نصف، تین مرتبہ پڑھے گا اس کا تین تہائی اور جو چار مرتبہ پڑھے گا وہ جہنم سے پورا خلاصی پائے گا:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ"

تَرجَمۃ: "اے اللہ میں نے صبح کی، تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور حاملین عرش کو اور تیرے فرشتوں کو اور تمام مخلوق کو۔ یقیناً تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں۔" (ابن سنی صفحہ ۴۸ ۷)

جس نے یہ دعا نوم پڑھی اس نے . ..

⓴ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بستر پر سونے آئے اور یہ دعا پڑھے تو اس نے گویا تمام مخلوق کی تعریف کو شامل کرلیا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ عَلَیَّ وَاَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُنَجِّيَنِیْ مِنَ النَّارِ"

تَرجَمۃ: "تعریف اس اللہ کی جس نے میری حفاظت کی اور مجھے ٹھکانا دیا۔ تعریف اس اللہ کی جس نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا۔ سوال کرتا ہوں آپ کی عزت کے وسیلہ سے کہ تو مجھے (عذاب) دوزخ سے نجات دے۔" (ابن سنی نمبر ۷۲۰)

نیند نہ آنے پر یہ دعا پڑھ کر سوئے

㉑ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے آپ ﷺ نے فرمایا جب کہ (انہوں نے بے خوابی کی شکایت کی تھی) جب بستر پر سونے جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ يَّبْغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

(ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۴۵۷)

تَرجَمۃ: "اے اللہ! رب ساتوں آسمانوں کے اور جو ان کے سایہ میں ہے اور رب زمینوں کے اور جو انہوں نے اٹھایا ہے۔ رب شیطانوں کے اور ان کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا اپنی تمام مخلوق کی برائیوں سے مجھے بچا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر حملہ کرے یا ظلم و سرکشی کرے۔ غالب ہے تجھ سے پناہ چاہنا والا۔ بلند ہے تیری تعریف نہیں کوئی معبود تیرے سوا کوئی نہیں معبود مگر صرف تو۔"

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دعاءِ نوم کی تلقین

۲۲ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ سونے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءً اَوْ اَجُرَّهٗ عَلٰى مُسْلِمٍ" (الدعا صفحہ ۲۶۳، مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۲)

ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اسے عبداللہ بن عمرو کو سکھلاتے تھے اور خود بھی سونے کے وقت پڑھتے تھے:

ترجمہ: "اے اللہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے غیب و حاضر کے جاننے والے۔ ہر شے کے پالنے والے اور ہر شے کے معبود۔ گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ یکتا ہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔ محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور فرشتے گواہ ہیں۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں شیطان سے اور اس کے شرک سے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نفس پر کوئی برائی کروں یا کسی کے ذمہ لگاؤں۔"

سوتے وقت کی ایک اور دعا

۲۳ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی سونے جائے تو یہ دعا پڑھے:

"اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ وَّصَدَّقَ الْمُرْسَلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ" (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۴)

ترجمہ: "ایمان لایا میں اللہ پر۔ انکار کیا میں نے شیطان کا۔ اللہ کا وعدہ حق ہے۔ نبیوں نے اس کی تصدیق کی۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں رات کے آنے والے سے مگر یہ کہ رات کو بھلائی سے آئے (رحمت الٰہی)۔"

۲۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ وَاسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَاَوْدِعْنِيْ اَمَانَتِيْ وَاقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ"

(ادب المفرد نمبر ۱۲۰۹، الدعاء للطبرانی نمبر ۲۶۵)

تَرجَمہ: ''اے اللہ مجھے رزق عطا فرما۔ میرے گناہوں کو چھپا مجھے میری امانت سپرد فرما۔ میرے قرض کو ادا فرما۔''

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہا کی دعاءِ نوم

۲۵ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہا جب سونے کا ارادہ فرماتیں تو یہ دعا پڑھتیں:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رُؤْیَا صَالِحَۃً صَادِقَۃً غَیْرَ کَاذِبَۃٍ نَافِعَۃً غَیْرَ ضَارَّۃٍ''

تَرجَمہ: ''اے اللہ میں آپ سے اچھے سچے خواب کی جو جھوٹا نہ ہو، نافع ہو نقصان دہ نہ ہو سوال کرتی ہوں۔'' (اذکار صفحہ ۷۹)

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ کی دعاءِ نوم

۲۶ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں کہ جب تم بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو۔

''بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' (عمل الیوم للنسائی صفحہ ۷۶۹)

تَرجَمہ: ''اللہ کے نام سے۔ اللہ کے راستے میں اور ملت رسول اللہ پر۔''

جب رات میں نیند ٹوٹے تو کیا پڑھے

۱ حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعا پڑھے پھر مغفرت کی دعا مانگے یا اور دعا کرے تو قبول ہوتی ہے اور وضو کر کے اور نماز پڑھے تو نماز قبول کی جاتی ہے:

''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' (الدعاء جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۴، بخاری ابوداؤد ۶۸۹)

تَرجَمہ: ''نہیں کوئی معبود سوائے خدائے واحد کے اسی کے لئے بادشاہت اور تعریف ہے وہ ہر شے پر قادر ہے پاک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بڑا ہے نہ کسی کی قوت اور نہ طاقت سوائے اللہ کے۔''

۲ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

''لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ'' (تقریب ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۲۴۱، الدعا جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۳، ابوداؤد صفحہ ۶۹۰)

تَرجَمہ: ''کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے، پاک ہیں آپ۔ اے اللہ میں آپ سے اپنے گناہ کی

مغفرت چاہتا ہوں آپ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔ ہدایت کے بعد میرے قلب کو کج مت فرما۔ اپنی جانب سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً آپ بخشنے والے ہیں۔"

❸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں بیدار ہوتے تو تین مرتبہ "لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھتے۔ (الدعا نمبر ۷۶۵)

❹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ"

(حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۴۰، الدعا صفحہ ۷۶۴)

ترجمہ: "کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ کے جو واحد ہے، قہار ہے، زمین و آسمان اور اس کے درمیان کا رب ہے جو غالب، بخشنے والا ہے۔"

❺ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے قریب سے گزرتا تھا میں رات کے کسی حصہ میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" اور رات کے کسی حصہ میں "سُبْحَانَ رَبِّيْ وَ بِحَمْدِهٖ" پڑھنا سنتا تھا۔ یعنی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو یہ پڑھتے)۔

(ادب المفرد صفحہ ۱۲۱۸، الدعا نمبر ۷۶۹، بسند حسن)

❻ ایک دوسری روایت میں ہے کہ (دوبارہ نیند نہ آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم "سُبْحَانَ رَبِّيْ" پڑھتے رہتے یہاں تک کہ مجھے نیند آجاتی تو میں نہ سنتا۔ (مجمع، الدعا صفحہ ۷۷۴)

❼ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں بیدار ہو جاتے تو یہ دعا فرماتے:

"رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْ وَاهْدِلِلسَّبِيْلِ الْاَقْوَمِ" (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۱۶، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۹)

ترجمہ: "اے میرے رب میری مغفرت فرما رحم فرما اور سیدھا راستہ دکھا۔"

جب دوبارہ سوئے تو کیا پڑھے

❽ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رات میں ستر سے اٹھے (مثلاً پاخانہ پیشاب خانہ جائے) یا وضو وغیرہ سے فارغ ہو پھر بستر پر آئے تو بستر کو اپنے کپڑے کے اندرونی حصہ سے جھاڑے اسے نہیں معلوم کہ اس نے اس میں کیا چھوڑا ہے پھر لیٹ جائے۔ پھر کہے:

"بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَ اِنْ

رَدَدْتَہَا فَاحْفَظْہَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ"

(حصن حصین صفحہ ۱۵۴، بخاری، ابوداؤد صفحہ ۶۸۸، ابن سنی نمبر ۷۱۰)

ترجمہ: "تیرے نام سے اے اللہ میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری ہی مدد سے اٹھوں گا۔ اگر میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اگر واپس کرے تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح صالحین بندوں میں سے کسی کی حفاظت کرتا ہے۔"

نماز کے بعد بستر پر جب دوبارہ سونے جائے تو کیا دعا پڑھے

❾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ اَللّٰہُمَّ لَا اَسْتَطِیْعُ ثَنَاءً عَلَیْکَ وَلَوْ حَرَصْتُ وَلٰکِنْ اُثْنِیْ عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ" (ابن سنی نمبر ۷۶۶)

ترجمہ: "اے اللہ تیری سزا سے میں تیری معافی کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ کما حقہ آپ کی تعریف کی طاقت نہیں رکھتا خواہ خوب مبالغہ ہی کیوں نہ کروں ہاں تیری تعریف اس طرح کرتا ہوں جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی۔"

جب دائیں بائیں کروٹ لے تو کیا پڑھے

❿ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ بستر پر سوئے یا زمین پر دائیں بائیں کروٹ لے پھر یہ دعا پڑھے تو اللہ پاک ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے کو دیکھو اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا تم گواہ رہو میں نے رحم کیا اور میں نے اس کی مغفرت کردی:

"اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (ابن سنی صفحہ ۷۵۵)

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت اسی کے لئے تمام تعریف ہے۔ زندہ کرتا ہے مارتا ہے اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

رات میں اٹھے آسمان کی جانب نظر کرے تو یہ پڑھے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ رات گزرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بیدار ہوئے) باہر تشریف لائے آسمان کی جانب نگاہ کی اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ﴾

سے آخر سورۃ تک۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ آسمان کی جانب نظر کرتے تو یہ پڑھتے۔ "رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا" سے "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" تک۔ (بخاری، مسلم، ابن سنی صفحہ ۲۶۴، ۷، مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۶)

جب نیند اچٹ جائے اور نہ آئے تو کیا پڑھے

⑪ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیند اچٹ جاتی تھی (تو آپ سے انہوں نے کہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے کلمات نہ بتادوں جب تم ان کو پڑھ لو تو نیند آجائے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَآ اَضَلَّتْ كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ اَجْمَعِیْنَ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ یَطْغٰی عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ" (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ: "اے اللہ رب ساتوں آسمانوں کے اور جو ان کے سایہ میں ہے اور رب زمینوں کے اور جو انہوں نے اٹھایا ہے۔ رب شیطانوں کے اور ان کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا اپنی تمام مخلوق کی برائیوں سے مجھ کو بچا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر حملہ کرے یا ظلم وسرکشی کرے۔ غالب ہے تجھ سے پناہ چاہنے والا اور بلند ہے تیرا نام۔"

⑫ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی روایت سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ میں اس طرح ہے

"وَمَآ اَضَلَّتْ"

کے بعد:

"كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ وَاَنْ یَّبْغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ"

ترجمہ: "اور اپنے تمام مخلوق سے پناہ دینے والا ہو جا۔ اس بات سے کہ کوئی ہم پر حملہ کرے یا ظلم و تشدد کرے۔ غالب ہے تیری پناہ لینے والے۔ بلند ہے تیری تعریف۔ نہیں کوئی معبود تیرے سوا کوئی نہیں معبود مگر صرف تو۔" (اذکار صفحہ ۸۲، بسند ضعیف)

۱۳ حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات میں نیند نہ آنے اور اچاٹ جانے کی شکایت کی تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنَ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا تَأْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَھْدِءْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ" (اذکار، ابن سنی نمبر ۷۴۹، بسند ضعیف)

تَرجَمَہ: "اے اللہ ستارے چھپ گئے۔ آنکھیں بھی سکون پا گئیں اور آپ زندہ قائم ہیں۔ نہ آپ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اے زندہ قائم رہنے والے، میری رات کو آرام دے دے۔ آنکھوں میں نیند عطا فرما دے۔"

۱۴ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بے خوابی کی شکایت کی تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ" (ابن سنی صفحہ ۱۵۷)

تَرجَمَہ: "میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

(مجمع صفحہ ۱۲۳، بسند صحیح)

۱۵ خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں نیند کے اچٹنے کی شکایت پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم فرمودہ یہ دعا منقول ہے:

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ" (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۳، برجال صحیح)

تَرجَمَہ: "میں اللہ کے کلمات تامہ کے واسطے سے اس کے غضب اور سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے (اللہ) کی پناہ مانگتا ہوں۔"

جب نیند میں ڈر جائے تو کیا پڑھے

۱۶ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوف دہراس کے وقت پڑھنے کو یہ دعا سکھاتے تھے۔

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ" (ابوداؤد صفحہ ۵۴۲، اذکار صفحہ ۸۲، بسند حسن)

تَرجَمَۃ: ''میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ سے پناہ چاہتا ہوں اس کے غضب۔ اس کے بندوں کی برائی اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔''

۱۷ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ سے شکایت کی کہ میں نیند میں ڈر جاتا ہوں تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ اللَّیْلِ وَفِتَنِ النَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّا رَحْمٰنُ'' (مجمع جلد۱۰ صفحہ۱۲۶)

تَرجَمَۃ: ''پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے کلمات تامہ کے واسطے سے جس سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اس کی برائی سے جو آسمان سے اترتا ہے اور آسمان میں چڑھتا ہے اور اس کی برائی سے جو زمین پر پھیلی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے اور فتنہ شب و روز کی برائی سے اور شب و روز کے حادثہ کی برائی سے ہاں مگر جو بھلائی لے کر آئے اے رحم کرنے والے۔''

۱۸ حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ڈر و وحشت کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ پڑھو۔

''سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ'' (مجمع جلد۱۰ صفحہ۱۲۸)

تَرجَمَۃ: ''اس کی پاکی جس کی بادشاہت پاک ہے جو فرشتوں اور روح کا رب ہے۔''

بیدار ہونے کے بعد کی دعاؤں کا بیان

بیدار ہونے کے بعد کی چند مسنون دعائیں

❶ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے.

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ" (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

ترجمہ: "تعریف اس کی جس نے موت (نیند) کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف آنا ہے۔"

❷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَاَذِنَ لِیْ بِذِکْرِهٖ"

(عمل الیوم للنسائی صفحہ ۸۶۶، ترمذی صفحہ ۱۷۶)

ترجمہ: "تعریف اللہ کی جس نے میرے جسم میں عافیت دی۔ میری روح واپس فرمائی اور اپنی یاد کی توفیق دی۔"

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْیَقْظَةَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِیًّا اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (ابن سنی صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: "تعریف اس کی جس نے نیند اور بیداری کو پیدا کیا تعریف اس کی جس نے صحیح سالم اٹھایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی مردوں کو زندہ کرے گا وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بندہ نے سچ کہا۔"

❹ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اِلَیَّ نَفْسِیْ لَمْ یُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ

اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" (حاکم حصن حصین صفحہ ۱۵۲، ابن حبان جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳۳، بسند صحیح)

تَرجَمَہ: "تعریف اس خدا کی جس نے ہماری جان واپس کی اور نیند میں موت نہ دی۔ تعریف اس خدا کی جس نے آسمان وزمین کو گرنے سے روک رکھا ہے گر جائے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں یقیناً وہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے۔ تعریف اس خدا کی جس نے آسمان کو روک رکھا ہے کہ زمین پر گرے (ہاں) مگر اس کی اجازت سے۔ یقیناً اللہ تمام لوگوں پر رحم کرنے والا مہربان ہے۔"

❺ حضرت ابوجحیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيْنَا رُوْحَنَا بَعْدَ اِذْ كُنَّا اَمْوَاتًا"

(طبرانی، مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۵، بسند ضعیف)

تَرجَمَہ: "تعریف اس خدا کی جس نے ہماری روح کو ہم پر واپس کیا اس کے بعد کہ ہم مردہ تھے۔"

❻ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" (عمل الیوم للنسائی صفحہ ۸۶۵، ابن حبان مرتب جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳۱، حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۴۰، بسند صحیح)

تَرجَمَہ: "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ پاک ہے تو۔ اے اللہ میں استغفار کرتا ہوں اپنے گناہوں سے۔ سوال کرتا ہوں تیری رحمت کا۔ اے اللہ میرے علم میں زیادتی فرما اور ہدایت کے بعد میرے دل کو کج نہ فرما اپنی جانب سے رحمت کی بخشش عطا فرما یقیناً تو خوب بخشنے والا ہے۔"

❼ حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی نیند سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

تَرجَمَہ: "پاک ہے وہ اللہ جو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اور شکر ادا کیا۔ اور پھر اس وقت یہ دعا پڑھ لے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ يَوْمَ تَبْعَثُنِيْ مِنْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" (مکارم اخلاق خرائطی صفحہ ۹۱۲)

ترجمہ: ”اے اللہ میرے گناہ اس دن معاف فرما جس دن مجھے قبر سے اٹھائے گا اے اللہ مجھے قیامت کے دن عذاب سے بچا۔“

❽ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہو:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیٰی نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“

(مکارم صفحہ ۹۱۴)

ترجمہ: ”تعریف اس کی جس نے مجھے نیند کے بعد بیدار کیا میرا رب ہر شے پر قادر ہے۔“

خواب کی دعاؤں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان

پسندیدہ خواب دیکھے تو کیا پڑھے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا. جب تم میں سے کوئی پسندیدہ بہترین خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے پس "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے اور اسے ذکر کرے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۴)

برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے اور تین بار استغفار پڑھے۔ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" تین بار پڑھے۔ (اذکار صفحہ ۸۳، مسلم صفحہ ۲۴۱)

ناپسندیدہ خواب کی دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور پھر یہ دعا پڑھے کچھ نقصان نہ ہوگا

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ وَسَیِّئَاتِ الْاَحْلَامِ" (ابن سنی نمبر ۷۷۰)

ترجمہ: "اے اللہ میں شیطان کی حرکتوں اور برے خوابوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

ابن علان نے شرح اذکار میں خواب کے متعلق ایک دعا نقل کی ہے جو برے خواب کے دفاع اور اچھے خواب کے حصول کا ذریعہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سَیِّئِی الْاَحْلَامِ وَاَسْتَجِیْرُکَ مِنْ تَلَاعُبِ الشَّیْطَانِ فِی الْیَقْظَۃِ وَالْمَنَامِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رُؤْیَا صَادِقَۃً نَافِعَۃً صَالِحَۃً حَافِظَۃً غَیْرَ مَنْسِیَّۃٍ اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَآ اُحِبُّ" (الفتوحات الربانیہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

ترجمہ: "اے اللہ میں آپ کی برے خواب سے پناہ مانگتا ہوں اور نیند اور بیداری کی حالت میں شیطان کے کھیلنے سے پناہ ڈھونڈھتا ہوں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اچھے سچے نفع بخش خوابوں کا

جو حافظہ میں محفوظ ہوں بھولیں نہیں۔ اے اللہ ہمیں پسندیدہ خواب نیند میں دکھا۔“

ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے یہ دعا منقول ہے کہ جب صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ ناپسندیدہ خواب دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

”اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ شَرِّ رُؤْيَا هٰذِهٖ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ فِيْهَآ مَا اَكْرَهُ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ“ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۷)

تَرْجَمَہ: ”میں خواب کی تکلیف دہ باتوں سے جس کا تعلق دین و دنیا سے ہو پناہ مانگتا ہوں جیسے کہ اللہ کے ملائکہ اور رسول نے پناہ مانگی ہے۔“

برے خواب سے بچنے کے لئے کیا دعا پڑھے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا جب سونے کا ارادہ کرتیں تو یہ دعا پڑھ لیتیں:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةٍ غَيْرَ ضَارَّةٍ“

(ابن سنی صفحہ ۷۴۳، اذکار صفحہ ۷۹)

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ میں آپ سے اچھے خواب کا جو سچا ہو جھوٹا نہ ہو۔ نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو سوال کرتی ہوں۔“

تعبیر دینے کے وقت کیا دعا پڑھے

حضرت ضحاک جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پوچھنے پر کہ کس نے خواب دیکھا تو میں نے کہا، میں نے دیکھا ہے تو آپ نے کہا:

”خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ وَخَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ“

(سبل الہدیٰ صفحہ ۱۴۱۱، ابن سنی نمبر ۷۷۲)

تَرْجَمَہ: ”تم کو بھلائی حاصل ہو۔ برائی سے محفوظ رہو بھلائی ہمارے لئے برائی دوسروں کے لئے تعریف اللہ کی جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک روایت میں تعبیر دینے والے کے لئے خواب دیکھنے والے کے حق میں یہ دعا منقول ہے:

”خَيْرًا رَأَيْتَ وَخَيْرًا يَكُوْنُ“

تَرْجَمَہ: ”اچھا دیکھا، اچھا ہو۔“ (اذکار صفحہ ۱۳۰)

فَائِدَہ: خواب دیکھنے والے کو یہ دعا دے تا کہ اس کے حق میں خیر ہو۔

خواب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

خواب معلوم کرنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ اپنے اصحاب سے بکثرت یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب میں کچھ دیکھا ہے۔ پس جو خواب دیکھتا وہ آپ کے سامنے خواب پیش کرتا۔ (مختصرا بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۴۳)

فائدہ: چونکہ مؤمن کا خواب مبشرات الٰہی اور نبوت کا ایک جزء ہے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب کی تعبیر بہت عمدہ دیا کرتے تھے اس لئے آپ پوچھا کرتے تھے۔ (جلد۱۲ صفحہ۴۴۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پوچھنا فجر کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ اسی وقت آپ تعبیر دیتے تھے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۴۳)

خواب پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب دیکھا کرتا تھا، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی (اسی تمنا میں کہ کوئی خواب دیکھوں تو آپ کی خدمت میں پیش کروں) کہا اے اللہ کوئی خیر ہو تو ہمیں بھی خواب دکھا تاکہ اس کی تعبیر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کروں۔ چنانچہ میں سویا تو خواب دیکھا۔ (مختصرا بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عہد نبوت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی خواب دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ خواب پیش کرتا تو آپ فرماتے ماشاء اللہ۔ میں نئی عمر کا جوان تھا نکاح سے قبل مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں اپنے دل سے کہتا اگر تیرے اندر کوئی بھلائی ہوتی تو تو بھی خواب دیکھتا۔ ایک رات میں سویا تو کہا اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ مجھ میں کچھ اچھائی ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھایئے۔ (مسند طیالسی جلد۱ صفحہ۳۵۰، بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۴۱)

خواب پسند کرنا

حضرت ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب بہت پسند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے خواب کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ (پھر اس کی تعبیر دیتے تھے)۔

(ابوداؤد طیالسی جلد۱ صفحہ۳۵۰، صفحہ۴۱۷)

فجر کے بعد خواب معلوم کرنا

ابن زمیل جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ جب نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو پیر نکال کر بیٹھ جاتے (یعنی آرام سے) اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا" ۷۰ مرتبہ پڑھتے۔ فرماتے کہ ۷۰ سات سو کے برابر ہے۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ایک دن کے گناہ سات سو سے زائد ہوں۔ پھر لوگوں کی طرف رخ فرماتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خواب کو بہت پسند فرماتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ راوی ابن زمیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا خواب بیان کیا۔ (سیر صفحہ ۱۴۱، مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر اچھے خواب۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۸۴)

فَائِدَہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عادت طیبہ تھی کہ فجر کی جماعت سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر خواب معلوم فرماتے کبھی حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ خود بیان کرتے کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنا دیکھا خواب حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے سامنے بیان کرتے۔

خواب کی تعبیر صبح کی نماز کے بعد دینا

حضرت سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بسا اوقات اپنے اصحاب سے پوچھتے کہ کوئی خواب دیکھا ہے۔ پس جس کے بارے میں اللہ پاک چاہتا (جس کو اللہ پاک خواب دکھاتا) خواب ذکر کرے وہ ذکر کرتا (اور آپ اس کی تعبیر دیتے)۔ (بخاری مختصر اجلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

فَائِدَہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ صبح کی نماز کے بعد پوچھا کرتے تھے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ صبح کے بعد خواب پوچھتے اور اسی وقت تعبیر دیتے۔

صبح کے بعد ہی خواب کی تعبیر دینی سنت اور بہتر ہے۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے۔ "تَعْبِيْرُ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ" (صفحہ ۱۰۴۳)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں اور حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ طلوع شمس سے قبل خواب کی تعبیر دینی مستحب ہے۔ نماز صبح کے وقت خواب اور اس کی تعبیر اس وجہ سے بہتر ہے کہ رات کے قریب ہونے کی وجہ سے خواب محفوظ ہوگا۔ تازہ ہونے کی وجہ سے ذہن سے خواب یا اس کے اجزاء

غائب نہ ہوں گے نیز اور بھی دوسرے مصالح ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو خواب اور اس کی تعبیر دینی بہت پسندیدہ تھی۔

پہلی تعبیر کا اعتبار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو پہلی تعبیر دے اس کا اعتبار ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

فائدہ: جس کے پاس اولاً خواب بیان کرے اور تعبیر لے اسی تعبیر کا اعتبار ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ ہر ایک سے خواب بیان نہ کرے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مسند عبدالرزاق میں ابوقلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جیسی تعبیر دی جائے واقع ہوتی ہے۔ (فتح جلد۱۲ صفحہ ۴۳۲)

خواب کے سننے یا تعبیر دیتے وقت کیا پڑھے

حضرت ضحاک جہنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خواب سننے کے وقت پڑھا:

"خَيْرٌ تَلْقَاهُ شَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ".

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۱)

ترجمہ: "تم کو بھلائی حاصل ہو، برائی سے محفوظ رہو۔ بھلائی ہمارے لئے برائی دوسروں کے لئے تعریف اللہ کے لئے جو تمام عالموں کا رب ہے۔"

مؤمن کا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اچھے خواب نبوت کے چھیالیسویں حصہ کا ایک حصہ ہے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۳۵)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطابی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ نبوت کا چھیالیسواں اس طرح ہے کہ نبوت سے قبل چھ ماہ تک خواب اور منام کا سلسلہ چلا اس کے بعد ۲۳ سال تک وحی کے نزول کا سلسلہ چلا چھ ماہ تیئس سال سے چھیالیسواں حصہ حاصل ہے۔ اس طرح نبوت کا ۴۶ واں حصہ بن گیا۔ بعضوں نے اس کے مفہوم کو نہ واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس کی حقیقت اور مطلب کا علم نہیں۔ خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ (فتح الباری جلد۱۲ صفحہ ۳۶۴)

خواب مؤمن بشارت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں۔ پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۳۵، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی نہ میرے بعد رسول ہے نہ نبی۔ البتہ مبشرات ہیں۔ پوچھا کہ وہ مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا اچھے خواب جسے نیک مؤمن دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۵۱، ابوداؤد، احمد، سیرۃ جلد۷ صفحہ۴۰۸، ابن ماجہ صفحہ۲۷۸)

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا قول "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" (ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے) کا کیا مطلب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اچھے خواب ہیں جن کو مؤمن دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۷۸)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب مؤمن کے لئے دنیا میں بشارت ہیں۔ (طبرانی، کنز جلد۱۹ صفحہ۲۶۴)

فَائِدَة: خواب مؤمن مرد اور مؤمن عورت دونوں کے حق میں بشارت ہے۔ (فتح جلد۱۲ صفحہ۳۹۳)

وحی کے ختم اور خواب کے باقی رہنے کا مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ میری وفات سے وحی کا سلسلہ جس سے آئندہ ہونے والے امور کا علم ہو یہ تو منقطع ہوگیا البتہ سچے خواب جس سے ہونے والی باتوں کا علم ہوسکتا ہے باقی ہے۔ (صفحہ۳۷۶)

اچھا خواب دیکھے تو کیا کرے

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ اس پر الحمد للہ کہے اور اسے بیان کرے۔ (بخاری صفحہ۱۰۴۳)

یعنی اس نعمت پر شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نبوت کی ایک خیر سے نوازا۔

خواب کی نوعیت اور اس کی قسمیں

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خواب کی تین نوعیتیں ہیں۔

1. اس کے نفس و ذہن کی باتیں۔ اس کی کچھ حقیقت (تعبیر) نہیں۔
2. جو شیطان کی جانب سے ہو۔ پس جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تھتکھائے۔ اس کے بعد کوئی نقصان نہ ہوگا۔

❸ وہ جو خدا تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہو۔ اور مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اسے کسی خیر خواہ صاحب الرائے کے سامنے پیش کرے کہ وہ اچھی تعبیر دے اور اچھی بات کہے۔

(ابواسحٰق، میرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۰۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

❶ اللہ کی طرف سے بشارت۔

❷ خیالی باتیں۔

❸ شیطان کا خوفزدہ کرنا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں بعض وہ ہوتے ہیں جو شیاطین کی جانب سے خوف کنندہ ہوتے ہیں تاکہ وہ انسان کو رنجیدہ کریں۔ بعض وہ ہوتے ہیں جس کا انسان بیداری میں خیال کرتا ہے اور سوچتا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (یہی خواب ہے جو خدا کی جانب سے ہے)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

فائدہ: بسا اوقات انسان بیداری میں جو کرتا ہے سوچتا ہے۔ اس کے ذہن میں رہتا ہے وہ بھی خواب میں آجاتا ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ وہ خیال کی ایک تصویر ہے۔ لہٰذا تعبیر کے وقت اس کا خیال ضروری ہے کہ وہ خواب کی کس قسم کے متعلق ہے۔ صرف ایک قسم کے خواب کی کچھ تعبیر ہوسکتی ہے۔ یہ وہی ہے جسے مبشرات کہا گیا ہے۔ "لَهُمُ الْبُشْرٰى" سے قرآن میں اسی کی جانب اشارہ ہے۔ یہی نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ خواب کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ حدیث پاک میں تین قسمیں جو مذکور ہیں۔ یہ حصر کے لئے نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی خواب کی قسمیں ہیں۔ مثلاً بیداری کی باتیں بعینہٖ خواب میں دیکھنا جیسے کسی کی عادت ہے۔ فلاں وقت کھانے کی چنانچہ اسی وقت کھانے کو وہ خواب میں دیکھ رہا ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۴۰۸)

خواب کی ایک قسم اضغاث بھی ہے جسے خوابہائے پریشان بھی کہا جاتا ہے۔ (صفحہ ۴۰۸)
ادھر ادھر کا دیکھنا اس کا تعلق بھی خیالی امور سے ہوتا ہے اس کی بھی کوئی تعبیر نہیں۔

شیطانی خواب

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہیں اور برے (ڈراؤنے پریشان کن خواب) شیطان کی جانب سے ہوتے ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۷)

فائدہ: شیطان پریشان کرنے کے لئے اور وہم میں مبتلا کرنے کے لئے ڈراؤنے خواب دکھاتا ہے۔

ناپسندیدہ خواب کسی سے بیان نہ کرے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کوئی پسندیدہ خواب دیکھو تو اپنے دوستوں کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو اور جب ناپسندیدہ خواب دیکھو تو کسی سے بیان نہ کرو۔ اس سے کوئی ضرر نہ ہوگا۔

(مختصرا بخاری صفحہ ۱۰۴۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناپسندیدہ خواب دیکھو تو یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کی برائی سے پناہ مانگو اور اسے کسی سے بیان نہ کرو تو نقصان نہ ہوگا۔

(مختصرا بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مرا سر کٹ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا جب تمہارے ساتھ خواب میں شیطان کھیلے تو کسی سے مت کہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۵)

فائدہ: جو خواب اضغاث احلام ہوتے ہیں یعنی شیطان کی جانب سے پریشان کن ہوتے ہیں ان کی تعبیر نہیں ہوتی۔ شاید آپ کو اس کا علم بذریعہ وحی ہو گیا ہو کہ اس کی کوئی تعبیر نہیں ورنہ تو معبرین ایسے خواب کی تعبیر زوال سلطنت یا نعمتوں کے زوال سے دیتے ہیں۔ (طیبی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۵)

ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب ہو جائے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے اس کی برائی سے پناہ مانگے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۰۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تھکتھکا دے اور شیطان سے پناہ مانگے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے اور کروٹ بدل لے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابن ماجہ والی روایت میں ہے بائیں جانب تین مرتبہ تھکتھکا دے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب خدا کی جانب سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی جانب سے۔ اگر برا خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھکتھکا دے اور تین مرتبہ شیطان مردود سے پناہ مانگے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے اور جس کروٹ پر ہو اُسے بدل لے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

خواب سے بیماری

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں ایسا (ڈراؤنا) خواب دیکھتا ہوں کہ اسے دیکھنے کے بعد بیمار پڑ جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں اور برے شیطان کی جانب سے۔ اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے تو بائیں جانب ۳ مرتبہ تھوک دے اور اعوذ باللہ پڑھے تو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۷۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض شیطانی خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جس سے انسان بیمار پڑ سکتا ہے۔ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی ابوسلمہ اور قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق بیان کیا وہ خواب دیکھتے تو بیمار پڑ جاتے۔ (صفحہ ۱۰۴۳)

لہٰذا اگر اس قسم کے خواب کے بعد مذکورہ عمل کر لیا جائے تو ضرر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

فَائِدَہ: امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی روایت میں بیان کیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ جائے اور نماز پڑھے اور کسی سے بیان نہ کرے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ اگر برے خواب دیکھے تو اس کے یہ آداب ہیں۔

1. اللہ سے پناہ مانگے مثلاً "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے۔
2. بائیں جانب تھکتھکا دے۔
3. کسی سے بیان نہ کرے۔
4. کروٹ بدل لے۔
5. اٹھ کر نماز پڑھ لے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۰)

بعضوں نے ایسے موقع پر آیۃ الکرسی بھی پڑھنے کو کہا ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۱)

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ برے خواب کے بعد نماز پڑھنا سب آداب کو شامل اور جامع ہے۔ (صفحہ ۳۷۱)

ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے ناپسندیدہ خواب کے بعد یہ دعا منقول ہے۔ اسے پڑھ لے.

"اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ شَرِّ رُؤْيَا هٰذِهٖ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ فِيْهَا مَا اَكْرَهُ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ" (سعید ابن منصور، فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۱)

تَرجَمَۃ: "میں اس خواب کے تکلیف دہ امور سے پناہ مانگتا ہوں جیسے کہ فرشتہ خدا اور اس کے رسول نے پناہ مانگی ہے۔"

مزید دعائیں۔ دعاؤں کے ذیل میں مذکور ہیں۔

صبح کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ سچا خواب صبح کے وقت کا ہوتا ہے۔ (ترمذی صفحہ ۳۹۷)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سحر کے وقت خواب کی تعبیر بہت جلد واقع ہوتی ہے۔ خاص کر کے صبح صادق کے وقت کی۔ دوپہر کے وقت کی بھی خواب کی تعبیر جلد واقع ہوتی ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۰)

دن اور رات مرد اور عورت کے خواب کا یکساں حکم ہے۔ (صفحہ ۳۹۲)

یعنی جس طرح مرد کا خواب صحیح اور قابل تعبیر ہوگا اسی طرح عورت کا بھی ہوگا۔

سچ بولنے والے کا خواب سچا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سچ بولنے والا ہوتا ہے اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۸۰)

فائدہ: جو آدمی جھوٹ بولتا ہے اس کا خواب بھی جھوٹا ہوتا ہے اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس کا خواب کیسا ہوگا۔ آج جھوٹ کی بیماری عام ہے کہ بسا اوقات آدمی بلا قصد و ارادہ کے بھی جھوٹ بول دیتا ہے۔ جو جتنا سچا ہوگا اس کا خواب اتنا ہی سچا ہوگا۔ اسی لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خواب سچا ہوتا تھا۔ جو لوگ نیکی اور صلاح میں کم ہیں اکثر ان کا خواب بے کار ہوتا ہے بہت کم سچا اور لائق تعبیر ہوتا ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۶۲)

خواب کس سے بیان کرے

ابو ذر بن عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ تاوقتیکہ نہ بیان کیا جائے معلق رہتا ہے۔ اسے اپنے دوست، سمجھدار کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ دی جائے معلق رہتا ہے۔ جب تعبیر دے دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔ خواب کو کسی خیر خواہ دوست اور صاحب الرائے کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ خواب کسی عالم یا خیر خواہ کے علاوہ کسی سے بیان مت کرو۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۸۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے تو اسے کسی خیر خواہ یا صاحب علم سے بیان کرے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۲)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے سامنے خواب نہ بیان کرے کہ ناپسندیدہ غلط تعبیر نہ دے دے بلکہ دیندار سمجھدار کے سامنے اسے پیش کرے اور اسی سے تعبیر لے کہ بسا اوقات جو تعبیر دی جاتی ہیں واقع ہو جاتی ہے۔ مزید یہ بھی خیال رہے کہ ہر خواب قابل تعبیر بھی نہیں کہ خواب کی تعبیر کے لئے پریشان ہو۔

خواب اپنے خیر خواہ دوست سے بیان کرے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسے اپنے دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست کے علاوہ کسی اور سے اس وجہ سے منع کیا ہے کہ بسا اوقات دوسرا شخص بغض یا حسد کی وجہ سے ناپسندیدہ تعبیر نہ دے دے اور ایسا ہی واقع ہو جائے۔ (جلد۱۲ صفحہ۴۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث میں منقول ہے کہ ہر شخص سے اپنا خواب نہ بیان کرے بلکہ عالم، خیر خواہ دوست ذی عقل صاحب الرائے سے بیان کرے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عالم جہاں تک ممکن ہوگا اچھی تعبیر نکالے گا۔ خیر خواہی کا رخ اختیار کرے گا۔ دوست اگر خیر سمجھے گا تو تعبیر دے گا اگر کچھ شک ہوگا تو خاموش ہو جائے گا۔ (جلد۱۲ صفحہ۳۶۹)

ذکر خواب کے آداب

احادیث پاک سے اچھے خواب کے ذکر کے تین آداب معلوم ہوئے۔

۱. الحمد للہ کہے۔ اس کی تعریف ثنا کرے۔
۲. اسے ذکر کرے۔
۳. اس کی تعبیر کسی عالم خیر خواہ (واقف فن سے لے)۔ (فتح جلد۱۲ صفحہ۳۷۰)

تعبیر واقع ہوتی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم تعبیر دو تو اچھی تعبیر دو خواب کی تعبیر دینے والے کے موافق واقع ہوتی ہے۔ (فتح الباری جلد۱۲ صفحہ۴۳۲)

تعبیر کے اصول

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بلا سوچے سمجھے اور اصول تعبیر سے واقفیت کے بغیر تعبیر نہ دے۔ چونکہ تعبیر دینا ایک لطیف فن ہے۔ جو شخص عالم ربانی، متقی، پرہیز گار علوم اسلاف سے واقف عالم امثال کے نکات واسرار کا عالم ہوگا وہی شخص اچھی تعبیر دے سکتا ہے۔ خصائل نبوی میں ہے۔ خواب کی تعبیر بھی ایک فیصلہ ہے۔ اس لئے اس

میں بھی اپنی رائے سے بود نہ کرنا چاہئے بلکہ اسلاف کی تعبیروں کو دیکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ سے بکثرت خوابوں کی تعبیر نقل کی گئی ہے۔ فن تعبیر کے علماء نے لکھا ہے کہ تعبیر دینے والا شخص ضروری ہے کہ سمجھدار متقی پرہیزگار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا واقف ہو۔ (صفحہ ۳۹۲)

دربار نبوت کی چند تعبیریں

چاند

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ تین چاند ہمارے حجرے میں گرے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہے تو میرا خیال (اس کی تعبیر کے متعلق یہ ہے کہ) اس میں تین افضلین اہل جنت مدفون ہوں گے۔ (چنانچہ آپ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں مدفون ہوئے)۔ (مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۱۸۵)

فائدہ: چوتھی قبر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی ان کی جگہ روضہ اطہر میں خالی ہے۔

دودھ کی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک خواب بیان کیا کہ میرے سامنے دودھ لایا گیا۔ میں نے اسے پیا (اور پی کر اس قدر سیراب ہوا) کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسی کی سیرابی ناخن سے نکل رہی ہے۔ پھر باقی ماندہ عمر کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے کیا تعبیر دی آپ نے فرمایا علم ہے۔
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۷)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ دودھ کی تعبیر قرآن سنت کے علم سے ہوتی ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

لہٰذا جس نے جتنا دودھ پیتا دیکھا اسی قدر وہ علم سے مستفیض ہوگا۔ بکری کا دودھ کمال صحت، خوشی کی طرف اشارہ ہے۔ گائے کا دودھ، ملک کی خوش حالی کی طرف اشارہ ہے۔ البتہ درندوں کا دودھ دیکھنا اچھا نہیں ہے۔
(فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

پھونک مار کر اڑانا یا اڑنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سو رہا تھا دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن رکھ دیئے گئے جو مجھے بڑے گراں گزرے اور مجھے رنج میں ڈال دیا خواب ہی میں کہا گیا کہ میں اسے پھونکوں۔ چنانچہ میں نے پھونک مارا (تو دونوں اڑ گئے) میں نے

اس کی تعبیر دی کہ دو جھوٹے مدعی نبوت ظاہر ہوں گے۔ ایک عنسی جسے فیروز نے یمن میں مار ڈالا، دوسرا مسیلمہ کذاب۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۱)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جس نے دیکھا کہ وہ اڑ رہا ہے اگر آسمان کی طرف ہو اور بلا کسی سیڑھی وغیرہ کے ہو تو ضرر کی طرف اشارہ ہے۔ اگر دیکھا کہ آسمان کی طرف اڑا اور غائب ہو گیا تو موت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر لوٹ آیا تو مرض سے صحت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر چوڑائی میں اڑ رہا ہے تو سفر کی طرف اشارہ ہے۔

(جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۰)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ کسی شے کا پھونکنے سے اڑنا زوال کی طرف اشارہ ہے۔

(جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۳)

شہد اور گھی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ان کی دو انگلیوں میں سے ایک انگلی میں شہد اور دوسری انگلی میں گھی ہے۔ دونوں کو چاٹ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو دو کتابیں تورات اور قرآن پڑھو گے یعنی اس کے عالم ہو گے۔ چنانچہ دونوں کے عالم ہوئے۔ (ابویعلی سیر جلد ۷ صفحہ ۴۱۰)

فائدہ: شہد اور گھی کی تعبیر علم اور بھلائی سے ہوتی ہے۔

سر کٹنا

حضرت ابومجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا جب تمہارا سر کاٹ دیا گیا تو تم کس آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔ ابھی کچھ ہی دیر ہوئی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ سر کٹنے کی تاویل آپ کی وفات سے دی اور دیکھنے کی تعبیر اتباع سنت سے ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۷)

خواب..... گویا حقیقت

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا۔ انہوں نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

فائدہ: خواب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت میں پیش کر دیا۔ جس سے خواب کا سچا ہونا واضح ہو گیا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک میں یہ مستنبط کیا ہے خواب میں کوئی نیک کام کرتا دیکھے تو بیداری میں کر لینا

سنت ہے۔ (مرقات جلد۴ صفحہ ۵۵۰)

سفید لباس نجات کی علامت ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ سے ورقہ بن نوفل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے بارے میں معلوم کیا گیا۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا نے کہا کہ انہوں نے تو آپ ﷺ کی تصدیق کی تھی لیکن ظہور نبوت سے قبل ان کا وصال ہو گیا آپ نے فرمایا کہ خواب میں دکھائے گئے تو ان پر سفید لباس تھا۔ اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس اس کے علاوہ ہوتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۶)

سفید کپڑے میں ملبوس ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو ناجی میں شمار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو سفید لباس میں دیکھا جائے تو یہ نجات یافتہ کی علامت ہے۔

اعضاء جوارح کی تعبیر

حضرت ام الفضل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں آپ ﷺ کے اعضاء میں سے کوئی عضو دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا خواب دیکھا۔ فاطمہ کی اولاد کو تم دودھ پلاؤ گی۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۸۰)

عضو سے اشارہ اولاد کی طرف ہے اور گھر میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے گھر میں اس کا رہنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ بچہ کا رہنا پرورش اور دودھ پلانے کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔

چند خوابوں کی تعبیریں

حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے شرح بخاری میں احادیث سے ماخوذ چند تعبیریں بیان کی ہیں ان میں سے ہم چند تعبیریں نقل کرتے ہیں۔

1. خواب میں محل کا دیکھنا۔ دیندار دیکھے تو عمل صالح کی طرف اشارہ ہے غیر دیندار دیکھے تو قید اور تنگی کی طرف اشارہ ہے۔ محل میں داخل ہونا شادی کی طرف اشارہ ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۶)
2. خواب میں وضو کرتا ہوا دیکھنا کسی اہم کام کے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگر وضو مکمل کیا ہے تو اس کی تکمیل اور ادھورا چھوڑا ہے تو اس کے ناقص ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ ۴۱۷)
3. خواب میں کعبہ کا طواف، حج اور نکاح کی طرف اشارہ ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۷)
4. پیالہ کا دیکھنا عورت یا عورت کی جانب سے مال ملنے کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ ۴۲۰)
5. جس نے خواب میں کوئی بڑی تلوار دیکھی تو اندیشہ ہے کسی فتنہ میں پڑنے کا۔ تلوار پانے سے اشارہ ہے

حکومت یا ولایت اونچی ملازمت کی طرف۔ تلوار کو میان میں کر لینا اشارہ ہے شادی کی طرف۔

(جلد۱۲صفحہ۴۲۷)

❻ خواب میں قمیص پہنے دیکھنا دین کی جانب اشارہ ہے۔ جس قدر قمیص لمبی اور بڑی دیکھے گا اسی قدر دین اور عمل صالح کی زیادتی کی جانب اشارہ ہوگا۔ (جلد۲۰صفحہ۳۹۵)

❼ شاداب باغیچے کی تعبیر بھی دین اسلام سے ہے کبھی ہرے بھرے باغ کی تعبیر علمی کتابوں سے بھی ہوتی ہے۔ (جلد۱۲صفحہ۳۹۷)

❽ عورتوں کا دیکھنا حصول دنیا اور کبھی وسعت رزق کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ (جلد۱۲صفحہ۴۰۰)

بسا اوقات عورتوں کا دیکھنا اور اس سے لطف وحظ حاصل کرنا یہ شیطانی خواب ہوتا ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں جیسا کہ عموماً نئی عمر والوں کو ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا پس اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ (دارمی، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۴)

ابوبکر اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ سعید بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت خواب میں کرے گا دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(منتخب الکلام ابن سیرین جلد ا صفحہ ۵۷)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو روحوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر جسموں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر قبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر درود پڑھے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفارش کروں گا اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میری حوض سے پانی پئے گا اور اللہ جل شانہ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرماویں گے۔

(القول البدیع للسخاوی صفحہ ۴۳، فضائل درود صفحہ ۵۱)

فَائِدَة: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا بڑی مبارک بات ہے۔ ہر مؤمن بندہ کو اس امر عظیم کا اشتیاق رہتا ہے کتنے ایسے برگزیدہ بندے ہوئے جو تمنا لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کو یہ دولت میسر نہیں آئی۔ خیال رہے کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہونا ضرور ایک اچھی اور قابل رشک و تعریف کی بات ہے مگر نہ ہونا دین کے نقص اور خلل کی بات نہیں۔

خواب میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شکل مبارک میں دیکھا ہے جو احادیث پاک میں مذکور ہے تو حقیقتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا۔ اگر کچھ معمولی فرق کے ساتھ دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ہے۔ ایسے خواب کو اضغاث خوابہائے پریشان میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۶)

اگر ایسی حالت میں دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھی تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے۔ مثلاً خلاف سنت لباس میں دیکھا۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بشارت خواب کا

مستحق ہوگا۔ (فتح صفحہ ۳۸۸)

اگر آپ ﷺ کو خلاف سنت وشرع حکم کرتے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے اور خوابی حکم۔ ظاہری اصول شرع کے مطابق خلاف سنت یا خلاف شرع رہے گا۔ مثلاً حکم کرتا دیکھا کہ کوٹ پتلون یا فلاں کو قتل کر دو یا شراب پیو تو اس پر عمل کرنا درست نہ ہوگا۔ یہ دراصل اس کے خیالات کا آئینہ ہے جو متصور ہوا ہے۔

(فتح الباری صفحہ ۳۸۶)

خواب سے احکام شرعیہ ثابت نہیں ہوتے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۸)

مناوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کو غیر معروف صفت پر دیکھنے والا بھی آپ ہی کو دیکھنے والا ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۱)

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ بعد الموت آپ ﷺ کے مخصوص دیدار مبارک سے نوازا جائے گا۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۵)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو مسکراتا دیکھا اسے اتباع سنت کی توفیق ہوگی۔ (جمع صفحہ ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ (شمائل صفحہ ۳۰)

فَائِدَہ: حق تعالیٰ جل شانہ نے جیسا کہ عالم حیات میں حضور اقدس ﷺ کو شیطان کے اثر سے محفوظ فرما دیا تھا ایسے ہی وصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپ ﷺ کی صورت بنا سکے۔

(خصائل صفحہ ۳۸۷)

کلیب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک سنایا جو مجھے خواب میں دیکھے وہ حقیقتاً مجھ ہی کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان میرا شبیہ نہیں بن سکتا۔ کلیب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کا حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خیال آیا میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے کہا کہ میں نے اس خواب کی صورت کو حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے بہت مشابہ تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۸۹)

علامہ مناوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور فرشتوں کی شکل میں شیطان

نہیں آسکتا۔ (جمع صفحہ ۲۳۳)

فَائِدَہ: بعض روایات میں آیا ہے کہ سینہ اوراس کے اوپر کا حصہ بدن کا تو حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مشابہ تھا اور بدن کا نیچے کا حصہ حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مشابہ زیادہ تھا۔ (خصائل صفحہ ۳۸۸)

زیارت متبرک کے کچھ فوائد وتعبیرات

جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوخواب میں دیکھا اس کے صلاح وکمال دین کی علامت ہے۔

حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کوخواب میں دیکھنا صلاح تقویٰ اور کمال مرتبہ اور فلاح کی علامت ہے۔
(فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۷)

جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوخواب میں مسکراتا ہوا دیکھا اسے اتباع واحیاء سنت کی بیش بہا دولت ملے گی۔
جس نے آپ کو غصہ وغیظ کی حالت میں دیکھا اس کے دین میں نقصان یا اس سے دین میں نقصان کی علامت ہے۔ "اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ" (جمع صفحہ ۲۳۲)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوخواب میں دیکھنا اسلام پر موت اور آخرت میں ملاقات اور زیارت کی علامت ہے۔
(جمع صفحہ ۲۳۲)

جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوخواب میں دیکھے گا مرنے کے بعد اسے خصوصی ملاقات زیارت کا شرف ملے گا۔
(فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۵)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت قیامت میں شفاعت وسفارش کی علامت ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۴۳)

ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ اگر مدیون آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت کرے گا تو قرضہ ادا ہوگا۔ مریض زیارت کرے گا تو مرض سے شفا پائے گا۔ اگر ظلم کے مقام میں دیکھے گا تو عدل وانصاف کا زمانہ آئے گا۔ اگر جنگ کے موقع پر دیکھے تو غلبہ کی علامت ہے۔ (منتخب الکلام جلد ۱ صفحہ ۵۷)

خواب میں زیارت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حصول کا بیان

شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ترغیب اہل السعادۃ میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ اور سو بار درود شریف سلام کے بعد پڑھے۔ انشاء اللہ تین جمعہ گزرنے نہ پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ درود شریف یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ"

اسی طرح شیخ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد پچیس مرتبہ قل ھو اللہ اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے زیارت نصیب ہوگی وہ یہ ہے:

"صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ"

شیخ نے لکھا ہے ۷۰ مرتبہ سوتے وقت اس درود شریف کے پڑھنے کی وجہ سے زیارت نصیب ہوتی ہے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ وُجُوْدِكَ اَلسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ اَلْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَاءِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَاءِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ" (فضائل درود صفحہ ۵۲)

علامہ دمیری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد باوضو ایک پرچہ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ پینتیس مرتبہ لکھے اور اس پرچہ کو اپنے ساتھ رکھے۔

اللہ جل شانہ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتے ہیں برکت میں مدد فرماتے ہیں۔ شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتے ہیں اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی پاک ﷺ کی زیارت خواب میں بکثرت ہوا کرے گی۔ (فضائل درود شریف صفحہ ۵۳)

علامہ سخاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے قول بدیع میں بیان کیا ہے کہ جو اس درود شریف کو پڑھے گا خواب میں پیغمبر عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھے گا۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ" (صفحہ ۱۳۰)

خواب کے (سلسلے میں) چند آداب کا بیان

1. اچھے خوابوں کو پسند کرنا اور اس سے خوش ہونا۔
2. بڑوں کا چھوٹے سے خواب معلوم کرنا۔

۳. مسجد میں خواب معلوم کرنا۔
۴. مسجد میں خواب کی تعبیر دینا۔
۵. تعبیر دیتے وقت دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔
۶. فجر کے بعد خواب کی تعبیر دینا۔
۷. خواب کی کسی صالح صائب الرائے اہل تعبیر سے تعبیر لینا۔
۸. خواب صالح یا اہل محبت سے ذکر کرنا۔
۹. اچھے خواب پر الحمد للہ کہنا۔
۱۰. برے خواب پر تعوذ پڑھنا۔
۱۱. پریشان کن خواب پر نماز پڑھنا۔
۱۲. پریشان کن اور برے خواب کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

تکیہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

تکیہ کا استعمال سنت ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب تھا۔ (ترمذی صفحہ ۱۰)

فائدہ: تکیہ دائیں جانب یا بائیں جانب ہر ایک صورت جائز ہے۔ (جمع الوسائل)

مہمان کو تکیہ پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں آپ ﷺ کے سامنے میرے روزہ کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ تشریف لائے میں نے آپ کو تکیہ پیش کیا۔ (مختصر ابخاری صفحہ ۹۲۸)

فائدہ: علامہ طیبی نے بیان کیا ہے کہ مہمان کا اکرام تکیہ سے ہو۔ یعنی تکیہ پیش کرنا اس کی تکریم میں داخل ہے۔ (حاشیہ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

گھر میں تکیہ لگا کر بیٹھنا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کے گھر میں آیا تو آپ کو تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ گھر میں کبھی آرام کے لئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے۔

(اسوۂ رسول بحوالہ زاد المعاد صفحہ ۴/۱۱۱، شعب الایمان صفحہ ۱۹۵)

کسی کو تکیہ پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تین چیزوں سے انکار نہیں کیا جاتا۔ ① تکیہ ② تیل ③ دودھ۔ بعض روایتوں میں تیل کے بجائے خوشبو ہے۔ (ترمذی جلد ۳ صفحہ ۱۰۲)

فائدہ: چونکہ ان اشیاء میں گرانی یا تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اور عموماً رائج بھی ہیں اور اکرام کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ اس زمانہ میں دودھ کی چونکہ فراوانی تھی اس کا ہدیہ پیش کرنا رائج تھا اب اس زمانہ میں چائے کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

بالوں والا تکیہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے بالوں والے تکیہ پر ٹیک لگایا تھا جس کا بھراؤ

کھجور کی چھال سے تھا۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۷۳)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کھال سے بالوں کو دور نہیں کیا گیا تھا ایسے ہی کھال کے تکیہ پر آپ آرام فرماتے تھے۔

چمڑے کا تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور اس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا۔

فَائِدَہ: عرب میں روئی کے بجائے اسی کا بھراؤ ہوتا تھا جو سخت ہوتا تھا روئی کی طرح نرم آرام دہ نہیں ہوتا تھا۔
(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۳)

تکیہ کا بھراؤ گھاس سے

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے کہا کہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کو جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تکیہ دیا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس کا بھراؤ گھاس اذخر سے تھا۔ (مسند احمد بن حنبل)

فَائِدَہ: کس قدر زہد اور سادگی کی بات ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لاڈلی بیٹی کو جو تکیہ دیا اس میں بجائے روئی یا اون کے گھاس تھا اس میں ترغیب ہے کہ امت عیش و تنعم میں نہ پڑے۔ دنیا ایک گزرگاہ ہے نہ کہ آرام گاہ کہ یہاں تنعم کی شکلوں میں پڑے۔

سونے کے وقت تکیہ کا استعمال

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں (میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کے) داخل ہوئے۔ اپنے سر مبارک کو تکیہ پر رکھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (مسند احمد صفحہ ۳۶۹)

فَائِدَہ: سونے اور بیٹھنے کے وقت تکیہ کا استعمال آپ سے ثابت ہے۔

مجلس میں تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا

شہاب بن عباد العصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بیان کرتے ہیں کہ وفد عبد القیس کے بعض حاضرین کو انہوں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب ہم لوگ حاضر ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے مجلس میں تشریف فرما تھے اور اسی طرح ٹیک لگائے رہے۔ (ادب المفرد نمبر ۱۱۹۸)

فَائِدَہ: عالم اور مقتداء کے لئے گنجائش ہے کہ مجلس میں ٹیک لگا کر بیٹھے یہ عجب و کبر کی بات نہیں۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے جو طریقہ منقول ہے وہ اس سے محفوظ ہے

تکیہ پیش کرنے کا ثواب

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی

خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تکیہ کا سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے تکیہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا تو حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا۔ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ"، تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا اے ابوعبداللہ حدیث پیش کرو۔ تو انہوں نے کہا میں حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکیہ کا سہارا لگائے تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تکیہ میری جانب ڈال دیا۔ پھر فرمایا اے سلمان نہیں ہے یہ بات کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے پاس داخل ہو اور اسے اکراماً تکیہ پیش کرے مگر یہ کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

چادر یا کسی کپڑے کا تکیہ بنا کر ٹیک لگانا

قبیلہ مراد کے ایک صاحب جن کو صفوان بن عسال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہا جاتا ہے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس تشریف لائے تو آپ اپنی لال دھاری دار چادر کا تکیہ بنائے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ (سیرۃ شامی جلد ۷ صفحہ ۲۴۱)

حضرت خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ (ابن ابی شیبہ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۴۱)

فَائِدَہ: اگر تکیہ نہ ہوتا تو آپ کبھی چادر وغیرہ کا بھی تکیہ بنا کر سہارا اور ٹیک لگا لیا کرتے۔ مزید یہ کہ ضرورت کی بناء پر مسجد میں بھی تکیہ یا کسی کپڑے کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھا جا سکتا ہے۔

مرض کی وجہ سے انسان کا سہارا لے کر چلنا

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بیمار تھے۔ حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سہارے آپ باہر تشریف لائے۔ (شمائل صفحہ ۱۰)

فَائِدَہ: ضعف اور نقاہت کی وجہ سے تنہا چلنے سے قاصر تھے اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سہارا لیا عذر کی وجہ سے آدمی کے سہارے آنا مسنون ہے۔

مہمان کے سامنے تکیہ لگانا

حضرت عدی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ مجھے لے کر کھڑے ہوئے اور گھر تشریف لائے خادمہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تکیہ پیش کیا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

سرمہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے سے قبل سرمہ لگانا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل اثمد کا سرمہ تین تین مرتبہ ہر آنکھ میں لگاتے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں آنکھوں میں تین تین مرتبہ سرمہ ڈالتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۸)

ہر آنکھ میں تین سلائی مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سرمہ دانی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت تین سلائی ایک آنکھ میں لگاتے تھے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

فائدہ: فائدہ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سونے سے قبل لگانا سنت ہے۔ دن میں نہیں کہ آنکھ کی حفاظت کے لئے ہے تزئین کے لئے نہیں ہے۔ اسی وجہ سے امام مالک نے سرمہ کو علاجاً اور دواءً کے علاوہ مکروہ قرار دیا ہے۔
(جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

اور دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سنت ہے۔

سرمہ طاق عدد میں لگائے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاق عدد میں سرمہ لگاتے تھے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سرمہ لگائے وہ طاق عدد میں لگائے۔ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں (یعنی واجب نہیں کہ گناہ ہو)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۰)

فائدہ: ہر کام میں طاق کی رعایت بہتر اور مسنون ہے۔ اللہ طاق ہے۔ طاق کو پسند فرماتا ہے۔

بائیں آنکھ میں دو بھی مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ لگاتے تاکہ طاق عدد ہو جائے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۹۹، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۹)

فَائِدَہ: کبھی ایسا بھی آپ کرتے دونوں آنکھوں کو ملا کر طاق کا لحاظ فرماتے۔ لہٰذا تین دائیں میں اور دو بائیں میں لگاتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ اور کبھی ہر آنکھ میں ملحوظ رکھتے تو ہر ایک میں تین تین سلائی لگاتے۔ دونوں طریقے آپ سے منقول ہیں۔ البتہ اول طریقہ افضل ہے کہ وہ اکثر معمول رہا اور صحاح سے ثابت ہے۔

ہر آنکھ میں دو دو سلائی اور ایک مشترک

ابن سیرین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سرمہ لگانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دائیں میں دو سلائی پھر بائیں میں دو سلائی لگاتے پھر ایک سلائی دائیں اور بائیں دونوں میں مشترک لگاتے۔ (شعب الایمان جلد۵ صفحہ۲۱۹)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی حدیث ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طاق عدد میں سرمہ لگاتے اس کی تشریح میں ابن سیرین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر آنکھ میں دو دو سلائی لگاتے پھر ایک دونوں میں مشترک لگاتے۔ (شعب الایمان جلد۵ صفحہ۲۱۹)

سرمہ لگانے کے تین مسنون طریقے

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سرمہ لگانے کے متعلق تین طریقے منقول ہیں۔

1. دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگائے۔
2. دائیں میں تین اور بائیں میں دو سلائی۔
3. دونوں آنکھوں میں دو دو لگائے پھر ایک دونوں آنکھوں میں مشترک۔

اسی طرح اس کا بھی اختیار ہے۔ کہ پہلے ایک آنکھ میں مقدار مسنون لگائے پھر دوسری آنکھ میں لگائے۔ یا ایک مرتبہ دائیں میں لگائے پھر بائیں میں لگائے پھر دائیں میں پھر بائیں میں۔ علامہ مناوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ بہتر تیسرا طریقہ ہے کہ اس میں دائیں سے ابتدا و انتہا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ۱۰۳،۱۰۴)

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا پسندیدہ سرمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ اثمد کا سرمہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سونے سے قبل تین سلائی ڈالا کرتے تھے۔ (شمائل صفحہ۵)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اثمد کا سرمہ ضرور ڈالا کرو۔ نگاہ کو روشن کرتا ہے اور پلکیں بھی خوب اگاتا ہے۔ (شمائل صفحہ۵)

فَائِدَہ: حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا ہی کی روایت شمائل میں ہے۔ اثمد بہترین سرمہ ہے۔ اثمد ایک

خاص سرمہ کا نام ہے۔ بعض اکابر اس سے اصفہانی سرمہ مراد لیتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تندرست آنکھوں والے اور وہ لوگ ہیں جن کو موافق آ جائے۔ ورنہ مریض کی آنکھ اس سے زیادہ دکھنے لگتی ہے۔۔

(خصائل نبوی صفحہ ۴۵، شرح مناوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کالا سرمہ ہوتا تھا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۸)

سرمہ دانی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ (شمائل صفحہ ۵)

سفر میں سرمہ کا اہتمام اور سرمہ دانی ساتھ رکھنا مسنون ہے

حضرت ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو سرمہ دانی اور آئینہ ساتھ رہتا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پانچ چیزیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ سفر میں نہ حضر میں چھوڑتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل، مسواک۔ (طبرانی، بیہقی، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

فائدہ: سفر میں ان چیزوں کا ساتھ رکھنا مسنون ہے۔ ایک روایت میں قینچی اور ایک روایت میں کھجانے کی لکڑی بھی ہے۔

انگوٹھی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

انگوٹھی سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کرایا۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۸۷۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نقش کرایا۔ (نسائی جلد۲ صفحہ ۲۸۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس جیسا نقش کرانے سے منع فرمادیا تھا۔

(نسائی جلد۲ صفحہ ۲۹۰)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی صلح حدیبیہ کے بعد بنوائی تھی۔ منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر دوسروں سے مخلوط نہ ہوجائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کیسی تھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے تھا۔ (بخاری صفحہ ۸۷۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاندی کی انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۹)

فائدہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد انگوٹھیاں تھیں۔

(جمع صفحہ ۱۴۴)

یعنی ایک چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور ایک چاندی ہی کی تھی مگر اس کا نگینہ حبشی تھا۔

حبشی کا مطلب

نگینہ کے حبشی ہونے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حبشی پتھر کا ہو جو یمن سے آتا تھا یا یہ کہ اس کا بنانے والا حبشی ہو۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ ۳۲۲)

بعضوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ عقیق پتھر کا تھا جو کالے رنگ کا تھا۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۳۸)

اس اعتبار سے چاندی کے حلقہ میں عقیق پتھر کا نگینہ مسنون ہوگا۔ عقیق پتھر کے بہت فوائد ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی عقیق پتھر کی انگوٹھی تھی۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

انگوٹھی کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے انگوٹھی اور جوتے کا حکم دیا گیا ہے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۴۱)

فائدہ: یہ حکم وجوبی نہیں کہ اسے واجب سمجھا جائے بلکہ استحبابی طور پر تھا۔

انگوٹھی کے متعلق فقہاء کی رائے

انگوٹھی کے متعلق محققین علماء کی رائے یہ ہے کہ قاضی اور جن کو مہر لگانے کی ضرورت ہو اس کو پہننے کی اجازت ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۳۹)

بعضوں نے غیر سلطان کے لئے انگوٹھی خلاف اولیٰ لکھا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۴۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے انگوٹھی کو مندوب مانا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر مہر لگانے کی ضرورت نہ ہو اور زینت کے طور پر پہنے تو نہی میں داخل نہ ہوگا۔ یعنی بلا مہر کی ضرورت کے محض زینت کے طور پر بھی اجازت ہے۔ (صفحہ ۱۴۸)

مگر حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زینت کے طور پر پہننے کو خلافِ اولیٰ لکھا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

خود حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو سلطان یا حکومت کے کسی عہدہ پر نہیں تھے ان سے انگوٹھی ثابت ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سے معلوم ہوا کہ غیر حاکم کے لئے بھی اجازت ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود لکھا ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین جو سلطنت اور حکومت کے عہدے پر نہیں تھے انگوٹھی پہنتے تھے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

انگوٹھی پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش تھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش کرایا اور فرمایا کہ میں نے ایک انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش کرایا ہے کوئی اس طرح نقش نہ کرائے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس جیسا نقش کرانے سے

منع کرادیا تھا۔ (نسائی صفحہ ۲۹۰)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تین سطر میں لکھا تھا۔ نیچے اوپر کی کوئی تصریح منقول نہیں۔ ابن بطال کے حوالے سے حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے جس طرح سہولت ہو نقش کیا جا سکتا ہے۔ البتہ دو تین سطر میں ہونے سے مربع یا گول ہونا آسان ہوگا۔ محدث ابوالشیخ کی ایک روایت بواسطہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے حبشی نگینہ پر "**لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه**" کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انگوٹھی پر محمد رسول اللہ نقش کرانے سے منع فرمایا تھا۔ اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس انگوٹھی سے خطوط و فرامین پر مہر لگاتے تھے۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر دوسروں کی مہر کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۵۴، خصائل صفحہ ۸۴)

احتمال تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کمال اتباع کے شوق میں یہی نقش اپنی اپنی انگوٹھیوں پر کندہ نہ کرالیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شمائل میں زین الدین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بیان کیا ہے کہ یہ ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص تھی۔

(جمع صفحہ ۱۵۴)

لہٰذا اس زمانہ میں محمد رسول اللہ کا نقش برکۃً درست ہوگا۔ البتہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جس کا نام محمد ہو وہ یہ نقش نہ کرائے۔ (جمع الوسائل)

ممکن ہے انہوں نے ایہام اور بے ادبی کے پیش نظر منع کیا ہو۔ البتہ اپنے نام کو نقش کرانا درست ہے۔ اسی طرح اپنے والد کے نام کو بھی نگینہ پر کھدوا سکتا ہے۔ (جمع جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی کیوں بنوائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر عرب (بادشاہوں اور قوم کے ذمہ داروں) کی جانب خطوط لکھنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا کہ وہ کوئی خط جس پر مہر نہ ہو قبول نہیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی جس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا بنوائی (حضرت انس فرماتے ہیں) گویا میں اس کی چمک (آج بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل روم کو (دعوت اسلام کا) خط لکھنا چاہا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط جس پر مہر نہ ہو نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نقش تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۳)

عرب میں انگوٹھی کا رواج نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انگوٹھی استعمال نہیں کی اس ضرورت کی وجہ سے آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اس کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی استعمال کرنا شروع کیا۔ اسی وجہ سے بعض حضرات نے صرف حاکم، سربراہ قوم جن کو خطوط وفرامین کے ارسال کی ضرورت پڑتی ہے اور حکومتی اور انتظامی طور پر جن کے فرامین کی اہمیت ہوتی ہے۔ انگوٹھی کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے غیر حاکم کے لئے انگوٹھی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

حافظ نے فتح الباری کے اس حکم کو منسوخ مانا ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے باوجودیکہ وہ سلطان یا حکومت کے عہدہ پر نہیں تھے انگوٹھی کا استعمال کیا ہے۔ چاندی کی انگوٹھی محض تزئین کے لئے پہنی جائے وہ نہی میں داخل نہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننا سنت ہے

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۸۰)

حماد بن مسلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن رافع رحمہ اللہ تعالیٰ کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (شمائل صفحہ ۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(شمائل صفحہ ۸)

فَائِدَہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ واہل مدینہ کے ایک جم غفیر سے دائیں ہاتھ میں پہننا مروی ہے۔ اس کے مقابل بائیں ہاتھ میں پہننے کی بھی بکثرت روایات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(ابوداؤد شریف صفحہ ۵۸۰)

فَائِدَہ: چونکہ آپ ﷺ سے دونوں ہاتھوں میں پہننا ثابت ہے اس لئے علماء نے دونوں طریقوں کو اختیار

کیا ہے۔

دائیں کے متعلق علماء کے اقوال

حضرات شوافع رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے دائیں ہاتھ کو افضل اور راجح مانا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد۲۲ صفحہ۳۷)

امام بخاری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اسے اصح مافی الباب، باب میں سب سے زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔ (جمع صفحہ۱۵۰)

امام ترمذی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بھی اسے راجح قرار دیتے ہیں۔ (خصائل صفحہ۸۲)

حافظ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اکثر احوال میں آپ ﷺ سے دایاں ثابت ہے۔

ملاعلی قاری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے دائیں والے مذہب کو مختار مانا ہے۔ (جمع الوسائل)

حافظ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے کہا کہ دائیں کو اس وجہ سے بھی ترجیح حاصل ہوگی کہ بایاں آلہ استنجاء ہے نجاست کے تلوث اور بے ادبی کا گمان نہ رہے گا۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۲۷)

علامہ مناوی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے بھی کہا ہے کہ استنجاء وغیرہ سے تلوث کا احتمال نہیں رہتا۔ (جمع صفحہ۱۵۰) لہٰذا دایاں بہتر ہے۔

بائیں ہاتھ کے متعلق علماء کے اقوال

علامہ عینی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اجناس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ احناف کے یہاں ہے کہ بائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنے اور کسی میں نہ پہنے۔ (عمدۃ جلد۲۲ صفحہ۳۷)

امام مالک رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے بھی بائیں کو مستحب قرار دیا ہے۔ فقیہ ابو اللیث رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے دونوں کو مساوی کہا ہے۔ (عمدۃ جلد۲۲ صفحہ۳۷)

علامہ شامی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے بھی یہی دونوں قول لکھے ہیں۔ علامہ نووی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے دونوں میں بلا کراہت جائز لکھا ہے۔ قہستانی میں ہے دایاں روافض کا شعار ہوگیا۔ علامہ شامی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے کہا کہ پہلے تھا اب نہیں ہے۔ (خصائل صفحہ۸۰)

اس سلسلے میں سب سے بہتر حافظ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کی بات ہے اگر مہر لگانے کے لئے ہو تو بایاں، زینت کے طور پر ہو تو دایاں۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۳۲۷)

انگوٹھی کس انگلی میں سنت ہے

حضرت صلت بن عبداللہ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کو اسی ہاتھ میں پہنتے دیکھا۔ مجھے یہ خیال ہے کہ وہ کہا

کرتے تھے کہ اسی طرح آپ ﷺ بھی پہنا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، شمائل صفحہ ۸ فتح)

فائدہ: جس طرح یہ اختلاف ہے کہ آپ ﷺ دائیں میں پہنتے تھے یا بائیں ہاتھ میں اسی طرح یہ بھی اختلاف ہے کہ آپ ﷺ دائیں کی چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے یا بائیں کی چھوٹی انگلی میں۔ حضرت صلت بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے دائیں کی چھوٹی انگلی میں پہننے کا پتا چلتا ہے۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کے واسطے سے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ بائیں کی چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک توجیہ شرح السنہ میں یہ کی ہے جو گزری کہ اولاً دائیں میں پھر آپ نے بائیں میں اختیار کیا تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الخاتم فی الخنصر باب قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ انگوٹھی سب سے چھوٹی انگلی میں سنت ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے کہ خنصر کے علاوہ میں مکروہ ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ کنارے میں رہنے کی وجہ سے تلوث نہ ہوگا۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۵)

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے مؤنتہ (صرفہ) بھی کم آئے گا۔ یعنی خرچ۔

انگوٹھی کس انگلی میں خلاف سنت ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے پھر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (نسائی صفحہ ۲۸۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں پہننا ممنوع ہے باقی ابہام میں موزوں نہیں۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں منع بھی وارد ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

خنصر اور بنصر میں سے جس میں چاہے پہنے۔ تاہم دائیں کو اولیت اور راجحیت حاصل ہے جیسا کہ گزرا۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت جو ابن ماجہ میں ہے کہ مجھے رسول پاک ﷺ نے خنصر اور ابہام میں پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ دونوں میں جمع کرنا مراد ہے یا کسی خاص سبب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے منع فرمایا۔ (حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

ورنہ تو خنصر میں پہننا صحاح سے ثابت ہے۔

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے کہ خنصر کے علاوہ میں مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

پیتل، اسٹیل اور لوہے کی انگوٹھی ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس پر پیتل کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں بت کی بو تم میں پاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسے پھینک دیا پھر آیا اور اس پر لوہے کی انگوٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے تم پر میں جہنمیوں کا زیور پاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسے بھی پھینک دیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس کی انگوٹھی بنواؤں۔ آپ نے فرمایا چاندی کی بنواؤ۔ سونا نہ شامل کرنا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۸۰)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کراہت محسوس کی انہوں نے نکال ڈالا۔ پھر انہوں نے لوہے کی انگوٹھی پہنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اور زیادہ خبیث ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بھی اتار ڈالا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی تو آپ خاموش رہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نکال ڈالو۔ اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اس سے زیادہ برا ہے۔ چنانچہ اس نے چاندی کی پہنی تو آپ خاموش رہے۔ (عمدۃ جلد ۲۲ صفحہ ۳۳)

فائدہ: قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی مکروہ ہے۔ اسٹیل اور لوہے کی انگوٹھی بھی مکروہ ہے کہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے۔ (جمع صفحہ ۱۴۸)

بعض لوگ اسٹیل کی خوشنما انگوٹھی پہنتے ہیں درست نہیں۔ چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی مطلقاً ناجائز ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ پیتل لوہا اور رصاص (سیسہ دھات) سب مطلقاً حرام ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

نگینہ پر کندہ کرانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نقش کرایا۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

ابوالشیخ کی ایک روایت بواسطہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی پر شیر کی تصویر تھی جسے عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد کیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ تصویر کی ممانعت سے قبل کی ہو۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی کے نگینہ پر ذکر اللہ وغیرہ کندہ کرانا درست ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم وتابعین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے بھی انگوٹھیوں پر کندہ کرانا منقول ہے۔

حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم وتابعین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی انگوٹھیوں پر کیا کندہ تھا

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی انگوٹھی پر صدر الملک کندہ تھا۔ (ابن ابی شیبہ، جمع صفحہ ۱۴۸)

حضرت حذیفہ اور ابوعبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی انگوٹھیوں پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کندہ تھا، حضرت مسروق رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی انگوٹھی پر "بسم اللّٰہ" حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی انگوٹھی پر "اَلْعِزَّةُ لِلّٰہِ" ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی انگوٹھی پر "بِاللّٰہِ" کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸)

حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی انگوٹھی پر "نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہ" لکھا تھا۔ (طحاوی صفحہ ۳۵۴)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور قاسم بن محمد کی انگوٹھی پر بھی کندہ تھا۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۴۸، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸)

ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کہا انگوٹھیوں پر "حسبی اللّٰہ" کا نقش ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۸۴)

البتہ ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا ایک دوسرا قول نقش کی کراہت کا بھی ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ انگوٹھی پر اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام کندہ کرانا اور پہننا جائز ہے۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی جمہور کا قول جواز کا لکھا ہے۔ حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ کراہت استنجاء وغیرہ کی صورت میں بے احتیاطی سے ہوسکتی ہے۔ ورنہ کوئی کراہت نہیں۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۸)

ویسے اس قسم کی انگوٹھیوں کو پاخانہ پیشاب سے پہلے اتار لینا چاہئے جیسا کہ حدیث پاک میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے منقول ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض انگوٹھیوں پر کچھ تعویذات لکھے ہوتے ہیں۔ مثلاً مقطعات قرآنیہ اور دیگر کلمات یا دعائیں تو ان کا پہننا درست ہے اور ان کو ممنوع قرار دینا مطلقاً درست نہیں نہ اس میں کوئی قباحت ہے البتہ بے ادبی سے بچانا لازمی ہے۔

طبری کے حوالہ سے عمدۃ القاری میں مرفوعاً عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَامُ کی انگوٹھی میں یہ کندہ تھا۔ "اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ" (جلد ۲۲ صفحہ ۳۸)

عقیق نگینہ کی خوبی

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو عقیق کی

انگوٹھی بنائے گا وہ ہمیشہ بھلائی پائے گا۔ (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ ۱۵۷، عن الطبرانی)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ خاندان جعفر سے کوئی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ اے اللہ کے رسول آپ میرے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے جو چپل اور انگوٹھی خرید دے آپ ﷺ نے حضرت بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلایا اور فرمایا بازار چلے جاؤ چپل خرید لو مگر کالا نہ ہو۔ انگوٹھی خرید لو جس کا نگینہ عقیق کا ہو۔ (مجمع صفحہ ۱۵۸)

فَائِدَہ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے حدیث مذکور کو غیر ثابت مانا ہے۔ جمع الوسائل میں ہے کہ ایک ضعیف روایت میں ہے کہ زرد یاقوت کا نگینہ طاعون سے روکتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۹)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے عقیق کی انگوٹھی پہننا ثابت ہے۔ (صفحہ ۱۳۹)

شرعۃ الاسلام کے حوالہ سے ہے کہ چاندی اور عقیق کا نگینہ سنت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہنو۔ یہ مبارک پتھر ہے اس جیسا کوئی پتھر نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ حلقہ تو چاندی کا ہو اور نگینہ پتھر کا۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۴۰)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ایک انگوٹھی یاقوت پتھر کی تھی۔ قوت قلب کے لئے جس پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ" لکھا تھا۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

نگینہ کس طرف رکھے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ بنایا۔ (یعنی چاندی کا) اور اسے بائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنتے تھے۔ (یعنی سب سے چھوٹی انگلی میں) اور اس کے نگینہ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۱)

بذل میں مرقات الصعود کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نگینہ کا ہاتھ کے اندر کے حصہ میں یعنی ہتھیلی کی طرف رکھنا زیادہ صحیح ہے اور اکثر روایت میں وارد ہے۔ (خصائل صفحہ ۸۲)

علامہ مناوی اور ملا علی قاری رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ عجب اور خوشنمائی سے بچنے اور نقش کی حفاظت کے پیش نظر یہی بہتر ہے۔ (جمع صفحہ ۱۵۲)

علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے نگینہ اوپر کی جانب ہو زین الدین عراقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کبھی آپ نے اس طرح کبھی اس طرح

پہنا ہے۔لیکن اصح ہتھیلی ہی کی طرف ہے۔(جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۵۴)

پاخانہ جاتے وقت انگوٹھی نکال لے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے۔(نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۸۹، ابن حبان)

فائدہ: اگر انگوٹھی میں کچھ لکھا ہو تو بیت الخلاء سے قبل اسے اتار دے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں چونکہ کلمہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اس احترام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتار دیتے تھے۔(حاشیہ نسائی صفحہ ۲۸۹)

سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔
(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے چھوڑ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا تھا اور آپ نے فرمایا میری انگوٹھی جیسا کوئی نقش نہ بنائے۔اور جب پہنے تو نگینہ کو اندرونی ہتھیلی رکھے۔

فائدہ: جب تک سونے کی حرمت نہیں آئی تھی تب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کی۔حرمت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ کر چاندی کی بنوائی۔(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جیسے نقش کو اس وجہ سے منع کیا تھا۔چونکہ آپ اس سے مہر لگاتے تھے اگر دوسروں کو بھی اجازت ہوتی تو مہر کا خلط ہو جاتا۔اسی وجہ سے منع فرمایا تھا۔

سونے کی انگوٹھی جہنم کی چنگاری ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا تم جہنم کی چنگاری چاہتے ہو کہ اس (سونے) کو ہاتھ میں ڈالتے ہو۔(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۸)

فائدہ: سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ہاتھوں سے لے کر پھینک دی۔آج بعض لوگ شادی بیاہ کے موقع پر سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں۔سو یہ باتفاق علماء حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔البتہ عورتوں کے لئے بلا کراہت درست ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے کنویں میں گرنے کا واقعہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی (ان کی زندگی تک) ان کے

ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب بئر اریس پر بیٹھے تھے تو انگوٹھی سے کھیل رہے تھے۔ وہ گر گئی تین دن تک کنویں کا پانی الٹا پلٹا گیا مگر نہیں ملی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی انگوٹھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک میں رہی پھر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پھر ان ہی کے زمانہ میں بئر اریس میں گر گئی اس کا نقش محمد رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) تھا۔ (شمائل صفحہ ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی جس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رہتا تھا۔ یہ وہی انگوٹھی تھی جو حضرت معیقب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانہ میں بئر اریس میں گر گئی تھی۔ (شمائل صفحہ ۸)

فَائِدَہ: حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جو انگوٹھی خطوط پر مہر لگانے کے لئے بنوائی تھی۔ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حیات تک تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس رہی۔ اس کے بعد صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تک پہنچی۔ آپ کے پاس یہ انگوٹھی ۶ سال تک رہی اس کے بعد اریس نامی کنویں میں گر گئی۔ کس سے گری کس طرح گری۔ روایتوں میں تھوڑا اختلاف ہے۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بئر اریس پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضرت معیقب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے انگوٹھی مانگی کہ دستاویز پر مہر لگالوں۔ کچھ سوچ رہے تھے اسی (غفلت) میں انگوٹھی گر گئی۔ (جمع صفحہ ۱۴۶)

ایک روایت میں ہے کہ خلافت عثمانی کے چھٹے سال کا واقعہ ہے۔ ہم لوگ اریس کے کنویں پر بیٹھے تھے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ انگوٹھی ہاتھ سے نکال رہے تھے اور پہن رہے تھے اس طرح بار بار کر رہے تھے اور کنویں کے کنارے بیٹھے تھے کہ گر گئی بہت تلاش کیا مگر نہیں ملی۔ بعض روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے گری۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی چیز لینی دینی ہوتی ہے تو دونوں کے درمیان ہی سے گر جاتی ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہو۔

بئر اریس جس میں انگوٹھی گری مدینہ میں مسجد قبا کے پاس تھا۔ (جمع صفحہ ۱۴۶)

تین دن تک مسلسل تلاش کی گئی پانی نکالا گیا مگر نہیں ملی۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شرح شمائل میں اور حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ تین دن تلاش کرنے کا صرفہ انگوٹھی کی قیمت سے بڑھ گیا۔ یہ صرفہ اس لئے برداشت کیا کہ انگوٹھی متبرک تھی اسلاف کی

یادگار تھی۔ اگر یہ پیش نظر نہ ہوتا تو ہرگز محنت اور صرفہ برداشت نہ کرتے۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۲۹)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور حافظ رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی میں لطائف، اسرار اور برکات تھے۔ جب تک یہ رہی کوئی فتنہ کھڑا نہ ہوا اور نہ چلا۔

چنانچہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھ سال خلافت کے بہت عمدہ چلے۔ جب سے انگوٹھی گری فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا فتنہ شروع ہوا یہاں تک کہ اس فتنہ میں حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہو گئے۔

(جمع الوسائل صفحہ۱۴۷)

معیقب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک صحابی ہیں جو حضور سرور کائنات کے زمانہ سے انگوٹھی کے محافظ تھے۔

(خصائل صفحہ۸۳)

اس واقعہ سے ارباب حدیث نے چند فوائد مستنبط کئے ہیں۔

❶ اسلاف کی یادگار چیزوں کی اہمیت کہ اس کی تلاش میں تین دن تک لگے رہے۔

❷ گمشدہ اشیاء کی تلاش میں اہتمام اور اس میں مال خرچ کرنا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہار جو غزوہ مریسیع میں گم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ اس کی تلاش میں رکے رہے۔ مگر خیال یہ رہے کہ کسی اہم شے کے گم ہونے پر یہ ہے۔ کسی معمولی چیز کے گم ہونے پر یہ نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اگر ایک پیسہ دو پیسہ یا ایک دو کھجور یا اس جیسی چیز گر جائے تو اس کی اتنی اہمیت نہیں ہوگی نہ اس کی تلاش میں کوشش کی جائے گی۔ ابن بطال رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا ہے کہ کسی اہم شے کے گم ہونے پر تین دن تلاش کر لینے کے بعد اگر نہ ملے تو وہ اس کا ضائع کرنے والا نہ ہوگا۔ یعنی اس سے کم یا معمولی توجہ کرنا گویا اس کو ضائع کرنا ہے۔

بالوں کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ عادات کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی کیفیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۶۸، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کان کی لو تک ہوتے تھے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۷۶، بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۶۸، شمائل صفحہ ۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ کانوں کی لو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر مبارک پر بال بکثرت تھے۔ اور خوش نما تھے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سر بڑی آنکھوں والے تھے۔

(مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۸۹)

فائدہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ احادیث پاک میں آپ کے بال مبارک کی چھ کیفیتوں کا ذکر ہے۔

1. نصف کانوں تک۔
2. کانوں کی لو تک۔
3. کندھے اور کانوں کے درمیان۔
4. کندھے تک۔

❺ کندے کے قریب۔

❻ چار چوٹیوں کی شکل میں۔

حافظ ابوالفضل عراقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے بالوں کی مقدار کے متعلق احادیث پاک میں تین الفاظ آتے ہیں۔ وفرہ۔ جمہ۔ لمہ۔ وفرہ وہ بال ہے جو کان کی لو تک ہو۔ جمہ وہ ہے جو مونڈھوں تک ہوں۔ لمہ وہ بال جو کان کی لو سے نیچے ہوں۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ عموماً بال کان اور مونڈھوں کے درمیان رہا کرتے تھے۔ اور بالوں کے سلسلے میں یہ مقدار کا اختلاف احوال اور زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۷۶)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ جب بال تراش لیتے تھے تو کان کی لو تک ہوتے تھے اور جب چھوڑ دیتے تھے تو گردن تک آجاتے تھے۔ جس نے جیسا دیکھا روایت کردی۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۵۳)

قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ سر مبارک کے اگلے حصہ کے بال نصف کان تک پہنچتے تھے۔ اور وسط سر کے بال اس سے نیچے اور آخر سر مبارک کے بال کندھے تک آجاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو حضرات سر پر بال رکھتے ہیں ان کے بال کی مقدار مسنون کان کی لو اور اس کے قریب ہے۔ کندھے سے نیچے آجانا خلاف سنت ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کے بال اگر بہت زیادہ لمبے ہوجاتے تھے تو کندھے تک ہوتے تھے اس سے آگے نہ بڑھتے تھے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۸۰)

روض النظیف کے مؤلف نے منظوم اس کی تعبیر کی ہے۔

"ولمۃ یبلغ الاذنین عاطرۃً کالمسك لونًا وعرفا حین منتشر"

تَرجَمَہ: "سر پر بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے۔ اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی۔" (نشر الطیب صفحہ ۱۹۶)

آپ ﷺ کے بال گھنے تھے

حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ ﷺ کے اوصاف مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا آپ کے سر کے بال گھنے تھے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ بکثرت اور خوشنما بالوں والے تھے۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

فَائِدَہ: اسی طرح آپ کی داڑھی بھی گھنی تھی۔ شرح احیاء میں ہے کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی داڑھی بھی گھنی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی تو اتنی گھنی کہ سینہ کے دونوں جانب چھائی ہوئی تھی۔ بالوں کا گھنا ہونا

قوت شجاعت پر دال ہے۔

آپ ﷺ کے بال پیچیدہ گھنگریالے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے۔ (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھنگریالہ پن تھا)۔ (شمائل مختصر ابخاری صفحہ ۸۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ (مختصر اشمائل)

فَائِدَۃ: ایسے بال بڑے خوش نما اور دیدہ زیب ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کو قدرت نے حسن ظاہری سے بھی علی وجہ الاتم نوازا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بڑے سر اور خوبصورت بالوں والے تھے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۶۸)

بالوں کی چوٹیاں

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے بال مبارک کے چار حصے چوٹیوں کی شکل پر تھے۔ (شمائل صفحہ ۴)

فَائِدَۃ: کبھی بال اتنے لمبے ہو جاتے کہ ان کی چوٹیاں (مینڈھیاں) بھی بن جاتیں۔ خیال رہے کہ یہ آپ ﷺ کی عمومی حالت نہ تھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ سفر کی حالت میں ایسا ہو گیا تھا۔
(جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۰)

آپ ﷺ نے تو بالوں کے بڑھنے پر نکیر فرمائی ہے تو آپ ﷺ کس طرح رکھتے۔ چوٹیاں بھی ایسی نہ تھیں جیسی عورتوں کی ہوتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کی طرح چوٹیاں ممنوع ہیں۔ (خصائل صفحہ ۳۴)

بالوں کو گوند وغیرہ سے چپکانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے بالوں کو چپکا ہوا دیکھا۔
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۶)

فَائِدَۃ: حج کے موقع کی بات ہے گوند وغیرہ لگا کر چپکا دیا تھا تا کہ تیل کنگھی نہ لگنے کی وجہ سے بالوں کی گندگی اور خشکی باعث کلفت نہ ہو خیال رہے کہ تزئین کے لئے بالوں کو چپکانا اور اوپر چڑھانا ممنوع ہے۔ کہ یہ متکبرین کی خصلت ہے۔

بال منڈانے اور رکھنے کے سلسلے میں آپ کی عادات طیبہ کا بیان

آپ کی عادت طیبہ سر پر بال رکھنے کی تھی آپ ﷺ نے صرف عمرہ و حج کے موقع پر سر کے بال استرے

سے صاف کرائے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر منڈانا ثابت نہیں۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے زادالمعاد میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ سے صرف حج و عمرہ کے موقع پر بال منڈانا منقول ہے۔ (جلد۱ صفحہ۴۷)

علامہ سخاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ۴ مرتبہ سر منڈایا ہے۔ ① حدیبیہ ② عمرۃ القضاء ③ عمرۃ جعرانہ ④ حجۃ الوداع۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کرایا۔ (بخاری جلد۱ صفحہ۲۳۳، مسلم جلد۱ صفحہ۴۲۱)

شرح احیاء میں علامہ زبیدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ کسی موقع پر آپ سے سر منڈانا ثابت نہیں۔ یہی عادت صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی حضرات کی تھی۔ (جلد۲ صفحہ۴۰۸)

سر منڈانا

بعض علماء کی رائے ہے کہ سر نہ مونڈنا بہتر ہے۔ سر منڈانا خوارج کی علامت ہے۔ (اتحاف جلد۲ صفحہ۴۰۸)

حدیث پاک میں اسے خوارج کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ (اتحاف صفحہ۴۰۷)

محدث ابن عربی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ سر کے بال زینت ہیں۔ اس کا چھوڑنا سنت ہے اور حلق بدعت ہے اور مذموم ہے۔ (شرح شمائل مناوی جلد۱ صفحہ۴۷)

اس سے معلوم ہوا کہ منڈانا اولیٰ نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ بال نہ مونڈوائے سوائے حج اور عمرہ کے۔ (جلد۴ صفحہ۴۵۹)

مگر حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اجلہ صحابہ میں تھے سر منڈایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ۳۳)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بال منڈانے میں کراہت نہیں جیسا کہ بعضوں نے سمجھا کہ یہ خوارج کی علامت ہے۔ (عمدۃ القاری جلد۲۲ صفحہ۵۸)

ظاہر ہے کہ اگر ممنوع ہوتا تو حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس پر مداومت نہ فرماتے طالب علموں کے حق میں بال بہتر نہیں۔ روایت میں ہے کہ آپ نے جعفر کے لڑکوں کے سر کے بالوں کو منڈوا دیا تھا۔ (ابوداؤد صفحہ۵۷۷)

چنانچہ امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ جو شخص تنظیف کا ارادہ رکھے اسے سر منڈانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تنظیفاً سر منڈایا کرتے تھے۔ (اتحاف جلد۲ صفحہ۴۰۸)

مرقات میں ہے حج و عمرہ کے علاوہ حلق کرانا جائز ہے۔ (صفحہ۴۵۹)

مانگ نکالنا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اولاً بالوں کو بغیر مانگ نکالے ویسے ہی

چھوڑ دیتے تھے کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب نہیں نکالتے تھے۔ آپ اہل کتاب کی موافقت فرماتے تھے جب تک کہ اس کے بارے میں حکم نازل نہ ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے مانگ نکالنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جب رسول پاک ﷺ کی مانگ نکالتی تو بیچ سر سے بالوں کو پھاڑ دیتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتی۔

(ابن ماجہ صفحہ ۳۶۳۳، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۳۰، ابوداؤد صفحہ ۵۷۷)

فائدہ: شاہ عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ بیچ سر سے دو حصے ہوتے ہیں نصف دائیں جانب نصف بائیں جانب۔ اور تالوں سے مانگ نکالتے۔ یعنی جسے ہمارے یہاں سیدھی مانگ کہتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷۶)

فائدہ: ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ابتداءً بالوں کو یونہی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر مانگ نکالا کرتے تھے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۸)

مانگ کا مفہوم

وسط راس سے بالوں کو دو حصے میں کر دیا جائے اور سدل (چھوڑ دینے کا) مفہوم یہ ہے کہ پیچھے کی جانب بالوں کو ڈال دیا جائے۔ دو حصے نہ کیے جائیں۔ (جمع جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)

مانگ اور سدل میں کون بہتر ہے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مانگ کو سنت قرار دیا ہے۔ کہ آپ نے آخر میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو مستحب قرار دیا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو اسے واجب قرار دیا ہے کہ آپ نے سدل کو ترک فرما دیا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جائز قرار دیا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی دونوں معمول مروی ہیں۔ تاہم سنت مانگ نکالنا ہے گو سدل بھی درست ہے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۵۶، جمع الوسائل صفحہ ۸۰)

سر منڈانے کا مسنون طریقہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے رمی جمرہ کی اور قربانی سے فارغ ہوئے تو سر منڈایا اور حجام کو آپ نے اپنا دایاں جانب پیش کیا اس نے بال مونڈے آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا (اور سر مبارک کے) بال دیئے۔ پھر آپ نے اپنا بایاں رخ اسے دیا۔ (یعنی سر کا بایاں جانب) اور فرمایا مونڈو حجام نے مونڈے۔ آپ نے بال ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں تقسیم کر دو مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ام سلیم (حضرت انس کی والدہ ابوطلحہ کی بیوی کو دیئے)۔ اور

لوگوں میں ایک ایک دو دو بال تقسیم کر دیئے گئے۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۴۲۱)

فائدہ: علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے روایات مختلفہ کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے دائیں جانب کے بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور بائیں جانب کے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دیئے۔ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بواسطہ ابن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جو ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دائیں طرف کے بال ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیا۔سب سے پہلے آپ کے بالوں کو ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً سر کا دایاں جانب مونڈا جائے پھر بائیں جانب۔عموماً نائی سر کے بیچ سے شروع کرتا ہے یہ مسنون طریقے کے خلاف ہے۔اور یہ بھی مسنون ہے کہ منڈانے والے کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔

سر کے بالوں کا قینچی سے تراشنا

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے بالوں کو مروہ کے پاس قینچی سے تراشا ہے۔ (مسلم صفحہ ۴۰۸، طبرانی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قینچی کا استعمال اور اس سے بال تراشنا، کم کرنا خلاف سنت نہیں ہے مگر خیال رہے کہ کسی جگہ کم اور کسی جگہ زیادہ کاٹنا۔جیسا کہ انگریزی بالوں میں ہوتا ہے یہ ناجائز ہے۔ ہر طرف کے بال یکساں کٹنے چاہئے۔

بالوں کا اکرام کرنا

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲)

حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ میرے بال ہیں کیا میں ان میں کنگھی کروں آپ نے فرمایا ہاں ان کا اکرام کرو۔ (صفحہ ۳۸۴)

محمد بن منکدر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بال رکھے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ان کا اکرام کرو! اکرام کرو۔ چنانچہ وہ ہر دن بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے۔

(بیہقی فی شعب الایمان صفحہ ۲۲۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہر دن دو مرتبہ کنگھی کیا کرتے تھے۔ (صفحہ ۲۲۴)

تاکہ آپ کے فرمان مبارک پر اچھی طرح عمل ہو۔اور بال پراگندہ نہ رہیں۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بالوں کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ انہیں صاف رکھے۔ دھوئے

تیل لگائے خشک اور پراگندہ نہ رکھے۔ چونکہ نظافت اور دیدہ زیب پسندیدہ ہے۔ (مرقات جلد۴ صفحہ۴۶۷)

لہٰذا حسب ضرورت کنگھی کرنا متعدد مرتبہ جائز ہے۔

بالوں کو خشک اور پراگندہ رکھنا ممنوع ہے

عطا بن یسار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی سے روایت ہے کہ پراگندہ اور بکھرے سر اور داڑھی کے بالوں والا ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے درست کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ درست کر کے آیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی آئے اور اس کے بال بکھرے ہوں گویا کہ وہ شیطان ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ۳۸۴)

فَائِدَہ: بکھرے اور پراگندہ بالوں کی وجہ سے صورت بھدی معلوم ہوتی ہے۔ جو اچھی بات نہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو بال رکھے ان کا اکرام کرے تیل وغیرہ سے ان کو سنوار کر رکھے۔ جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پراگندہ بال والے ایک شخص کو دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کوئی چیز (تیل) نہیں پاتا جس سے بال سنوارے۔ (نسائی صفحہ۲۹۱)

کثرت سے تیل لگانا سنت ہے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کثرت سے سر میں تیل لگاتے۔ اور پانی سے داڑھی سنوارتے تھے۔ (بیہقی شعب الایمان جلد۵ صفحہ۲۲۶)

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کثرت سے کپڑے کا ٹکڑا (تیل سے بچنے کے لئے) استعمال فرماتے اور کثرت سے تیل سر میں لگاتے۔ اور داڑھی کو پانی سے سنوارتے۔

(شعب الایمان صفحہ۲۲۶)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ بکثرت سر میں تیل لگاتے۔ اور داڑھی کو درست فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا کپڑا تیلی کے کپڑے کی طرح ہو جاتا۔ (شمائل صفحہ۴)

فَائِدَہ: تیل سے عمامہ اور ٹوپی کو بچانے کے لئے آپ سر میں کپڑے کا ٹکڑا استعمال فرماتے۔ یہ کپڑا تیل سے تر رہتا جیسا کہ تیلی کا کپڑا رہتا ہے۔ (مرقات، شرح مناوی، جمع الوسائل جلد۱ صفحہ۸۴)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے وہ دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد۸ صفحہ۳۹۲)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ تیل کی کثرت خلاف سنت نہیں ہے البتہ کثرت سے بالوں کو سنوارنا۔ ہر وقت سر جھاڑے مزین رہنا ممنوع ہے۔ سر میں تیل کا استعمال خصوصاً علمی مشغلہ والوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس سے دماغ میں خشکی پیدا نہیں ہوتی۔ اور دماغ تر اور قوی رہتا ہے۔ اہل علم و فکر حضرات کے لئے تیل کا استعمال

بہت اہم ہے۔

تیل لگانے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب آپ تیل لگاتے تو اسے بائیں ہاتھ میں رکھتے دونوں بھوؤں پر لگاتے پھر دونوں آنکھوں پر پھر سر پر لگاتے۔ (شیرازی کنز جلد ۷ صفحہ ۴۷)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ جب آپ تیل وغیرہ لیتے تو اسے ہاتھ میں رکھتے پھر داڑھی (سر وغیرہ) میں لگاتے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۵)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو کوئی تم میں تیل لگائے تو بھنوؤں سے شروع کرے اس سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔ (فیض القدیر صفحہ ۲۵۲، کنز جلد ۶ صفحہ ۲۷۰، ابن سنی صفحہ ۱۷۵)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تیل کی ابتداء شروع سر (پیشانی کی جانب) سے کرتے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

بغیر بسم اللہ پڑھے تیل لگانا

نافع قریشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو تیل لگائے بسم اللہ نہ پڑھے تو ستر شیاطین اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ (جامع صغیر صفحہ ۵۱۰، ابن سنی صفحہ ۱۷۴)

سر میں کنگھی کرنا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اور حالت حیض میں ہوتی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۸، شمائل صفحہ ۴)

فائدہ: بالوں میں کنگھی کرنا مستحب ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کی ترغیب فرمائی ہے۔ اور خود بھی اپنے مبارک بالوں میں کنگھا کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ حائضہ کو حالت حیض میں بھی مرد کی خدمت کرنی جائز ہے۔ (خصائل صفحہ ۳۶)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کی شان اور خوبی ہی نہیں بلکہ حق زوجیت ہے کہ اس کی خدمت کرے۔ اس کے لئے بستر بچھا دے پانی وضو اور غسل کا لا کر رکھ دے عطر لگا دے ضرورت اور استعمالی سامان لا کر اسے دے اسی طرح دسترخوان بچھا کر کھانا پانی اس کے سامنے پیش کرے۔ یہ عورتوں کے لئے جنت کے اعمال ہیں۔

بیدار ہونے کے بعد وضو اور کنگھی کرنا

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے سوتے وقت مسواک، وضو کا پانی اور

کنگھی رکھ دی جاتی پھر جب اللہ پاک آپ ﷺ کو بیدار فرماتا۔ آپ ﷺ بیدار ہوتے۔ مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور کنگھی فرماتے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۸۴)

فائدہ: چونکہ سونے کے وقت بال بکھر جاتے ہیں۔ اس لئے کنگھی فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوکر اٹھنے کے بعد صبح کو کنگھی کرلے تاکہ بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ نہ رہیں۔ امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ وضو کے بعد بال سنوارنا بہتر ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

سونے سے قبل کنگھی کرنا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں آرام فرماتے تو مسواک، وضو اور کنگھی فرماتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۴۵)

فائدہ: سوتے وقت مسواک کرنے کی متعدد روایتیں ہیں۔ اس وقت دانتوں کی صفائی معدہ، منہ اور دماغ کے لئے بہت مفید ہے۔ گندے بخارات دماغ کی جانب نہیں لوٹتے۔ اسی طرح کنگھی کرنے سے بھی بالوں کی پراگندگی دور ہوتی ہے۔ کہ بسا اوقات پراگندہ اور بکھرے بالوں کی وجہ سے الجھن اور کلفت محسوس ہوتی ہے۔

بالوں کے سنوارنے کی تاکید

محمد بن منکدر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر بال تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کا اکرام کرو۔ چنانچہ وہ ہر دن کنگھی کرتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۴)

ایک روایت میں ہے کہ (ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ ﷺ کے فرمانے سے) دن میں دو مرتبہ کنگھی کرتے۔ خیال رہے کہ بال سنوارنے اور پراگندگی دور کرنے کے لئے کنگھی کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ناغہ کرکے کنگھی کرنا

عبداللہ بن مغفل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ناغہ کرکے۔ (شمائل، مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲)

حمید بن عبدالرحمٰن رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی ایک صحابی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ گاہے گاہے کنگھی کرتے تھے۔ (شمائل صفحہ ۴)

ہر دن کنگھی کی جو ممانعت ہے وہ فیشن اور تزئین کے طور پر کی جانے والی ہے۔ ضرورت پر کی جانے والی نہیں۔ آپ کا ارشاد ہے "البذاذۃ من الایمان" سادگی ایمان کی علامت ہے۔ ہاں کنگھی کی ضرورت بالوں کے پراگندہ اور بکھر جانے کی وجہ سے ہو تو پھر ممانعت نہیں۔ یا پھر ممانعت اس کنگھی سے ہے جو تیل وغیرہ لگا کر

سنوارنے سے ہو کہ ہر دن تیل لگا کر کنگھی کی ضرورت نہیں۔ جن اوقات میں عموماً ٹوپی وغیرہ کے کھلنے سے بال بکھر جاتے ہیں۔ اس کے بعد کنگھی کرنا ممنوع نہیں ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ آپ سوتے وقت بیدار ہونے کے وقت وضو کے بعد کنگھی فرماتے ایک روایت میں ہے کہ آپ کثرت سے تیل لگاتے اور داڑھی سنوارتے۔ معلوم ہوا کہ زینت اور فیشن کے طور پر ممنوع ہے۔

ضرورت پر ممنوع نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے قاضی عیاض رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ کا قول اس حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے کہ تزئین میں پڑنے اور اسی میں منہمک رہنے کی صورت میں ممانعت ہے۔

(جمع الوسائل صفحہ ۸۷)

تزئین کے لئے تیل و کنگھی کی کثرت سے ممانعت

حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں ایک شخص تھے جو گورنر تھے۔ جو کبھی ننگے پیر چل لیا کرتے تھے اور تیل کبھی کبھی لگایا کرتے تھے۔ ان سے (اس کا سبب) پوچھا گیا تو کہا کہ نبی پاک ﷺ نے زینت اور بن سنور کر رہنے کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔ زینت میں ہر دن تیل لگانا (بھی) ہے۔ (شعب الایمان جلد ۵)

فَائِدَہ: زینت اور تنعّم کے طور پر تو ممنوع ہے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے یا تیل کی کثرت صحت وقوت دماغ کے لئے ممانعت میں داخل نہیں کہ روایات میں ہے کہ آپ سر مبارک میں بکثرت تیل لگایا کرتے تھے۔

سر میں کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ وضو اور کنگھی فرمانے میں اور جوتا پہننے میں دائیں کو اختیار کرتے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۸، شمائل)

فَائِدَہ: یعنی ہر زینت اور اچھے امور میں دایاں رخ اختیار فرماتے چنانچہ سر مبارک کے دائیں جانب پہلے کنگھی فرماتے پھر بائیں رخ میں فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کنگھی بیچ سے شروع کرتے ہیں۔ خلاف سنت ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے سر کے دائیں حصہ کو پہلے کرلے۔

تیل، کنگھی، آئینہ پاس رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا سے مروی ہے کہ پانچ چیزوں کو آپ ﷺ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ نہ سفر نہ حضر میں چھوڑتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل، مسواک۔ (بیہقی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ مسواک اور کنگھی کو اپنے سے الگ نہیں

کرتے تھے (ساتھ رکھتے تھے)۔ (طبرانی، جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۸۴)

فائدہ: ان چیزوں کے پاس میں رکھنے کے بڑے فوائد ہیں اور سنت سمجھ کر رکھنے سے ثواب بھی ہے۔

اپنے پاس سفر اور حضر میں کیا رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کے لئے سفر میں ان چیزوں کا انتظام رکھتی تھی۔ تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی، اور مسواک۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

حضرت ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو سرمہ دانی، اور آئینہ ساتھ رکھتے۔ (ابوحمید سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصلی، مسواک اور کنگھی سفر میں ضرور ساتھ رکھتے۔ (طبرانی، اتحاف صفحہ ۳۹۶)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے یہ چیزیں بیان کی ہیں۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، کھجانے کی لکڑی اور مسواک۔ (شعب الایمان صفحہ ۲۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ہمیشہ مسواک اور کنگھی ساتھ رکھتے تھے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷)

فائدہ: یعنی آپ ان چیزوں کو اکثر ساتھ رکھتے تھے۔ گو یہ چیزیں معمولی ہیں۔ لیکن بسا اوقات ان کے نہ ہونے سے شدید پریشانی ہوتی ہے اور کوئی بوجھ بھی نہیں کہ ساتھ رکھنے میں کلفت ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی کیسی تھی

خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کنگھی تھی وہ ہاتھی دانت سے بنی تھی۔ اسی طرح حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کی کنگھی کے متعلق کہا کہ آپ کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

فائدہ: کنگھی مطلقاً سنت ہے۔ اگر ہاتھی دانت کی سنت سمجھ کر رکھے گا تو مزید ثواب کا باعث ہوگا۔

ناخن اور بالوں کو دفن کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ناخنوں اور بالوں کو دفن کرو۔ تاکہ جادوگر اس سے نہ کھیلیں۔ (فردوس، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال اور ناخن کو دفن کرنے کا حکم دیتے

تھے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

اور فتح الباری میں یہ اضافہ ہے کہ تا کہ جادوگر اس سے نہ کھیلیں یعنی تکلیف نہ پہنچا سکیں۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناخن، بال اور خون آدی کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔ یہ مستحب ہے اور ناپاک مقام میں ڈالنا یہ مکروہ ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

بچوں کے بال مونڈنا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور حکم فرمایا کہ ہمارا سر مونڈ دے۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۷، نسائی صفحہ ۲۹۱)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے سر میں بال بہتر نہیں۔ ان کا مونڈنا بہتر ہے۔ بچوں کے سر میں بال رکھنا اور انہیں جھاڑنا جیسا کہ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں رائج ہے درست نہیں اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔ نصاب الاحتساب میں ہے کہ بچوں کے سر پر بڑے بالوں کا رکھنا حرام ہے۔ (صفحہ ۲۹۰)

بچوں کے بالوں کو بڑا رکھنا ممنوع ہے

(حجاج کی) روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور میرا بچپنا تھا۔ ہمارے بالوں کی دو چوٹیاں تھیں۔ تو انہوں نے فرمایا، ان دونوں کو مونڈ دو یا چھوٹے کرو۔ کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۴)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ یہودی بچوں کے بال بڑے رکھتے ہیں۔ اس مشابہت سے بچو۔ بچوں کو بڑے بال کی اجازت نہیں۔ چنانچہ نصاب الاحتساب میں ہے کہ بچوں کے سر پر بڑے بال رکھنا حرام ہے۔ (صفحہ ۲۹۰)

بچوں کے سر کے بال اتنے بڑے ہوں کہ اس سے مانگ نکل سکے درست نہیں۔ بچوں کو جو نابالغ ہوں بال رکھنا مانگ نکالنا ہرگز درست نہیں اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو آپ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بال نہ منڈواتے۔ ہمارے دیار میں یہ فساق بے دین اور نصاریٰ کی عادت ہے عموماً اسکول میں پڑھنے والے بچے ایسے بال رکھتے ہیں جس سے احتراز ضروری ہے۔ ان کے والدین پر اس کا گناہ ہوگا۔

انگریزی یا ہندی بال رکھنا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع نے (جو راوی ہیں) معلوم کیا قزع کیا ہے تو انہوں نے کہا بچے کے سر کے بعض بالوں کو مونڈ دیا جائے اور بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا، راوی حدیث عبیداللہ نے

پوچھا قزع کیا ہے۔تو فرمایا کہ بچوں کے بال کسی جگہ سے مونڈ دیئے جائیں۔اور پیشانی اور سر کے دونوں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ادھر اُدھر کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔ (بخاری جلد۲صفحہ۸۷۷)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ سر کے کسی حصے سے بال تراشے جائیں اور کسی حصے سے مونڈے جائیں۔جیسا کہ آج کل سر کے دائیں اور بائیں تو استرہ استعمال کیا جاتا ہے اور پیچھے کے بالوں کو تراشا جاتا ہے۔اور آگے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بالعموم ہند میں رائج ہے جو ناجائز ہے۔حکم ہے کہ پورے بال بنادیئے جائیں خواہ قینچی یا استرہ یا مشین سے کہ ہر جانب یکساں ہو۔قزع کی مزید تشریح کرتے ہوئے علماء نے مختلف صورتیں ذکر کی ہیں۔

1. سر کے چاروں طرف بال بنوانا اور وسط کا چھوڑ دینا۔
2. بابری بال بنوانا۔سر کے ہر سہ جانب بالوں کو چھوڑ دینا اور وسط سے پیشانی کی طرف نالی سا کھول دینا۔
3. پیشانی کے اردگرد بال بنوانا باقی چھوڑ دینا۔ (تنویر الشعور صفحہ۱۲۱)
4. پیشانی کے طرف بالوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (نصاب الاحتساب صفحہ۳۹۲)

بڑے بالوں کا رکھنا ممنوع ہے

وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا کہ میرے بال لمبے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ۲۶۷)

سہل بن حنظلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا ہے خریم کیا ہی اچھا آدمی ہے کاش اس کے بال لمبے اور اس کے ازار نہ لٹکتے۔خریم کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے بالوں کو کاٹ کر کان کے اوپر، اور ازار کو نصف ساق کر لیا۔ (ابوداؤد صفحہ۵۶۵، آداب بیہقی صفحہ۳۸۶)

فَائِدَہ: مردوں کا کندھوں سے نیچے بال رکھنا ممنوع ہے کندھے سے نیچے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال نہ ہوتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ جمعہ کے دن محافظ دستوں کو بھیجا کرتے تھے۔تا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے رہیں۔اور جن کے بال لمبے ہوں ان کو کاٹ دیں۔ (ابن ابی شیبہ جلد۸صفحہ۲۶۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہپی اور البرٹ بال درست نہیں فساق فجار اور ملحدین یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔

گدی کے بالوں کا مونڈنا

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ بلا پچھنے (گدی) کے بال مونڈنا مجوسیت ہے۔

(کنز العمال جلد۲صفحہ۳۷۶)

طبرانی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حجامت کے علاوہ آپ ﷺ نے گدی کے بال مونڈنے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ ۱۷۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ گدی کے بالوں کا مونڈنا مکروہ ہے البتہ پچھنا لگانے کی صورت میں ضرورتاً اس کی اجازت ہے۔

مصنوعی بال لگانا حرام ہے

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے کہا آج ہماری لڑکی کی شادی ہے۔ اس کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے جھڑ گئے ہیں۔ کیا دوسرے بال اس میں جوڑ دوں (یعنی دوسری عورت کے بالوں سے کام چلا لوں تاکہ بالوں کے جھڑنے کی بدصورتی ختم ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی لعنت ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر۔ (نسائی صفحہ ۲۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بال جوڑنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (صفحہ ۲۹۲)

فَائِدَہ: بعض عورتوں کے سر کے بال کم لانبے یا کم ہوتے ہیں۔ حسن اور خوشنمائی کی وجہ سے دوسری عورتوں کے بال جوڑ کر لگاتی ہیں۔ یہ حرام ہے۔ آج کل بازار میں ایسے بال ملتے ہیں اس کا لگانا اور لگوانا حرام ہے۔ اگر سر کے بال بیماری سے جھڑ گئے ہوں یا چھوٹے ہوں۔ جس سے سر کا حسن جاتا رہا تب بھی دوسرے کے بالوں کو لگانا حرام ہے۔ اور ایسی عورت پر خدا اور رسول کی لعنت ہے اسی طرح عورتوں کو خود اپنے بال جو کنگھی اور جھاڑنے کے درمیان گر جائیں ان کو دوبارہ اپنے سر میں جوڑ کر لگانا حرام ہے۔ (شامی جلد۵ صفحہ ۳۴۸)

البتہ ایسی تراکیب و دوا جس سے بال زیادہ بڑے ہوتے ہوں درست ہے۔

بیوہ یا بوڑھی عورت کے سر کے بالوں کا حکم

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں اپنے سر کے بالوں کو کاٹتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ گردن کے قریب ہو جاتیں تھیں۔ (مسلم جلد۱ صفحہ ۱۴۸، مسند ابی عوانہ جلد۱ صفحہ ۲۹۲، کنز العمال جلد۶ صفحہ ۳۹۷)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ ازواج مطہرات کا بالوں کو کاٹنا نبی ﷺ کی وفات کے بعد تھا۔ اس وجہ سے تھا کہ بالوں کا طول عورتوں میں حسن کا سبب ہے وہ نہ رہے۔ یہ کاٹنا زینت اور خوشنمائی کے طور پر نہ تھا۔ چنانچہ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کاٹنے کا سبب لکھتے ہیں۔ یہ ترک زینت اور خوشنما نہ لگنے اور بالوں کے طول کی ضرورت نہ سمجھنے کی بنیاد پر تھا۔ چونکہ آپ کی وفات ہو چکی تھی۔ زینت کی ضرورت باقی نہ تھی۔

(جلد۱ صفحہ ۱۴۸، حاشیہ مسند ابی عوانہ صفحہ ۲۹۵، فتح الملہم جلد۱ صفحہ ۳۷۲)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت بوڑھی ضعیفہ بیوہ ہو تو زینت اور خوشنمائی کم کرنے کی وجہ سے کچھ بال تراش لے تو اس کی اجازت ہوسکتی ہے جیسا کہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ مگر شادی شدہ عورتوں کو یا نوجوان عورتوں کو فیشن یا زینت کے طور پر جیسا کہ مغربی طرز کے بالوں میں کاٹا جاتا ہے بالکل اجازت نہیں ہوسکتی کہ ممنوع اور حرام کا ارتکاب ہوگا۔

خیال رہے کہ بال بڑھنے کی نیت سے بھی کاٹنا درست نہیں۔ دراصل عورتوں کو بال کاٹنے کی بالکل اجازت نہیں مطلقاً ممنوع ہے۔ یہ حدیث پاک اس اطلاق میں مخصص ہے لہٰذا اسی دائرہ تک محدود رہے گی کہ ضعیفہ بیوہ کو کچھ کاٹنے کی اجازت ہوسکتی ہے اس کے علاوہ کسی کو مطلقاً اجازت نہ ہوگی نیز یہ کہ معمولی اجازت دیگر مفاسد کا سبب بن سکتی ہے۔

مردوں کو بھی اگر داڑھی کے بال تھوڑے نکلے ہوں زیادہ نکلنے کی نیت سے استرہ لگانا جائز نہیں۔

(کذا فی فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۹)

اسی طرح عورتوں کو بھی بڑھنے کی نیت سے یا برابر کرنے کی نیت سے کاٹنا بالکل درست نہیں۔

عورتوں کو سر کے بال کاٹنے اور تراشنے کی ممانعت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنے سر کے بال منڈوائے۔ (مشکوٰۃ، بزار، مجمع جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

فَائِدَۃ: عورتوں کے سر کے بال کم کرنا۔ کٹانا، تراشنا، بالکل جائز نہیں البتہ سر میں زخم ہو یا شدید درد ہو اور بالوں کے دور کرنے سے اس میں خفت ہوسکتی ہو تو ایسی صورت میں منڈانا درست ہے۔ باقی مرض کے علاوہ کسی بھی صورت میں بالوں کا تراشنا درست نہ ہوگا۔ پیچھے کے بال برابر کرنے کے لئے بھی کاٹنا درست نہیں۔ عورتوں کے لئے بال خلقی زینت ہیں۔ اس میں کمی بیشی کرنا تغیر لخلق اللہ اور قطع زینت ہے۔ جس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تکملہ بحرالرائق میں ہے۔

آسمانوں پر ملائکہ کی تسبیح ہے۔ "سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ" پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۳۱)

نصاب الاحتساب میں علامہ سنامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔ عورتوں کو بال کاٹنا یا چھوٹے کرنا اور تراشنا جائز نہیں۔ (صفحہ ۱۴۳)

چنانچہ حدیث پاک میں بھی اس کی صراحۃً ممانعت منقول ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورتوں کو جمہ (مونڈھے تک) رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۲)

فَائِدَہ: حدیث پاک سے صراحۃً کندھے تک بال رکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

شوہر جس کی اطاعت بیوی پر واجب ہے۔ اگر شوہر بھی بال کاٹنے کا حکم دے یعنی تزئین کے لئے تو بھی اس کی فرمائش پر عمل کرنا درست نہیں۔ کہ خدا اور رسول کی نافرمانی میں شوہر کی بات یا اس کا حکم قابل اتباع نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو مغربی فیشن سے متاثر ہو کر پیچھے کے بالوں کو کاٹتی اور تراشتی ہیں۔ حرام اور ناجائز ہے مردوں کی مشابہت کی وجہ سے از روئے حدیث لعنت کا باعث ہے۔

پیچھے کے بالوں کو برابر کرنے کے لئے بھی یا بڑا ہونے کی نیت سے بھی کاٹنا درست نہیں ہے۔ البتہ چھوٹی بچی کے بال مونڈنا درست ہے۔ (تنویر الشعور مؤلفہ مفتی سعد اللہ صاحب صفحہ ۱۴)

بال مبارک سے تبرک، اور امراض ونظر میں شفا حاصل کرنا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا حجام آپ کا سر مبارک مونڈ رہا ہے۔ (حجۃ الوداع کے موقع پر) اور حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہ رہے تھے مگر یہ کہ آپ کے سر مبارک سے جو بال گریں وہ کسی نہ کسی ہاتھ میں پڑیں (یعنی گریں نہیں اور وہ ان کو تبرکاً رکھ لیں)۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

فَائِدَہ: علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث پاک سے بال مبارک سے برکت حاصل کرنے اور اس کے اکرام واحترام کا علم ہوتا ہے۔ اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

حضرت عثمان بن موہب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے پانی کا پیالہ لے کر حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بھیج دیا وہ چاندی کی نلکی لے کر آئیں جس میں آپ ﷺ کے بال مبارک تھے۔ جب کوئی بیمار ہو جاتا یا اسے نظر لگ جاتی تو لوگ پانی لے جاتے وہ پانی ڈال کر ہلا دیتیں وہ پلا دیا جاتا۔ میں نے اس نلکی میں غور کیا تو وہ بال لال تھے (خضاب یا عطر لگانے کی وجہ سے)۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۰)

ابو عقیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کو مہندی سے خضاب زدہ دیکھا اور کہا کہ ہم لوگ پانی میں ڈال کر ہلا دیتے تھے اور اس پانی کو پی لیتے تھے۔ (خواہ تبرکاً یا امراض وغیرہ کے دفاع کے لئے)۔ (مطالب عالیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

عثمان بن عبد اللہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس چاندی کی ایک نلکی تھی جس میں نبی پاک ﷺ کے بال مبارک تھے جب کوئی بخار زدہ ہو جاتا تو ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بھیج

دیا جاتا وہ اس بال کو (پانی میں ڈال کر) ہلا دیتیں پھر وہ پانی اس کے چہرے پر ڈال دیا جاتا۔

(دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

فائدہ: ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو چاندی کی ایک نلکی میں رکھا تھا۔ کوئی بیمار ہوتا یا کسی کو نظر لگ جاتی تو اس کے دفاع کے لئے بال مبارک کا پانی بہت مجرب تھا۔ چنانچہ ایسے شخص کے لئے نلکی میں پانی ڈال کر ہلا دیا جاتا اور وہ پانی مریض کو خواہ پلا دیا جاتا یا اس کا چھینٹا مارا جاتا تو وہ شفایاب ہو جاتا۔ یہ بال مبارک کی برکت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ لوگ اس بال مبارک کے پانی سے برکت حاصل کرتے اور مریض شفایاب ہوتے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۹)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کسی برتن میں پانی بھیج دیا جاتا، وہ بال مبارک اس پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور نکال لیتیں اور لوگوں کے پاس بھجوا دیتیں۔ چنانچہ اس پانی سے سینکڑوں مریض شفایاب ہوئے۔ سینکڑوں نظر زدہ بچوں کی نظر دور ہوئی۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ بال مبارک سے برکت حاصل کرنا، اور شفاء امراض و نظر میں اس سے نفع حاصل کرنا جائز اور درست ہے بلکہ برکت و سعادت کی بات ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فتح الباری میں لکھا ہے کہ مریض حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیئے جاتے وہ موئے مبارک سے مغسول پانی مریضوں کو پلا دیتیں یا اس سے غسل دیا جاتا جس سے وہ شفایاب ہو جاتے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۳)

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک موئے مبارک کی بڑی اہمیت اور وقعت تھی۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ" کے تحت امام تابعین ابن سرین رحمہ اللہ تعالیٰ کی موئے مبارک سے محبت کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا کہ ہمارے پاس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے۔ جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے اہل و عیال سے حاصل ہوا ہے۔ تو انہوں نے کہا موئے مبارک کا ہونا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۹)

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی موئے مبارک جوان کو حاصل ہوا تھا برکت کے لئے ٹوپی میں رکھا تھا۔ اور اسی کی برکت سے وہ جنگوں میں کامیاب ہوتے تھے۔

کسی جنگ کے موقع پر وہ ٹوپی گر گئی تو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ٹوپی کے حاصل کرنے میں کہ بے حرمتی نہ ہو۔ اور اپنے پاس سے برکت نہ جائے جنگ کر کے حاصل کیا۔

لوگوں نے سمجھا کہ ٹوپی کی وجہ سے پریشان ہیں تو حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا۔ مرا حملہ ٹوپی کے واسطے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ کے موئے مبارک کے واسطے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی برکت مجھ سے چھن جائے اور مشرکین کے ہاتھوں اس کی بے حرمتی ہو۔ (شفاء جلد ا صفحہ ۹۸)

موئے مبارک کی برکت سے فتوحات جنگ

چنانچہ خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عمرہ کیا اور سر منڈوایا لوگ آپ کے بال کی جانب دوڑ پڑے۔ میں نے پیشانی کے بال کو حاصل کیا اور اسے اپنی ٹوپی میں سی لیا۔ کسی بھی جنگ میں حاضر نہ ہوا مگر یہ کہ بال مبارک کی برکت سے فتح یاب ہو کر لوٹا۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۸)

ہند میں بال مبارک

ہند وغیرہ کے بعض علاقوں میں بال مبارک کے پائے جانے کی خبر ہے۔ لوگ ان کی حسب موقع زیارت کراتے ہیں اور لوگ عقیدتاً و برکۃً ان کی زیارت بھی کرتے ہیں ان میں بیشتر وہ ہیں جن کی کوئی معتبر سند نہیں۔ محض مسموعات کے قبیلہ سے ہیں۔ تاہم قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر (جائے ولادت مسند الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز میں شاہ ولی اللہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے خاندان کے پاس جو بال مبارک ہے وہ سنداً معتبر ہے۔ جس کی سند مسلسلات میں صفحہ ۵۹ پر مذکور ہے۔

موئے مبارک کی برکت کا ایک واقعہ

ابو حفص سمر قندی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا۔ اس کا انتقال ہوا اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا۔ لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور ﷺ کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہر گز نہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کا موئے مبارک نہیں کاٹا جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ سارا مال میرے حصہ میں لگا دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا۔ اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا، ان کی زیارت کرتا۔ اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا۔ اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔

نزہۃ المجالس میں بھی یہ واقعہ مختصراً نقل کیا ہے۔ لیکن اتنا اس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا بعد میں فقیر ہو گیا تو اس نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور حضور ﷺ سے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے خواب میں فرمایا ''او محروم تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا۔ اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے مجھے درود بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید بنا دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو آ کر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

(فضائل درود شریف صفحہ ۱۰۰، القول البدیع صفحہ ۱۲۳)

چند فقہی مسائل

مسئلہ: کنپٹی کے نیچے داڑھی کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں استرہ لگانا، اور کاٹنا درست نہیں۔

(تنویر، داڑھی اور انبیاء)

مسئلہ: خشخشی داڑھی جو بمشکل ایک آدھا انچ لمبی ہوتی ہے۔ جائز نہیں۔ (مالا بدمنہ، درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

مالا بد میں ہے ایک مشت سے کم داڑھی کا کاٹنا حرام ہے۔ (صفحہ ۱۳۰)

مسئلہ: داڑھی میں گرہ لگانا۔ داڑھی کے بالوں کو اندر گھسانا درست نہیں۔ (جیسا کہ سکھ کرتے ہیں)۔

(داڑھی اور انبیاء صفحہ ۷۰)

مسئلہ: داڑھی کے اس حصہ میں جہاں بال نہیں بھی آئے ہوں استرہ پھیرنا درست نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)

مسئلہ: داڑھی کے جو بال رخسار کی طرف بڑھ جاتے ہیں۔ ان کو برابر کر دینے میں خط بنوانے میں (مونڈ دینے پر) کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۶۸)

مسئلہ: داڑھی کے بال جو ہاتھ لگانے سے یا کنگھا کرنے سے گر جائیں تو ان کو توڑ دیا جائے۔ (تنویر الشعور)

مسئلہ: رخسار۔ گال کے ابھرے ہوئے حصہ کے بال لینا جائز ہے۔ گو بہتر نہیں۔ (فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۳۸۰)

مسئلہ: بے ریش بچہ کے دائیں بائیں کنارہ کی جانب جو بال ہوتے ہیں ان کا دور کرنا اور مونڈنا درست ہے۔

(تنویر صفحہ ۲۱)

مسئلہ: اگر سر منڈوائے تو پورا سر منڈوائے۔ اور اگر کتروائے تو پورے سر کے بال مساوی برابر کٹائے کمی بیشی جائز نہیں۔

مسئلہ: پورے سر کو مشین سے برابر کاٹنا بھی درست ہے۔

مسئلہ: ناک کے بال کاٹنا اور اکھاڑنا دونوں جائز ہے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۲۵)

مسئلہ: بھوؤں کے بال درست کرنا۔ اور زیادہ بڑھ جائے تو کاٹ دینا درست ہے۔ (خزانہ تنویر الشعور صفحہ ۲۶)

آنکھ سے دیکھنے میں پریشانی ہو تو بھوؤں کے بالوں کو تراشنا جائز ہے۔ (تنویر صفحہ ۲۶)

مسئلہ: سینہ، پیٹ، پیٹھ ہاتھوں اور پیروں کے بال مونڈنا خلاف ادب ہے۔ (تنویر صفحہ ۲۷)

مسئلہ: حلق کے بال مونڈنا بہتر نہیں۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۷)

مسئلہ: سر کے بالوں میں تیل کنگھا نہ کرنا، جس سے جٹے پڑ جائیں جیسا کہ ہنود کے سادھو کرتے ہیں جائز نہیں۔ (نصاب الاحتساب صفحہ ۱۴۷)

مسئلہ: کان کے بال کاٹنا، تراشنا سب درست ہے۔ (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں صفحہ ۱۰۰)

مسئلہ: سینہ اور پنڈلی کے بال صاف کرنا درست ہے۔ (۱۰۰)

عورت کو اپنے گرے ہوئے بالوں کو چوٹی میں لگا کر باندھنا درست نہیں۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

مسئلہ: عورتوں کا بال کاٹنا اور تراشنا ناجائز ہے۔ (نصاب الاحتساب صفحہ ۱۴۳)

مسئلہ: چھوٹی بچی کا سر مونڈنا۔ اور بال کاٹنا درست ہے۔ (تنویر صفحہ ۱۴)

مسئلہ: مردوں کو اتنی مقدار بال کہ چوٹی بندھ جائے درست نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو چوٹی باندھنا درست نہیں۔ البتہ اگر مختلف حصے کر کے الگ الگ کر دیئے جائیں تو درست ہے۔ (داڑھی الخ صفحہ ۹۵)

مسئلہ: عورتوں کو اگر داڑھی کے بال خواہ ایک دو ہی نکل جائیں تو اس کا کاٹنا مستحب ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

مردوں اور عورتوں دونوں کو مانگ بیچ سے نکالنا سنت ہے۔ آپ ﷺ ناک کی سیدھ سے مانگ نکالا کرتے تھے۔

مسئلہ: ٹیڑھی مانگ خلاف سنت ہے دائیں بائیں جانب سے مانگ نکالنا اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔ (ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں صفحہ ۹۴)

مسئلہ: چھوٹے بچوں کو اتنی مقدار بال رکھنا کہ مانگ نکال کر جھاڑنے کی ضرورت پڑ جائے درست نہیں۔ (نصاب صفحہ ۳۹۰)

مسئلہ: اسکولی بچے جو بال رکھتے ہیں یہ انگریزی بال ہیں۔ ان کا رکھنا جائز نہیں۔ اس کا گناہ والدین کو ہوگا۔ (نصاب صفحہ ۳۹۰)

مسئلہ: گردن سے نیچے بالوں کا رکھنا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ جیسا کہ بعض درویش رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بال کندھے سے باہر نہیں ہوئے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

مسئلہ: حجام اور نائی کو داڑھی کا مونڈنا جائز نہیں۔ کہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے۔

مسئلہ: سر کے سفید بال نور اور باعث وقار ہیں ان کا چننا، توڑنا مکروہ ہے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۴۳)

البتہ ایک آدھ بال دور کر دیئے جائیں تو گنجائش ہے۔ (بزازیہ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ: بالوں میں گوند وغیرہ لگا کر چپکانا کہ بال نہ بکھریں درست ہے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۱۸)

مسئلہ: بالوں کو چھوڑے رکھنا تیل وغیرہ نہ لگانا۔ مکروہ خلاف سنت ہے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۱۸)

مسئلہ: عورتوں کے بال چوٹی کی شکل میں گندھے ہوئے ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں صرف جڑ میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۱۵۴)

بالوں کے متعلق سنن وآداب کا بیان

بالوں کا رکھنا۔

بالوں کا کان کی لو یا کندھے تک رکھنا۔

بالوں کا کندھے تک آنے کے بعد چھوٹے کرالینا۔

ضرورت کی وجہ سے بالوں کا گوند سے چپکانا۔

مانگ نکالنا۔

ناک کی سیدھ سے مانگ نکالنا، یعنی سیدھی نکالنا۔

قینچی سے پورے سر کو ہر جگہ سے برابر تراشنا۔

بالوں میں تیل لگانا۔

کنگھا کرنا۔

سونے سے قبل اور بعد میں پراگندہ بالوں کو سنوارنا۔

کنگھی پاس رکھنا۔

آئینہ دیکھ کر بالوں کو سنوارنا۔

دائیں جانب سے دائیں ہاتھ سے کنگھی کرنا۔

گرے اور جھڑے بالوں کا دفن کرنا۔

بالوں کے متعلق خلاف سنت امور کا بیان

بالوں کو کسی مقام سے چھوٹا اور کسی مقام سے بڑا رکھنا۔

بالوں کو کندھے سے آگے بڑھنے دینا۔

کنگھی اور تیل نہ کرنا۔

بالوں کا خشک اور پراگندہ رکھنا۔

مرد یا عورت کا ٹیڑھی مانگ نکالنا۔

بچوں کے سر پر بال رکھنا۔

داڑھی کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ کی داڑھی گھنی تھی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے بال گھنے تھے۔

(مسلم جلد۲ صفحہ ۲۵۹، نسائی جلد۲ صفحہ ۲۱۹، دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک بڑی تھی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔

(ترمذی فی المناقب، دلائل النبوۃ صفحہ ۲۱۶)

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی داڑھی گھنی تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی تو اس قدر گھنی تھی کہ سینہ کے دونوں طرف کو گھیرے ہوئے تھی۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گھنی نہیں تھی۔

(شرح احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۴۳۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کالی تھی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کالی تھی۔

(دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۱۷)

فائدہ: یعنی مبارک بال سیاہ تھے۔ کیلے یا بھورے رنگ کے نہیں تھے۔ البتہ آخیر عمر مبارک میں چند بال سفید ہوگئے تھے۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۲۵)

الروض النظیف میں ہے۔ "ذُولِحيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ كما يزين عيون الغادرة الحور" گنجان داڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دے دی۔ جیسا نازک اندام عورتوں کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے۔

داڑھی میں کنگھی کرنا مسنون ہے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بہت کثرت سے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱)

حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرسلاً مروی ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک کنگھی سے سنوارتے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تیل لگاتے پھر کنگھی فرماتے تھے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

آپ ﷺ کی کنگھی کیسی تھی

ابن جریر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے پاس ہاتھی کے دانت کی کنگھی تھی جس سے داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ (ابن سعد، سیرۃ الشامی، جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

آئینہ دیکھ کر داڑھی سنوارنا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ آئینہ دیکھ کر داڑھی درست فرماتے۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۴، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷)

طبرانی میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت ہے کہ جب داڑھی میں کنگھی فرماتے تو آئینہ دیکھتے۔

(جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۸۴)

کنگھی ہمیشہ پاس رکھنی سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ مسواک اور کنگھی پاس رکھا کرتے تھے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷، مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۴)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ تیل اور کنگھی ہمیشہ رکھا کرتے تھے حتیٰ کہ سونے کے وقت بھی کنگھی رکھ دی جاتی تھی۔ سفر میں بھی آپ کنگھی رکھتے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۶۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جیب میں کنگھی رکھنا سنت ہے۔

کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو ہر چیز میں دایاں پسند تھا۔ طہارت میں، جوتا پہننے میں، جہاں تک ہوسکتا آپ ﷺ اس کی رعایت فرماتے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضور اقدس ﷺ ہر چیز کو دائیں سے ابتداء کرنا پسند فرماتے تھے۔ اس کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم ہوتا ہے۔ جیسے، کپڑا جوتا، اور نکالنے میں بایاں مقدم۔ اور جس چیز کا وجود زینت نہیں۔ اس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہئے۔ جیسے پاخانہ جانا کہ اس میں جاتے وقت بایاں پاؤں مقدم ہونا چاہئے اور نکلنے کے وقت دایاں۔ برخلاف مسجد کے کہ اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے۔ اس لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اول داخل کرنا چاہئے۔ (خصائل صفحہ ۳۷)

داڑھی سنوارنے اور درست کرنے کا حکم

عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال منتشر اور پراگندہ تھے آپ نے ان کو سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارنے اور درست کرنے کا حکم دیا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سر اور داڑھی کے بالوں سے بے پرواہی برتتے ہیں۔ غبار آلود، پراگندہ ہوئے چھوڑے رہتے ہیں۔ سنجیدگی کے خلاف ہے۔ اعتدال تو یہ ہے کہ نہ فیشن اور سنگار میں رہے۔ اور نہ بالکل بے پرواہ جانور کی شکل بنائے کہ لب کے بال ہونٹ سے بڑھ رہے ہیں، اسے خبر ہی نہیں، ایسی حالت اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بعض فقراء اس کو زہد سمجھتے ہیں سو سن لیجئے خلاف سنت طریقہ سے زہد نہ مطلوب ہے نہ محمود ہے اور نہ باعث ثواب و نجات ہے۔

پانی لگا کر داڑھی سنوارنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک میں ہر دن پانی لگا کر سنوارا کرتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

پانی لگا کر سنوارنے اور کنگھی کرنے میں بال کم ٹوٹتے ہیں۔ اور سہولت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ایسا کیا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بکثرت سر میں تیل لگاتے۔ اور داڑھی کو پانی سے سنوارتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں پانی اور سر میں تیل لگا کر سنوارے۔

داڑھی میں خوشبو لگانا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔

(ابو یعلی، مرقات صفحہ ۴۶۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں بہترین خوشبو آپ کو لگاتی یہاں تک کہ خوشبو کا نشان آپ

کے سر اور داڑھی میں ہوتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جب آپ تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولاً ہاتھ پر رکھتے۔ پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۶۵)

یعنی بائیں ہاتھ میں رکھ کر دائیں ہاتھ سے لگاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیل یا عطر وغیرہ داڑھی پر ملنا اور لگانا درست ہے۔ مگر خوشبو کو چہرے پر ملنے سے منع کیا گیا ہے کہ چونکہ اس میں تزئین ہے۔

داڑھی کو زعفران سے زرد کرنا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ زعفران اور ورس سے داڑھی کو زرد فرماتے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۵۴۴)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں زعفران لگا سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ صرف اس کی بو کا احساس ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ آپ نے مردوں کو زعفران سے منع فرمایا ہے۔ جس سے رنگین ہونے کا احساس ہو۔ خضاب کے طور پر ہلکی زردگی درست ہے۔

داڑھی میں تیل کس طرح لگائے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب داڑھی میں تیل لگاتے تو اولاً ریش بچہ میں لگاتے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

فَائِدَۃ: ریش بچہ یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں ان میں اولاً لگاتے۔ اور جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اولاً پیشانی کے مقابل وسط سر (تالو) میں لگاتے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

غم و رنج کے وقت داڑھی پکڑنا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

فَائِدَۃ: آپ کے غمگین اور رنجیدہ ہونے کی علامت ہوتی کہ داڑھی مبارک کو دست مبارک سے پکڑ لیتے۔

ریش بچہ کا رکھنا سنت، منڈانا بدعت ہے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ کے ریش بچہ کے کچھ بال سفید تھے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ریش بچہ (ٹھوڑی) کے سفید بالوں کو شمار کر لوں (کم تھے کہ شمار کئے جا سکتے تھے)۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ قریب ۱۷، ۲۰ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۸)

یعنی نیچے کے ہونٹ کے بال یا ٹھوڑی اور نیچے کے ہونٹ کے درمیان کے بال ہیں۔

(حاشیہ، دلائل النبوۃ صفحہ ۲۳۲)

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ نیچے کے ہونٹ کے بال کا کاٹنا اور مونڈنا، خلاف سنت ہے۔ شاہ عبدالحق دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں حضرت امیر المؤمنین ریش بچہ منڈانے والے کو مردود الشہادۃ قرار دیتے تھے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۲۱)

علامہ انور شاہ کشمیری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی فیض الباری میں ہے۔ اس کا مونڈنا بدعت ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۳۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ریش بچہ کو مونڈ دیتے ہیں وہ خلاف شرع کرتے ہیں۔ یہ داڑھی میں داخل ہے اس کا مونڈنا داڑھی کے ایک جز کا مونڈنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے۔

داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس نے داڑھی چھوڑ رکھی تھی کہ اچھی لمبی ہوگئی آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مٹھی سے جو نیچے ہو اسے کاٹ دے۔ اس نے کاٹ دیا آپ نے فرمایا۔ اس طرح کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندے کی طرح ہو جاؤ۔ (عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

یعنی جس طرح درندے بال کاٹتے اور تراشتے نہیں اسی طرح تم نے یہ شکل کیوں اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کی لمبائی مذموم ہے۔ اور ایک مشت سے زیادہ کاٹا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کاٹنا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہرگز نہ کٹواتے۔ لہٰذا جو لوگ ایک مشت سے زائد کو کاٹنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اعفاء کے خلاف ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ خود حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی ایک مشت سے زائد کاٹنا صحاح سے ثابت ہے۔

داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ داڑھی مبارک کو طول وعرض سے کم کیا کرتے تھے۔

(ترمذی صفحہ ۱۰۰، مشکوۃ صفحہ ۳۸۱، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

داڑھی کے بال جب زیادہ لمبے اور بڑھ جاتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے طول اور عرض سے کم کر دیتے تھے اگر کم کرنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔

اس کی حد کہ جس مقدار سے زائد کاٹا جائے ایک مشت ہے جو حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور ابو ہریرہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر مشت کی حد نہیں ہوتی تو حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اسے اختیار نہ کرتے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ایک مشت سے جو بڑا ہوتا اسے کاٹ دیتے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کا متبع وشیدائے سنت ہونا مشہور اور معلوم ہے اسی سے احناف رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک مشت کو معیار مانا ہے۔ اور اس سے کم کونا جائز قرار دیا ہے۔

لمبی داڑھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ و تابعین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا طرز عمل

لمبی داڑھی کا چھوٹا کرنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وحضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ و تابعین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا حج وعمرہ کے موقع پر سر کا حلق کراتے تو داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے اور جو مقدار زائد ہوتی اسے کاٹنے کا حکم دیتے۔ داڑھی کو ہر طرف سے برابر کرتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ داڑھی کو پکڑ لیتے پھر جو مقدار مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔
(بیہقی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے "اعفاء لحیہ" کی بھی روایت ہے اگر ایک مشت سے زائد کاٹنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو ہرگز ان سے یہ عمل نہ ہوتا۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ایک مشت سے زیادہ ہونے پر کاٹنا یہ علامت ہے کہ ایک مشت سے کم پر کاٹنا درست نہیں۔ اور انہوں نے یہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سمجھا ہوگا چونکہ ان حضرات کا کوئی فعل وعمل نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سنت کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ حج وعمرہ کے موقع پر داڑھی کم کیا کرتے تھے۔
(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مٹھی سے زائد لمبی داڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہرے کی جانب داڑھی کو کچھ کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت قاسم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جب سر کا حلق کراتے تو داڑھی اور لبوں کو درست کراتے۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ہر جانب سے داڑھی کو کاٹ کر برابر کیا کرتے تھے۔
(شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۰)

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ لمبائی اور چوڑائی سے داڑھی کو کاٹا کرتے تھے تاکہ زیادہ لمبی نہ ہو جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت سالم بن عبداللہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ احرام سے قبل داڑھی اور لب درست فرماتے تھے۔ (موطا امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ) حضرت عطا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے داڑھی کا کم کرنا منقول ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اور ابن سیرین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے مروی ہے کہ داڑھی کو لمبائی سے کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جلد ۸ صفحہ ۲۷۶)

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی ایک تنبیہ

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے ایک شخص کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے کھینچنے لگے اور حکم دیا کہ مشت سے جو زائد ہوا سے کاٹ دو۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

فَائِدَۃ: قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے نقل کیا ہے کہ اگر داڑھی بڑی لمبی ہو جائے تو طول اور عرض سے کم کر دینا مستحسن ہے۔ اگر اس مقدار میں بڑی ہو جائے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ داڑھی اگر قبضہ سے زائد ہو جائے تو اس کا کاٹنا کم کرنا اعفا (جس کا آپ نے حکم دیا ہے) کے خلاف نہیں۔

آپ نے اس طرح کم کرنے اور کاٹنے سے منع کیا ہے جو عجمیوں کا طریقہ ہے۔ یعنی خشخشی کرنے سے داڑھی ایک مٹھی سے زائد ہو جائے یا اتنی لمبی ہو جائے کہ اس کی لمبائی لوگوں میں مشہور ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۳)

حضرت عطاء رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ طول و عرض میں جب کہ زیادہ لمبی ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

اس کے برخلاف نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی رائے یہ ہے کہ داڑھی چھوڑ دی جائے جتنی بھی بڑھے کہ کاٹنا اعفاء کے خلاف ہے۔ اسی کا جواب ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے دیا ہے کہ کم کرنا اعفاء کے خلاف نہیں۔

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ خود آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے داڑھی کا کم کرنا ثابت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کا کاٹنا اور ایک مٹھی سے کم کرنا دلیل ہے کہ ضرور آپ سے یہ ثابت ہے، اور سنت ہے۔ اگر خلاف سنت ہوتا تو حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا جو شیدائے سنت تھے اور ان کا اہتمام سنت اہل علم کے نزدیک مشہور ہے ہرگز مٹھی سے زائد نہ کاٹتے۔

زیادہ لمبی داڑھی کے متعلق

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ داڑھی کا زیادہ لمبی ہونا خفت اور نقصان عقل کی بات ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ "کُلَّمَا طَالَتْ لِحْیَتُهُ نَقَصَ عَقْلُهُ" داڑھی جس قدر لمبی ہوگی اسی قدر عقل کم ہوگی۔
(جلد۴ صفحہ۴۶۳)

یعنی ایک مشت سے زائد پر۔

احیاء میں ہے کہ ابوعمر بن عبد العلاء رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ جس کو تم لمبے قد اور سر والا اور بڑی داڑھی والا دیکھو تو اس پر بے وقوفی کا حکم لگاؤ۔ حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل ہے کہ آدمی بھی لمبا ہو اور اس کی داڑھی بھی لمبی ہو تو اس کی حماقت ظاہر ہے۔ (جلد۲ صفحہ۴۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کو چھوڑ دینا کہ وہ بڑی اور لمبی ہو جائے بہتر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ طول وعرض میں بڑی ہو جائے تو کاٹنا، کم کرنا مستحسن ہے۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۵۰)

شرح احیاء میں امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی داڑھی کے زائد لمبی ہونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔
(جلد۳ صفحہ۴۱۹)

داڑھی کے سفید بالوں کو چننا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید بال مت چنو یہ مسلمان کا نور ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن کا نور ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ۳۸۶)

عمرو بن شعیب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بال مت چنو یہ مسلمان کا نور ہے جس کے بال اسلام کی حالت میں سفید ہوئے ہوں خدائے پاک اس کی وجہ سے نیکی لکھے گا گناہ معاف فرمائے گا درجہ بلند کرے گا۔ (مشکوۃ صفحہ۳۸۲)

سفید بال وقار ہے

حضرت سعید بن مسیب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا سب سے پہلے جس نے داڑھی میں سفید بال دیکھا وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ ہیں۔ دیکھا تو خدائے تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ میرے وقار میں زیادتی فرما۔ (مشکوۃ صفحہ۳۸۵)

فَائِدَہ: شرح احیاء میں ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کی داڑھی کے سفید بال پر فرشتے نے کہا اللہ پاک نے آپ کو زمین وآسمان والوں پر عظمت بخش دی ہے۔ (جلد۳ صفحہ۴۲۵)

ان فضائل مذکورہ کے پیش نظر داڑھی سے سفید بالوں کا چننا مکروہ قرار دیا ہے کہ نور اسلام ضائع کرنا ہے آپ

نے اسے پسند نہیں کیا۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو چننا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۹)

خوش نمائی اور اچھا لگنے کے لئے سفید بالوں کا چننا جیسا کہ آج کل بعض لوگوں کا مزاج اور عادت ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اسے مکروہ اور ناپسندیدہ کہا ہے۔ چونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ایک آدھ بال کبھی اتفاقاً چن لئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

داڑھی کے چند مکروہات

۱. سیاہ خضاب کا استعمال۔ (البتہ غازی اور مجاہد کے لئے فقہاء کرام نے اجازت دی ہے) (شامی صفحہ ۲۹۵)
۲. بزرگ بننے اور ظاہر کرنے کی نیت سے زرد یا سرخ خضاب کرنا تاکہ لوگ نیک سمجھیں ہاں اگر اتباع سنت کے پیش ہو تو پھر قباحت نہیں۔
۳. گندھک یا اور کسی چیز سے بالوں کو سفید کرنا تاکہ معمر اور بزرگ معلوم ہو۔ پیری کی وجہ سے لوگوں میں اعزاز ہو۔
۴. شروع عمر میں جب داڑھی کے بال اگنے لگیں تو بالوں کو اکھاڑنا تاکہ جلد داڑھی والے نہ ہو جائیں۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرما دی جو داڑھی کے بال اکھاڑا کرتا تھا۔ شرح احیاء میں ہے کہ یہ کبائر منکرات میں سے ہے۔
۵. سفید بالوں کو چننا اس سے قبل سفید بالوں کی اہمیت اور افضلیت معلوم ہو چکی ہے۔ یہ زینت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ نے اس کے اضافہ کی دعا فرمائی حدیث پاک میں اسے نور فرمایا گیا ہے۔ شرح احیاء میں ہے کہ سفید بالوں کا چننا نور خداوندی سے اعراض کرنا ہے۔
۶. داڑھی کو اس طرح کترنا کہ تہ بہ تہ معلوم ہو اور عورتوں کو بھلا لگے مکروہ ہے۔
۷. ڈاڑھی کو کترنا اور کنگھی کرنا۔
۸. نمائش اور تفاخر کے طور پر اچھا معلوم ہونے کے لئے کنگھی کرنا۔
۹. زہد تقویٰ اور بزرگی ظاہر ہونے کے لئے بالوں میں کنگھی نہ کرنا بالوں کو پراگندہ چھوڑ دینا (جیسا کہ سادھو لوگ کرتے ہیں)
۱۰. داڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو فخر یا غرور کے طور پر دیکھنا۔
۱۱. داڑھی باندھنا یا گوندھنا تاکہ خوبصورت معلوم ہو۔

ان امور کو حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰ علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے شرح مسلم

جلد ۱صفحہ ۱۲۹ علامہ زبیدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ میں ذکر کیا ہے۔

داڑھی کے بالوں کا شرعی حکم

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت (حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) کی سنت ہیں۔ ① لبوں کو کتروانا ② داڑھی کا چھوڑ دینا اور بڑھنے دینا۔ (مسلم جلد ۱صفحہ ۱۲۹)

فَائِدَہ: فطرت حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت کو بھی کہتے ہیں اور دین کو بھی کہتے ہیں اسی وجہ سے بعض روایات میں فطرت کے بجائے سنت کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰صفحہ ۳۳۹)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو۔ ڈاڑھیاں بڑھاؤ (اسے بڑھنے دو کاٹو مت) (بخاری جلد ۱صفحہ ۸۵۷)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میرے رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ داڑھیاں بڑھاؤ۔

فَائِدَہ: تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے خواہ نسل ابراہیمی سے ہوں یا اس سے قبل کے، داڑھیاں رکھی ہیں کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی ہے نہ خشخشی داڑھی رکھی ہے جیسا کہ بعض اہل عرب رکھتے ہیں۔

تمام ائمہ محدثین، فقہاء مجتہدین ائمہ اربعہ اور غیر اربعہ داڑھی کو واجب قرار دیتے ہیں۔ کسی نے بھی نہ مونڈنے کی، نہ خشخشی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

داڑھی مرد کے لئے باعث زینت ہے۔ (جس طرح بالوں کی چوٹیاں عورتوں کے لئے باعث زینت ہیں)

(ہدایہ جلد ۴صفحہ ۵۷۱)

داڑھی کا بڑھنے دینا یہ فطرت ہے اور اس کا مونڈنا تخلیق خداوندی کو بگاڑنا ہے اور خدا کی پیدا کردہ صورت کو بگاڑنا درست نہیں۔ چنانچہ مردود ابلیس نے گمراہ کرنے کے متعلق کہا ہم ان کو حکم دیں گے کہ وہ خلقت خداوندی کو بگاڑا کریں۔ "وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ" (سورۃ النساء)

افسوس کہ آج لوگوں کو مردود مغربی اور مشرکانہ تہذیب کی وجہ سے خدا کے خلقی جمال و زینت سے نفرت ہوگئی ہے۔ حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی موکد سنت کو چھوڑ رہے ہیں۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے شعائر اسلام سے ہٹ کر شعائر کفر اختیار کر رہے ہیں جو بالکل درست نہیں۔

بڑے خوف و خطرہ کی بات ہے۔ ایک محبوب سنت اور شرعی حکم کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی شفاعت جو ہر مؤمن کے لئے واجب ہے اور قیامت کے دہشت ناک خوف ناک وقت میں عظیم دولت ہوگی اس سے محروم

ہونے کا سبب اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔

داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال

اہل حدیث علماء ظاہر کا مسلک: ان کے یہاں بھی داڑھی کا رکھنا فرض ہے۔ ابن حزم صاحب محلی لکھتے ہیں

''فُرِضَ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ'' (جلد۲ صفحہ ۳۲۰)

تَرجَمَہ: ''لب کترنا، داڑھی بڑھانا فرض ہے۔''

علامہ شوکانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں

''وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْيَةِ فَنَهَى الشَّارِعُ مِنْ ذَالِكَ وَاَمَرَنَا اِعْفَانَهَا''

تَرجَمَہ: ''مجوسی داڑھی کترتے تھے اسی وجہ سے آپ نے منع کیا اور اس کے چھوڑے رکھنے کا حکم دیا۔'' (جلد ا صفحہ ۱۱۶)

حنبلی مسلک۔ حنبلی مسلک میں بھی داڑھی مونڈانا اور کترنا حرام لکھا ہے۔ ان کی مشہور کتاب الاقناع میں ہے

''وَيُحْرَمُ حَلْقُهَا''

تَرجَمَہ: ''داڑھی مونڈنا حرام ہے۔''

شیخ تقی الدین حنبلی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ بھی مونڈنا حرام قرار دیتے ہیں۔ ان کا معتمد مسلک یہ ہے کہ مونڈنا حرام ہے۔ (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

شافعی مسلک: امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے کتاب الام میں مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے۔ (جواہر الفقہ جلد۲ صفحہ ۴۱۸)

داڑھی مونڈنا بالا جماع ناجائز اور حرام ہے۔ علامہ محمود رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ لکھتے ہیں

''حَلْقُ اللِّحْيَةِ مُحَرَّمًا عِنْدَ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيْ وَاَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ'' (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈنا تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور ائمہ عظام اور اولیاء کرام کے خلاف ہے۔ خدائے پاک ایسی مخالفت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

خشخشی داڑھی ناجائز ہے

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے داڑھی کے بالوں کے متعلق حکم دیا کہ اسے چھوڑے رکھو۔ خود آپ کی داڑھی مبارک اتنی گھنی تھی کہ سینے مبارک پر آجاتی تھی جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مبارک ڈاڑھی میں خلال فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت

ابوداؤد میں ہے۔آپ وضوفرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹)

ظاہر ہے کہ خشخشی داڑھی میں یہ بات نہیں ہوسکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ایک مشت سے کم نہیں ہوتی تھی۔آپ داڑھی مبارک کو ایک مشت سے زائد پر بھی کاٹ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ترمذی میں بروایت عمرو یہ حدیث گزری کہ آپ داڑھی کو طول وعرض سے کم کیا کرتے تھے۔ اسی سنت پر حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جو عاشق سنت تھے عمل پیرا تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی یہ روایت بھی گزری کہ حج وعمرہ کے موقع پر اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے جو حصہ زائد ہوتا اس کو کاٹ دیتے۔(جلد ا صفحہ ۸۷۵)

اسی طرح مختلف صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا بھی یہ عمل تھا جس میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی ہیں اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ داڑھی کے بالوں کو ایک مٹھی سے کم کرنا درست نہیں۔

امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا قول: امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اپنی مشہور کتاب کتاب الآثار میں لکھتے ہیں سنت ایک مٹھی کی مقدار ہے۔اس طرح کہ داڑھی مٹھی میں لے اور جو زائد ہو اسے کاٹ دے۔

(شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۷)

خشخشی داڑھی قوم لوط کی عادت تھی

حضرت حسن رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قوم لوط میں دس عادتیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک کئے گئے اس میں سے ایک "قَصُّ اللِّحْيَةِ" داڑھی کا کاٹنا اور تراشنا بھی تھا۔

(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۶۴۴)

خشخشی داڑھی قیامت کی علامت ہے

حضرت کعب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جو داڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھانٹے گی یعنی چھوٹی کرے گی۔(اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۲۶)

خشخشی داڑھی کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا

ابن ہمام رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں کہ داڑھی کو ایک مٹھی سے کم جیسا کہ بعض مغربی علاقے کے لوگ کرتے ہیں۔اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی ایک مشت سے کم پر داڑھی کاٹنے کو حرام قرار دیا ہے۔(صفحہ ۱۲۲)

علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی لکھا ہے کہ ایک مشت جو مقدار مسنون ہے۔ اس سے داڑھی کم نہ

کرائے۔ (نصاب الاحتساب صفحہ ۱۲۲)

اس سے معلوم ہوگیا کہ خشخشی داڑھی شرعی ڈاڑھی نہیں ہے اور جو بعض اہل عرب میں رائج ہے سو یہ شرع اور سنت سے ثابت نہیں ہے اور خلاف سنت وشریعت رواج کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا فرماتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَسَّنَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَزَانَ مِنِّيْ مَاشَانَ مِنْ غَيْرِيْ"

ترجمہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے صورت وسیرت کو بہتر بنایا اور مزین کیا جس سے دوسروں کو مزین نہیں کیا۔"

❷ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے تو یہ فرماتے

"اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ" (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

ترجمہ: "اے اللہ آپ نے مجھے اچھا پیدا کیا پس میرے اخلاق کو بھی اچھا بنادے اور میرے رزق کو وسیع بنادے۔"

❸ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا آئینہ دیکھتے وقت پڑھتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَوّٰى خَلْقِيْ فَعَدَّ لَهٗ وَكَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِيْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" (ابن سنی صفحہ ۱۶۵، مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

ترجمہ: "تعریف اس خدا کی جس نے پیدا کیا اور معتدل بنایا اور میرے چہرے کی صورت کو قابل اکرام بنایا، اور اسے خوبصورت بنایا اور بنایا مجھے مسلمانوں میں سے۔"

❹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب چہرہ مبارک آئینہ میں دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ" (ابن سنی صفحہ ۱۶۴)

ترجمہ: "تعریف اللہ کی، اے اللہ! جس طرح آپ نے عمدہ پیدا کیا میرے اخلاق کو بھی عمدہ بنا دے۔"

لب اور ناخن کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

لب کاٹنا یا تراشنا مسنون ہے

ام عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لب مبارک کو خوب مبالغہ سے کٹایا کرتے تھے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ اپنے لب مبارک کو خوب مبالغہ سے اچھی طرح کٹوا رہے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۵۵۱، مجمع جلد۵ صفحہ۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لب کو خوب مبالغہ سے کاٹ رہے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۵۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے لبوں کو خوب مبالغہ سے کاٹا کرتے تھے یہاں تک کہ کھال کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۷۴، طحاوی جلد۲ صفحہ۳۳۴)

لب کاٹنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لب مبارک کو کاٹتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کاٹتے تھے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۰۰، مسند احمد جلد۱ صفحہ۳۰۱، طبرانی جلد۱۱ صفحہ۲۷۷)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے لب تراشا یا کاٹا۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۸۵، موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ)

لب کا کاٹنا سنت ہے مونڈنا نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لب کاٹنا سنت ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۷۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ امور فطرت میں سے ہیں۔

ختنہ کرنا، زیرناف بال مونڈنا، لب کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھاڑنا۔ (بخاری جلد۲صفحہ۸۷۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ لب کو کاٹنا، ڈاڑھی کو بڑھانا فطرت (سنت) ہے۔

(ابن ابی شیبہ جلد۸صفحہ۳۸۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے پوچھا گیا کہ لب کے بارے میں سنت کیا ہے تو انہوں نے کہا کاٹنا۔ اس طرح کہ ہونٹ کے کنارے نظر آ جائیں۔ (ابن ابی شیبہ صفحہ۳۷۸)

فَائِدَۃ: یعنی لب کے کنارے کے بالوں کو اس طرح کاٹے کہ ہونٹ کے اوپر کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

احادیث میں قص اور احفاء کا مفہوم ہے۔ قص کے معنی کاٹنے کے ہیں احفاء کے معنی مبالغہ سے کاٹنے کے ہیں۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ قص کا مطلب یہ ہے کہ کاٹے بالکل جڑ سے ختم کرے۔

(فتح جلد۱۰صفحہ۳۴۷)

فطرت سے مراد انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی سنت ہے۔ (فتح الباری جلد۱۰صفحہ۳۳۹)

معلوم ہوا کہ لبوں پر استرا پھیرنا۔ مونڈنا خلاف سنت ہے۔ (مزید تحقیق آگے آ رہی ہے)۔

لب تراشنے کا ایک مسنون طریقہ

حکم بن عمر ثمالی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا لب کو ہونٹ تک تراشو۔

(طبرانی جلد۳صفحہ۲۱۹)

لبوں کے بال بڑھے ہوئے چھوڑ دینا درست نہیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے لب بڑھے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مسواک اور قینچی منگوائی اور اسے کاٹ ڈالا۔

(مسند طیالسی جلد۱صفحہ۳۶۰، بیہقی فی الشعب جلد۵صفحہ۲۲۲)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے لب بڑھے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قینچی اور مسواک لاؤ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہونٹ کے کنارے مسواک رکھ کر زائد لب کو کاٹ ڈالا۔ (فتح الباری جلد۱۰صفحہ۳۴۷)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ لب کو بڑھائے رکھنا مذموم اور قبیح فعل ہے تہاون اور سستی سے اگر کسی شخص نے بڑھنے دیا ہے تو کسی بڑے کو کاٹ دینے کا اختیار ہے کہ یہ مسنون ہے۔ بشرطیکہ کوئی فتنہ نہ ہو۔

مونچھوں کا رکھنا جائز نہیں

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ، داڑھی بڑھاؤ

مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (کہ وہ مونچھ بڑھاتے اور داڑھی کٹاتے ہیں) (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۲۲)

مونچھ کافروں کا طریق ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بت پرستوں کی مخالفت کرو (کہ وہ داڑھی مونڈتے اور مونچھ بڑھاتے ہیں) تم داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ کاٹو۔ (بخاری شریف صفحہ ۸۷۵)

مونچھ رکھنا مذہب اسلام کے خلاف ہے

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجوسی (آتش پرست) آپ کی خدمت میں آئے تو ان کی داڑھی مونڈی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا مذہب یہ ہے کہ مونچھ کاٹیں، داڑھی بڑھائیں۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے جواب دیا ہمارے رب کسریٰ نے اسی طرح کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمارے رب نے مونچھ کاٹنے اور داڑھی بڑھانے کو کہا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اہل کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مونچھیں کاٹو داڑھیاں بڑھاؤ۔ (مسند احمد مرتب جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۴)

صحاح کی بکثرت روایات ہیں جن میں مونچھ رکھنے کی ممانعت اور اس کو کاٹنے اور تراشنے کا حکم ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مونچھ رکھنا اور اس کو بڑھانا ناجائز ہے اور مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ افسوس کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت سے روکا آج بعض اسی کو عزت و وقار خیال کرتے ہیں، خدا کی پناہ۔

لب کے مختلف مسنون ومشروع طریقے

احادیث کی روشنی سے علماء محققین اور فقہائے کرام نے تین طریقے اخذ کئے ہیں۔

❶ لب کے بالوں کو قینچی وغیرہ سے اس مبالغہ سے کاٹے کہ کھال نظر آجائے احفاء کا یہی مفہوم ہے۔

❷ لب کے بالوں کو اس قدر کاٹے کہ اوپر کے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے۔

(عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۴، فتح جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۷)

❸ بالوں کو اس طرح تراشے کہ وہ بھوؤں کی مانند ہو جائیں۔ (حاشیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

لب کے دونوں کناروں کا شرعی حکم

لب کے دونوں کنارے جسے سبالتین کہا جاتا ہے۔ محققین علماء وفقہاء کرام کی دونوں رائے ہے۔
(فتح صفحہ۳۴۶)

اسے باقی رکھا جائے۔ اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے احیاء العلوم میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بعض اسلاف سبالتین کو چھوڑ دیتے تھے۔
(ردالمحتار جلد۵ صفحہ۲۸۹)

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور بیشتر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا یہی معمول تھا اس کے برخلاف بعضوں نے اس کے باقی رکھنے کو مذموم قرار دیا ہے، چنانچہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے مجوس کے متعلق ذکر کیا گیا کہ وہ سبالتین چھوڑتے ہیں اور ڈاڑھی مونڈتے ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس کی مخالفت کرو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سبالتین کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (اتحاف شرح احیاء جلد۲ صفحہ۴۰۹، بیہقی فی الشعب جلد۵ صفحہ۲۲۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ لبوں کے دونوں کنارے چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس زمانہ میں معتمد علماء کا عمل اسی پر ہے کہ لبوں کے دونوں کنارے باقی رکھتے ہیں۔
(اشعۃ اللمعات جلد۱ صفحہ۲۱۲، تنویر الشعور صفحہ۲۴)

لب کا مونڈنا افضل ہے یا تراشنا

لب کے سلسلے میں احادیث پاک میں جو الفاظ آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

١. "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ"
٢. "قَصُّ الشَّارِبِ"
٣. "جَزُّوا الشَّوَارِبَ"
٤. "اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ"
٥. "اَخْذُ الشَّارِبِ"

اکثر احادیث میں قص کا لفظ ہے۔

جز اور انہاک دونوں کے معنی مبالغہ کے ساتھ کاٹنا کم کرنا ہے جو قص کا مفہوم ہے۔ (فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۳۴۷)

احادیث میں وارد شدہ الفاظ کا مفہوم تراشنا یا کام کرنا جو مبالغہ کے ساتھ ہو مستنبط ہوتا ہے۔ حلق کسی حدیث میں نہیں آیا ہے۔ جو بعض روایات میں ہے وہ غیر محفوظ ہے۔

البتہ سر کے سلسلہ میں آپ سے حلق کا لفظ متعدد روایتوں میں محفوظ ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کبھی لب کا حلق

نہیں کرایا ہے۔ قص ہی کا ذکر آتا ہے۔ ترمذی میں ابن عباس رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث ہے۔ آپ ﷺ لب کا قص کراتے تھے۔ اور کسی دوسرے کا لب کم کرایا ہے تو قص ہی کرایا ہے۔ بیہقی میں ہے مسواک رکھ کر قص کرایا ہے۔ آپ ﷺ کے اصحاب رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا عمل بھی اسی پر تھا۔ بیہقی وطبرانی میں ہے اور مجمع نے بھی نقل کیا ہے۔ جلیل القدر صحابہ ابوسعید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، رافع بن خدیج، ابوسید، سلمہ بن اکوع اور ابورافع رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ لب کو اس مبالغہ کے ساتھ کاٹتے تھے کہ مانند حلق کے ہوجاتا تھا احادیث کے الفاظ سے مبالغہ کے ساتھ تراشنا کم کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۱۶۹)

اسی وجہ سے حلق کو ایک کثیر جماعت نے بدعت اور ممنوع قرار دیا ہے عمدۃ القاری میں ہے اکثر لوگ حلق اور استیصال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ (جلد۲۲ صفحہ۴۴)

شارح بخاری علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حج کے موقعہ پر سر کا تو حلق کراتے داڑھی اور لب کا قص کراتے اگر لب کا بھی حلق ہوتا تو ضرور حلق کراتے۔ حلق اور قصر دونوں کو انہوں نے جمع کیا۔ (جلد۲۲ صفحہ۴۷)

جہاں حلق افضل تھا وہاں حلق جہاں قصر افضل تھا وہاں قصر کرایا اس سے معلوم ہوا کہ حلق سنت ہوتا تو ابن عمر رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نہ چھوڑتے کیونکہ وہ سنت کے شیدائی تھے۔

احناف کے یہاں ایک قول خود بدعت کا ہے۔ مجتبیٰ میں اسے بدعت کہا ہے۔ (شامی جلد۶ صفحہ۴۰۷)

البتہ احناف کے علاوہ مالکیہ کے یہاں تو بالکل بدعت ہے۔ (فیض الباری جلد۴ صفحہ۳۸۰)

امام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اسے مثلہ قرار دیتے ہیں۔ (عمدۃ القاری صفحہ۴۴)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عمدۃ القاری میں امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مسلک احفاء لکھتے ہیں اسی طرح صحابہ رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ایک جم غفیر جماعت احفاء کی قائل ہے۔ جن میں اہل کوفہ ابن عمر رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، جابر بن عبداللہ رَضِیَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، مکحول رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی محمد بن سیرین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، نافع رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، ابوسعید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، رافع مسلمہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، ابواسید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اور احفاء کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس طرح صاف کرنا کہ حلق کی طرح ہوجائے یعنی قص میں مبالغہ کرنا۔ تو یہ احفاء حلق نہ ہوگا بلکہ حلق کی مانند ہوگا۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی تحقیق کے مطابق احفاء ہی کی تعبیر امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حلق سے کی ہے۔ (جلد۲۲ صفحہ۴۴)

اسی وجہ سے تمام شراح حضرات احفاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اتنا کاٹا جائے کہ کھال نظر آنے لگے اور حلق کے مانند ہوجائے تو اس سے امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مسلک علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے

نزدیک حلق نہ ہوا بلکہ قص مبالغ ثابت ہوتا ہے لیکن فقہاء کے یہاں تو امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا مسلک صاف حلق لکھا ہے۔یعنی استرے سے مونڈنا۔فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے یہاں احفاء کا مفہوم حلق ہے۔اور دیگر حضرات کے یہاں احفاء کا مفہوم مثل حلق مبالغہ کے ساتھ کم کرنا ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلق کو افضل قرار دینا درست نہیں۔انہوں نے حلق لب کو حلق راس پر قیاس کیا ہے۔حلق کو ترجیح دیتے ہوئے۔"مُحَلِّقِيْنَ رُءُ وْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ" کو پیش کرتے ہیں۔اسی طرح اس حدیث کو جس میں حلق پر دعا بمقابلہ قصر کے زائد ہے۔یہ افضلیت تو حلق راس فی الحج والعمرۃ ہے۔جس کی جمہور افضلیت کے قائل ہیں۔اور اس کی افضلیت کے دلائل قولی وعملی دونوں ہیں۔مگر لب کو اس پر منطبق کرنا درست نہیں۔محل نظر ضرور ہے۔اسی وجہ سے ائمہ اربعہ رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی میں کوئی حلق کو افضل قرار نہیں دیتا۔جو ہے وہ امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یا امام طحاوی کی زبانی ائمہ احناف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ہیں۔

چنانچہ فقہاء احناف رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے علاوہ محدثین احناف رَحِمَهُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی احفاء مبالغہ کے ساتھ لب کٹوانے کو سنت قرار دیتے ہیں۔علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں سنت یہ ہے کہ ہونٹ کے بال کاٹنے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ ہونٹ کے کنارے نظر آجائیں۔(عمدۃ جلد۲۲صفحہ۴۴)

علامہ انور شاہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی فیض الباری شرح بخاری میں ہے۔"وَلِهٰذَا اَمْنَعُ عَنِ الْحَلْقِ وَاُفْتِيْ بِقَصِّهَا مِنْ مِقْرَاضٍ" (جلد۴صفحہ۳۸۰)

اسی وجہ سے حلق سے روکتا ہوں اور قص یعنی کاٹنے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

شارح مشکوٰۃ بھی اسی کو مستحب قرار دیتے ہیں۔(مرقات جلد۴صفحہ۴۵۶)

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شارح مسلم کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔مختار لب کٹوانے میں یہ ہے کہ ہونٹ ظاہر ہوجائیں بالکل جڑ سے ختم نہ کرے۔جیسا کہ حلق میں ہوتا ہے۔

ائمہ اربعہ میں امام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی تو حلق سے اتنے ناراض ہیں کہ ان کی پٹائی کے قائل ہیں۔اور فرماتے ہیں بدعت ہے جو لوگوں میں جاری ہوگئی۔(فتح جلد۱۰صفحہ۳۴۷)

مگر محدثین احناف حلق کو نہ بدعت نہ ممنوع قرار دیتے ہیں بلکہ جائز قرار دیتے ہیں۔

علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بھی حلق شارب کو بدعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ متاخرین نے قص کو مختار مانا ہے۔(نفع المفتی صفحہ۴۰)

اسی وجہ سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حلق کو مکروہ قرار دیا ہے۔خزانۃ الروایات میں ہے کہ لبوں کا مونڈنا بدعت ہے۔اور تراشنا سنت ہے۔یہی مذہب ہے اسی کو متاخرین نے اختیار کیا ہے۔فتاویٰ

حمادیہ میں ہے کہ حلق اس میں مکروہ ہے یہی صحیح ہے اور امام طحاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے قول حلق کی تضعیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ قول صحیح نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ صراط مستقیم کی شرح میں فرماتے ہیں حلق کا افضل ہونا مذہب حنفی میں محل نظر ہے ظاہر سنت ہے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۲۴)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لب کے سلسلہ میں قص قینچی سے تراشنے اور کاٹنے کا مسلک متعدد اسلاف سے نقل کیا ہے۔ جن میں سالم، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، جعفر بن زبیر، عبداللہ بن عبداللہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، حمید بن ہلال، حسن بصری، ابن سیرین، عطاء بن رباح، امام مالک، قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالیٰ اور بیشتر اکابرین اسلاف شامل ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

خیال رہے کہ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے امام طحاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے قول حلق سے مراد احفاء لیا ہے۔ چنانچہ احفاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الاحفاء، اذا استاصله حتی یصیر کالحلق ولکون احفاء الشارب افضل من قصه عبر الطحاوی بقوله باب حلق الشارب" (عمدۃ جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

یعنی احفاء کے مفہوم کی تعبیر امام طحاوی نے حلق سے کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بالوں کی جڑوں کو اس طرح کاٹا جائے کہ مانند حلق ہو جائے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی اس تحقیق کے اعتبار سے امام طحاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا مذہب بھی یہ ہوگا ایسا کاٹنا جو حلق کی مانند ہو جائے، تو حلق کا قول ہی ختم ہو جائے گا چونکہ جو حضرات حلق کے قائل ہیں وہ امام طحاوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ہی کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

لب اور ناخن تراشنے کا مسنون وقت

ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشنا سنت ہے

حضرت ابوعبداللہ الاغر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن لب اور ناخن تراشتے تھے۔

(شرح السنۃ، مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

ابورمثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن لب تراشتے اور ناخن کاٹتے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۵۵)

ابوجعفر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے مرسلا مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کو پسند فرماتے تھے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۶)

فَائِدَۃ: حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن تنظیف کا حکم ہے اس لئے بہتر ہے کہ جمعہ کے دن کاٹے۔

ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ نہ ہونے دے۔ اگر بڑے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کیا جائے کہ ضرورت اصل ہے۔
(فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)

نماز جمعہ سے قبل لب اور ناخن تراشنا سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل لب تراشتے اور ناخن کاٹتے تھے۔ (بزار، طبرانی، مجمع جلد ۲ صفحہ ۱۷۳، کنز جلد ۷ صفحہ ۷۶)

محمد بن حاطب نے بھی بیان کیا کہ آپ جمعہ کے دن لب اور ناخن تراشتے تھے۔ (ابونعیم، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷)

جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جمعہ کے دن ناخن کاٹے گا۔ وہ دوسرے جمعہ تک مصائب سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۷۴، بسند ضعیف کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۲)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن لب کاٹے گا ہر بال جو گرے گا اس کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ (دیلمی کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک مرفوع روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ناخن کاٹنا شفاء دلاتا ہے بیماری دور کرتا ہے۔ (ابوالشیخ کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

فائدہ: ہر دن کے متعلق جو ناخن کاٹنے کی فضیلت بعض کتابوں میں مرقوم ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اقبح الموضوعات قرار دیا ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۶)

جمعہ کے دن کی فضیلت تو کسی حد تک ثابت ہے۔

جمعرات کے دن ناخن تراشنا

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث مسلسل جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کے متعلق لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعرات کو ناخن تراش رہے ہیں اور یہ کہا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعرات کے دن ناخن کاٹتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جمعرات کے دن ناخن تراشو بغل کے بال اکھاڑو اور زیر ناف بال لو اور غسل کرو خوشبو اور (عمدہ) لباس جمعہ کے دن استعمال کرو۔ (شرح احیا جلد ۲ صفحہ ۴۱۴)

علامہ زبیدی شارح احیاء نے متعدد اکابرین و مشائخ کا معمول جمعرات کے دن ناخن تراشنے کا نقل کیا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن سالم بصری رحمہ اللہ تعالیٰ، حافظ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ جمعرات کو ناخن تراشتے تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۴)

مگر محققین علماء ومحدثین کے یہاں جمعرات کے دن ناخن تراشنے کی حدیث ثابت نہیں اس حدیث مسلسل کی سند میں شدید ضعف ہے۔ چنانچہ حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے فتح الباری میں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶) اور ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے مرقات میں لکھا ہے کہ جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کے سلسلے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

لہٰذا سنت یہ ہے کہ جمعہ ہی کے دن لب اور ناخن وغیرہ تراشے تاکہ سنت کا ثواب پائے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن نظافت کا حکم ہے اسی دن کاٹے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)

صاحب درمختار اور علامہ طحاوی رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ لب اور ناخن وغیرہ جمعہ کے دن تراشنا مستحب ہے۔ (جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

پندرہ دن پر ناخن تراشنا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ ابن عساکر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک ماہ میں زیر ناف بال لیا کرتے اور پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷)

ناخن کاٹنے کا حکم

عبداللہ بن کثیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا کہ اپنے ناخن کاٹو اور اس کے تراشے کو دفن کرو۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۲)

ناخن نہ کاٹنے پر وعید

ایک غفاری صحابی سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو زیر ناف بال نہ لے ناخن نہ کاٹے لب نہ تراشے ہم میں سے نہیں۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۱)

بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ناخن تراشو کہ ناخن اور گوشت کے درمیان شیطان دوڑتا ہے۔ (خطیب فی الجامع، اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان بیٹھتا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناخن کو نہ تراشنا چھوڑے رکھنا درست نہیں ہے۔ بعض لوگ ہاتھ کی کسی ایک انگلی مثلاً سب سے چھوٹی انگلی کے ناخن کو چھوڑے رکھتے ہیں یہ مکروہ ہے درست نہیں۔ نہایت ہی مذموم اور قبیح عادت

ہے یہ انسانی خصلت نہیں درندوں کی صفت ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ناخن نہ کاٹنا بڑھے ہوئے رکھنا تنگی رزق کا باعث ہے۔ (مرقات جلد۴ صفحہ۴۵۷)

ناخن کاٹنے کے بعد تراشہ کو دفن کرنا مسنون ہے

مسرج اشعریہ نے یہ بیان کیا کہ ہمارے والد جو اصحاب نبی پاک ﷺ میں سے تھے انہوں نے ناخن کاٹے اور اس کے تراشہ کو جمع کر کے دفن کر دیا۔ اور پھر کہا کہ میں نے اسی طرح (آپ کو ناخن کے تراشے کو دفن) کرتے ہوئے دیکھا۔ (شعب الایمان جلد۵ صفحہ۲۳۲)

حافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ناخن کاٹنے کے بعد اسے دفن کر دینا چاہئے۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۴۶)

ناخن کب کاٹے

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ اس کا کوئی وقت نہیں جب بھی ناخن اور لب بڑھ جائیں۔ تراش لے۔
(جلد۲۲ صفحہ۴۶)

شرح مسلم میں نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اور حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس کی کوئی حد متعین نہیں۔ جب بڑھ جائیں کاٹ لے۔ جمعہ کے دن کاٹ لیا کرے کہ اس دن تنظیف کا حکم ہے۔
(جلد۱۰ صفحہ۳۴۶)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے شرح مشکوٰۃ میں حد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لب کے بال اور ناخن جب بڑھ جائیں کاٹ لے البتہ زیر ناف بال اور بغل کے بال کو (ہفتہ عشرہ سے) مؤخر کر سکتے ہیں مگر لب ناخن کو نہیں کہ یہ دونوں ہفتہ میں بڑھ جاتے ہیں اسی وجہ سے روایت میں ہے کہ آپ لب اور ناخن ہفتہ میں جمعہ کے دن بناتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ ہر جمعہ کو ہر قسم کی صفائی کرے اگر ہفتہ میں نہ کر سکے تو پندرہ دن میں اور چالیس دن کے بعد گناہ اور وعید کا مستحق ہوگا۔ ہفتہ افضل ہے پندرہ دن متوسط ہے۔
چالیس دن انتہائی مدت ہے۔ (مرقات جلد۴ صفحہ۴۵۷)

شاہ عبدالحق صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے جمعہ کے دن کاٹنا مستحب قرار دیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱ صفحہ۳۱۳)

ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ

علامہ نووی نے شرح مسلم میں عینی نے عمدہ میں اور حافظ بن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ناخن کاٹنے کی یہ ترتیب مستحب ہے کہ اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اس کے بعد بیچ والی اس کے بعد اس کے بغل والی پھر سب سے چھوٹی انگلی پھر آخر میں انگوٹھا۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی پھر اس کے بغل والی پھر اس کے بعد والی اس کے بعد انگوٹھے کے بغل والی پھر آخر میں انگوٹھا۔

امام غزالی نے احیاء میں لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو باقی رکھے بائیں انگوٹھے کے بعد دائیں انگوٹھے کو کاٹے (گویا یہ ایک دوسرا طریقہ ہوا) لیکن حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ دائیں کو بائیں سے قبل ہی کاٹ لے۔ (جیسا کہ اوپر کے طریقہ میں مذکور ہے)

حافظ نے ایک اور ناخن کاٹنے کا طریقہ لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

پیر کے ناخن کاٹنے کی ترتیب میں حافظ نے لکھا ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۴۴)

خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں مقدم ہوں گی پیر کی انگلی پر اور ہر ایک کا دایاں رخ پہلے ہوگا بائیں پر۔ شرح احیاء میں ہے کہ کسی طرح بھی کاٹے گا تو ناخن کاٹنے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ (جلد۲ صفحہ۴۱۴) البتہ مستحب طریقہ سے کاٹنا بہتر ہے۔

ناخن کاٹنے کی ایک اور نفع بخش ترتیب

حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں علامہ زبیدی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی شارح احیاء نے اتحاف السادۃ میں اور علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ردالمحتار میں ناخن کاٹنے کی ایک ترتیب لکھی ہے جو آشوبِ چشم کے لئے مجرب ہے وہ یہ ہے اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے ناخن کاٹے پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھا پھر بیچ کی انگلی پھر چھوٹی انگلی اس کے بعد بائیں ہاتھ کی اس طرح پہلے انگشت شہادت پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھا پھر بیچ کی انگلی آخر میں سب سے چھوٹی انگلی اور پیر کی اس طرح اولاً دائیں پیر کی چھوٹی انگلی پھر بیچ کی انگلی اس کے بعد انگوٹھا پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھے کے بغل والی اس کے بعد بایاں پیر اس طرح کاٹے اولاً انگوٹھا پھر اس کے بعد بیچ والی پھر چھوٹی انگلی پھر انگوٹھے کے بغل والی اس کے بعد چھوٹی انگلی کے بغل والی۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کو آنکھ آنے کی شکایت رہتی ہو آشوبِ چشم کی بیماری ہو مجرب ہے کہ دور ہو جائے گی۔

(فتح، اتحاف جلد۲ صفحہ۴۱۴)

علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی مجرب لکھا ہے امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس طریقہ کو مستحب قرار دیا ہے۔ (شامی صفحہ۴۸۷)

خیال رہے کہ یہ طریقہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

ناخن کے متعلق چند مسائل وآداب

ناخن جمعہ کے دن تراشنا بہتر ہے۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۳۴۶)

ناخن کاٹنے کے بعد اسے دفن کر دینا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)
غسل خانے اور ناپاک جگہوں میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)
ناپاک جگہوں میں ڈالنے سے بیماری کا خطرہ رہتا ہے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۵)
ناخن کے تراشے کو اِدھر اُدھر نہ کرے تاکہ اس سے کوئی جادو نہ کر سکے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)
دانت سے ناخن کاٹنا مکروہ ہے تنگی رزق اور غربت کا باعث ہے۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
دانت سے ناخن نہ کاٹے کہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)
رات میں ناخن کاٹنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
ناخن خود بھی کاٹ سکتا ہے اور دوسرے سے بھی کٹوا سکتا ہے۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
مجاہدین کو دارالحرب میں ناخن بڑھانے کی اجازت ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

لب و ناخن کے چند مسنون آداب کا بیان

1. مونچھوں کا رکھنا ناجائز ہے اور اسلامی طریقہ نہیں۔
2. لب کا کاٹنا اور تراشنا۔
3. جب بھی زیادہ بڑھ جائے فوراً کاٹنا اور تراشنا۔
4. قینچی سے کاٹنا یا تراشنا۔
5. اس مقدار کاٹنا کہ کھال نظر آ جائے۔
6. اس طرح کاٹنا کہ ہونٹوں کے کنارے ظاہر ہو جائیں۔
7. ہر جمعہ کو کاٹنا۔
8. پندرہ دن میں کاٹنا۔
9. سبالتیں چھوڑ دینا۔
10. مسنون ترتیب سے ناخن تراشنا۔
11. ناخن کے تراشہ کو دفن کرنا ادھر اُدھر نہ ڈالنا۔
12. تمام انگلیوں ۔کے ناخن کو کاٹنا کسی انگلی کو نہ چھوڑنا جیسا کہ بعض لوگ چھوٹی انگلی کے ناخن کو نہیں کاٹتے یہ درست نہیں اور اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔
13. ناخن دائیں جانب سے شروع کرنا۔

زیر ناف بالوں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نورہ (ہڑتال وغیرہ) سے زیر ناف بال خود دور کرتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۲۶، کنز صفحہ ۷۵)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ہڑتال استعمال فرماتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فائدہ: یعنی ہڑتال وغیرہ سے زیر ناف بال دور کیا کرتے تھے۔

زیاد بن کلیب نے بیان کیا کہ ایک شخص نے آپ کے بدن پر ہڑتال لگایا زیر ناف آپ نے خود ہڑتال لگا کر دور کئے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فائدہ: کبھی کبھی آپ پورے بدن پر ہڑتال وغیرہ لگاتے ممکن ہے کہ آپ کے بدن مبارک پر بالوں کی کثرت ہو اور آپ اس کو دور کرنا پسند فرماتے ہوں اس لئے پورے بدن پر ہڑتال لگاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر ماہ ہڑتال وغیرہ سے بال دور فرماتے اور پندرہ دن میں ناخن تراشتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فائدہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ اولاً جس نے زیر ناف بال کا حلق کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

زیر ناف بال مونڈنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہڑتال وغیرہ کا استعمال نہ فرماتے (کبھی نہ فرماتے) بال جب بڑے ہو جاتے تو مونڈتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۵۸)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ آپ زیر ناف بال اکثر مونڈتے "حلق" فرماتے تھے اور کبھی ہڑتال وغیرہ سے بھی دور فرماتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ مونڈنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۸)

حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح میں لکھا ہے کہ سنت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرے وغیرہ سے بال صاف کرے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ مردوں کے حق میں استرہ بہتر ہے اور عورتوں کے حق میں اکھاڑنا۔

ابن دقیق العید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے حق میں بہتر ہڑتال وغیرہ سے دور کرنا ہے۔ (جیسا کہ سہولت اور رائج بھی ہے) (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

زیر ناف بال صاف کرنے کی حد

اس بارے میں آپ ﷺ سے دو طریقے منقول ہیں

❶ ہر بیس دن پر زیر ناف بال صاف فرماتے تھے جیسا کہ ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشتے بیس دن پر زیر ناف بال لیتے بغل کے چالیس دن میں لیتے۔

(مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

❷ ماہ میں ایک مرتبہ صاف فرماتے تھے جیسا کہ ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حدیث جو ماقبل میں گزری۔ چالیس دن گزر جانے پر زیر ناف بالوں کا صاف نہ کرنا گناہ کا باعث ہے۔ جیسا حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لب تراشنے ناخن کاٹنے بغل کا بال صاف کرنے اور زیر ناف بال لینے کے متعلق چالیس دن کی تحدید فرمادی ہے کہ چالیس دن سے زائد نہ چھوڑے رکھے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)
چالیس دن گزرنے پر بال صاف نہ کرنے کی صورت میں ایسے شخص کی نماز مکروہ ہوگی۔

(داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

مستحب یہ ہے کہ ہر جمعہ کو زیر ناف بال صاف کرلے اور لب و ناخن بھی تراشے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پندرہ دن پر ورنہ چالیس دن پر جو آخری حد ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

زیر ناف بال صاف نہ کرنے پر وعید

بنی غفار کے ایک شخص سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص زیر ناف بال نہ لے ناخن نہ کاٹے لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۴)

زیرناف بال کی تفصیل اور اس کے آداب

زیرناف بال سے مراد مردعورت کے پیشاب گاہ کے اردگرد (جو بال بلوغت کے بعد) اگتے ہیں وہ مراد ہیں۔ (مرقات جلد۴ صفحہ۴۵۶)

پیشاب گاہ اور پاخانے کے مقام دونوں کا دور کرنا مستحب ہے۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۳۴۴)

مردوں اور عورتوں کے پیشاب گاہ کے اوپری حصہ کے بال بھی شامل ہیں۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۳۴۴)

مردوں اور عورتوں کو زیرناف بالوں کا دور کرنا ضروری ہے۔ چالیس دن گزرنے پر گناہ اور وعید کا استحقاق ہوگا۔ (مرقات صفحہ۴۵۷)

پاخانے کے اردگرد کے بال دور کرنا مستحب ہے۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۳۴۴، جلد۲ صفحہ۴۱۰)

قینچی سے کاٹنا بھی درست ہے۔ (فتح جلد۱۰ صفحہ۲۴۴)

سنت کا ثواب حلق (مونڈ) کر صاف کرنے سے ہوگا۔ (مرقاۃ جلد۴ صفحہ۴۵۷)

زیرناف بال دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بال مونڈنے کی ابتداء ناف کے نیچے سے کرے۔ (شامی جلد۵ صفحہ۲۸۸)

زیرناف بال کو کسی دوسرے کا دیکھنا جائز نہیں۔ اس لئے غسل خانہ وغیرہ میں اس طرح نہ چھوڑے کہ دوسرے کی نگاہ پڑے۔ (نفع المفتی صفحہ۱۱۶)

فطرت اور زینت کے امور

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ پانچ امور فطرت (خصائل حسنہ) میں سے ہیں ① ختنہ کرنا ② زیرناف بال لینا ③ بغل کے بال اکھاڑنا ④ ناخن کاٹنا ⑤ لب تراشنا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۷۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دس امور فطرت کی باتیں ہیں۔

1. لب تراشنا۔
2. داڑھی چھوڑنا۔
3. مسواک کرنا۔
4. ناک صاف کرنا۔
5. ناخن تراشنا۔

❻ جوڑوں کو صاف کرنا۔

❼ ناک کے بال اکھاڑنا۔

❽ زیر ناف بال لینا۔

❾ انتقاص الماء۔

❿ دسویں چیز شاید کلی کرنا۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

فَائِدَہ: فطرت سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

فطرت کے امور انہی دس پانچ میں منحصر نہیں اس سے زائد بھی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول لکھا ہے کہ قریب ۳۰ بلکہ اس سے بھی زائد ہیں۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۷)

مختصر تشریح: ختنہ، سنت مؤکدہ (واجب) ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ختنہ ساتویں دن ہو جائے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کراویا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ساتویں دن ختنہ کرادے یہ سنت ہے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ختنہ جلد کرادیا جائے کہ جلد نرم رہتی ہے اس میں بڑے فوائد ہیں۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳)

فیض الباری میں ہے کہ سن شعور سے قبل کرالیا جائے کہ اس میں سہولت ہے۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۱۳)

بعض لوگ ختنہ میں تاخیر کرتے ہیں سن شعور اور بڑے ہونے پر سخت تکلیف ہوتی ہے۔

بغل کے بال لینا

احادیث میں اس کے متعلق لفظ نتف آیا ہے۔ جس کے معنی اکھاڑنا ہے۔

اکھاڑنے میں بمقابلہ حلق کے زیادہ فائدہ ہے۔ مثلاً بدبو کا نہ ہونا بال کا نرم رہنا۔ بخلاف مونڈنے کے اس میں بال سخت ہوجاتے ہیں۔ مونڈنا بھی کافی ہے۔۔ چونکہ نظافت مقصود ہے۔ اس سے بھی سنت ادا ہوجائے گی اگر اکھاڑنے کی عادت نہ ہو اور پریشانی ہو تو مونڈ والینا چاہئے۔ یونس بن عبدالاعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ امام شافعی کے پاس ایک مرتبہ گئے تو دیکھا بغل کے بال مونڈ وا رہے تھے تو آپ نے فرمایا معلوم تو ہے کہ سنت اکھاڑنا ہے مگر اکھاڑنے کی طاقت نہیں پاتا۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

مستحب طریقہ: دائیں طرف کے اول مونڈنا سنت ہے۔ بائیں ہاتھ سے دائیں جانب کے بال اولاً لے۔ پھر اسی طرح بائیں ہاتھ سے بائیں جانب کے لے۔ اگر بائیں سے نہ کرسکے تو دائیں ہاتھ سے لے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

آپ ﷺ کے بغل مبارک کی کیفیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آتی۔ (دلائل النبوۃ جلد اصفحہ ۲۴۷)

حضرات شوافع نے اس حدیث پاک سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے بغل مبارک میں بال نہیں تھے۔ بعضوں نے اسے قبول نہ کرتے ہوئے کہا کہ بال تھے مگر بالکل صاف رہتے تھے۔ شارح احیاء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بغل مبارک میں ناپسندیدہ بونہیں تھی جو عموماً اس مقام پر ہوتی ہے۔ (اتحاف السادۃ جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

ناک صاف کرنا

بدن کے ہر عضو کی نظافت مطلوب ہے بعض لوگ ناک میں ریزش رکھے ہوئے سُڑسُڑ کرتے رہتے ہیں یہ منع ہے انہیں چاہئے کہ ناک صاف کرلیں۔ ناک میں پانی ڈال کر یعنی چڑھا کر صاف کرنے میں سہولت ہے۔ ناک کی ریزش کو بلا پانی چڑھائے یونہی چلتے پھرتے ہاتھ سے صاف کرنا اور ہاتھ کو بدن کے پہنے کپڑے وغیرہ میں پوچھ لینا نظافت کے خلاف ہے کوئی رومال وغیرہ ہو تو بہتر ہے۔ ناک میں پانی ڈالنے کے لئے دایاں ہاتھ اور ناک جھاڑنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرے۔

روزہ کی حالت میں ناک میں پانی چڑھانا درست نہیں کہ روزہ فاسد ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

ناک کے بالوں کو اکھاڑنا

حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ناک کے بالوں کو اکھاڑو۔ (بیہقی، فیض القدیر جلد ا صفحہ ۱۹۹)

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ناک کے بال مت اکھاڑو کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اسے قینچی سے کاٹو۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فیض القدیر میں اکھاڑنا اور کاٹنا دونوں کو درست قرار دیا ہے ناک کے بالوں کا دور کرنا مستحب ہے۔ (فیض جلد ا صفحہ ۱۹۹)

ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ ناک کے بال زائل ہو جائیں درست نہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ ناک کے بال کا ہونا جذام سے حفظ کا ذریعہ ہے۔ (فیض جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹)

جوڑوں کو صاف کرنا

اعضاء انسانی کے وہ جوڑ جہاں عموماً میل جمع ہو جاتے ہیں۔ گرد و غبار جمع ہو جاتے ہیں۔ کان کے سوراخ

اور اس کے میل کو بھی صاف کرے۔ (شرح احیاء جلد۲ صفحہ۳۹۴)

امام نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ جس مقام پر بھی میل اور غبار جمع ہو جائے اس کی نظافت کا حکم ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

فطرت کے امور حدیث عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہَا میں سے ایک فطرت. انتقاص الماء ہے، اس کی تشریح میں محدثین وفقہاء نے اس کے دو مفہوم لئے ہیں۔

❶ پیشاب کے بعد رومال کے مقام پر چھینٹیں ماریں تا کہ قطرہ وسوسہ پریشان نہ کرے۔

❷ پانی سے استنجاء کرنا۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے شرح مسلم میں اسے ذکر کیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے حدیث فطرت میں اس کی تشریح استنجاء بالماء سے کی ہے یعنی پانی سے استنجاء کرنا مراد لیا ہے۔ (سنن ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۰۰)

بالوں میں خضاب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

بالوں میں خضاب لگانا سنت ہے

حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک دکھائے جو خضاب شدہ تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بال دکھائے جو سرخ تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ڈاڑھی مبارک کو زرد فرماتے تھے۔ (یعنی زرد خضاب مثلاً ورس یا زعفران لگاتے تھے) (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اتباعاً ورس اور زعفران کا خضاب لگاتے تھے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ دو سبز چادروں میں ملبوس ہیں اور آپ کے بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔

(دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا نبی پاک ﷺ نے خضاب کیا ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی کنپٹی کے بالوں میں مہندی کا اثر تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۱)

حضرت ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال کچھ سفید تھے تو آپ نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا تھا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خضاب کا ارادہ فرماتے تو تیل اور زعفران کو ہاتھ میں لیتے اور پھر داڑھی مبارک میں لگا لیتے۔ (طبرانی سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

فائدہ: علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بیان کیا کہ آپ نے خضاب کیا ہے۔ البتہ کم اور کبھی کبھی کیا ہے۔

بیشتر اوقات خضاب نہ فرماتے تھے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

مہندی کا خضاب

حضرت ابورمثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ پر دو سبز چادر تھیں اور آپ کے بالوں پر بڑھاپے کا اثر تھا آپ کے بال مہندی کے خضاب سے لال تھے۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۰، نسائی)

حضرت عثمان بن موہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس گیا تو انہوں نے ایک برتن نکالا جس میں آپ ﷺ کے بال تھے جو مہندی سے خضاب شدہ تھے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

مہندی کے خضاب کے فوائد

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مہندی کا خضاب لگاؤ اس کی بو خوشگوار ہے اور دردسر کے لئے مفید ہے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

فَائِدَہ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دردسر کی وجہ سے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۰)

حضرت ابورافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر خضابوں کا سردار مہندی لازم ہے یہ خوشگوار جسم اور مقوی باہ ہے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۱)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت ہے کہ مہندی کا خضاب کرو یہ تمہارے شباب جمال اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (مسند بزار، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۹)

مہندی اور کتم کا خضاب

ابن سیرین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا کہ کیا رسول پاک ﷺ نے خضاب لگایا ہے، انہوں نے کہا ہاں مہندی اور ورس کا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۸، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

اسی طرح حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی مہندی اور ورس کا خضاب لگایا ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا ہے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۸۲)

حضرت ابورمثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، مسند احمد، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۰)

موہب قریشی کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک نکال کر دکھائے تو وہ لال تھے۔ مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۳۶)

علامہ مناوی رَحْمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا موطا امام مالک میں ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے بال مبارک کو مہندی کا خضاب کر دیا تھا تا کہ اس میں پائیداری آ جائے۔ (شرح مناوی جلد ا صفحہ ۱۰۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا بالوں کی سفیدی کو دور کر دسفیدی کے دور کرنے میں سب سے بہتر مہندی اور کتم ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس آپ کی داڑھی مبارک کے جو بال تھے وہ مہندی اور کتم سے خضاب زدہ تھے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴)

کتم یمن میں ایک پودہ ہوتا ہے جس سے سیاہی مائل سرخ رنگ تیار ہوتا ہے ان دونوں کے ذریعے سے سیاہی اور سرخی کے درمیان کا رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۵۵)

بیری کے پتوں کا خضاب

حضرت عبدالرحمٰن ثمانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ داڑھی مبارک میں بیری کے پتوں سے خضاب فرماتے اور بالوں کی تغییر کا حکم فرماتے کہ عجمیوں کی مخالفت کرو۔ (کہ عجمی لوگ خضاب نہیں کرتے)

(شرح مناوی صفحہ ۹۸، ابن سعد، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے قریب سے ایک شخص مہندی کا خضاب لگائے گزرا تو آپ نے فرمایا کیا ہی اچھا ہے یہ، پھر ایک دوسرا شخص گزرا جو مہندی اور کتم کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ اس سے اچھا ہے پھر ایک شخص گزرا جس نے زرد خضاب لگایا تھا آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۸)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ اولاً زرد خضاب پھر مہندی اور کتم سے مخلوط خضاب پھر مہندی خالص کا خضاب بہتر ہے۔

زرد یا زعفرانی خضاب

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو زرد خضاب کرتے دیکھا ہے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ زعفران اور ورس سے داڑھی مبارک

زرد فرماتے تھے۔اور خود حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی ایسا ہی کرتے۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۷۸، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب خضاب کا ارادہ فرماتے تو تیل اور زعفران دست مبارک پر لیتے پھر اسے داڑھی میں ملتے۔ (طبرانی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

بسا اوقات آپ ورس زعفران سے داڑھی اور سر مبارک دھوتے اس کے زرد پانی کا ہلکا اثر باقی رہ جاتا اسی کی تعبیر خضاب سے کی گئی ہے۔ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی اور امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی کی رائے یہ ہے کہ بعض موقعہ پر خضاب کا استعمال کیا ہے۔ راوی نے اسی کا ذکر کیا ہے۔

سیاہ خضاب کی ممانعت

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابوقحافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا کہ (بالوں کو) متغیر کرو۔ (یعنی خضاب کرو) اور سیاہ خضاب سے بچو۔ (مسلم، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۵)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کالے خضاب سے بچو۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بالوں کی سفیدی کو بدلو، اور کالے خضاب کے قریب نہ جاؤ۔ (حاکم، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۰)

سیاہ خضاب لگانے والے نگاہ کرم سے محروم

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک جماعت ہوگی جو سیاہ خضاب کرے گی اس کی طرف خدا کی نگاہ نہ ہوگی۔ (ابوداؤد، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک جماعت آخر زمانہ میں ہوگی کبوتر کے سینے کی مانند سیاہ خضاب کرے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲، ابوداؤد صفحہ ۵۷۸)

کبوتر کا سینہ اکثر سیاہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اکثر علماء سیاہ خضاب کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔

(مرقات جلد ۴ صفحہ ۳۶۷)

سیاہ خضاب کرنے والے کا چہرہ قیامت کے دن سیاہ

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس نے سیاہ خضاب کیا قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ (بزار مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۶)

سیاہ خضاب کافر کا ہے

• حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مؤمن کا خضاب زرد ہے مسلمان کا خضاب سرخ ہے اور کافر کا خضاب کالا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۶۶)

امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے احیاء میں بیان کیا ہے سیاہ خضاب لگانے والا مبغوض ہے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والے بوڑھے کو اللہ مبغوض رکھتا ہے۔
(کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۶)

سیاہ خضاب فرعون کی ایجاد ہے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ جس نے مہندی اور کَتم کا خضاب کا اولاً استعمال کیا وہ تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تھے اور جس نے سیاہ خضاب اولاً استعمال کیا وہ فرعون تھا۔ (دیلمی، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۹)

عرب میں خضاب اولاً عبدالمطلب سے رائج ہوا۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۵)

سیاہ خضاب کے متعلق

بالوں میں کالا خضاب ناجائز ہے البتہ مجاہدین کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اعداء اسلام کو مرعوب کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کریں۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شاہ عبدالحق رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ کالا خضاب حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۶۹)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سیاہ خضاب لگاتے تھے، چونکہ جہاد میں تشریف لے جاتے تھے۔

بعض حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی سے سیاہ خضاب منقول ہے۔ مثلاً حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہ جہاد وغیرہ کی نیت سے تھا کہ یہ حضرات مجاہدین اور غازی تھے۔ (شرح احیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۲۲)

شاہ عبدالحق صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ مراد سیاہ سے سرخ مائل بسیاہی ہے۔
(اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷۰)

عورتوں کے لئے سیاہ خضاب تاکہ ان کو اچھا معلوم ہو مکروہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷۰)

عورتوں کا خضاب مہندی ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے آپ کی جانب پردے کے پیچھے سے خط دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے ہاتھ روکتے ہوئے فرمایا نہیں معلوم یہ آیا کسی عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا۔ کیا عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر عورت ہے تو ناخن کو مہندی سے کیوں نہیں رنگا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۳)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ناخن کا رنگنا درست ہے۔ مگر ایسا سخت جس سے وضو غسل میں پانی

سرایت نہ کرے درست نہیں چنانچہ آج کل نیل پالشوں کا حکم یہی ہے اس کے لگے رہنے کی صورت میں وضوء غسل درست نہیں۔

عورتوں کا مہندی لگانا سنت ہے

حضرت مکحول رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات خضاب (مہندی) لگایا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد مہندی لگایا کرتی تھیں۔

(شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۷)

مگر حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نہ لگاتی تھی چونکہ آپ کو مہندی پسند نہ تھی۔ (نسائی صفحہ ۲۷۹)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ ﷺ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں میں مہندی نہ لگالو گی ہاتھ کیا کسی درندے کی ہتھیلی ہے۔ (ابوداؤد مشکوۃ صفحہ ۳۷۵)

فَائِدَہ: آپ نے ہاتھ میں مہندی نہ ہونے پر تنبیہاً فرمایا اس سے عورتوں کو ہاتھ میں مہندی لگانے کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

عورتوں کو مہندی کی تاکید

ایک صحابیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جس نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے۔

رسول پاک ﷺ کی خدمت میں آئی آپ نے فرمایا مہندی لگاؤ تم میں سے کوئی مہندی نہ چھوڑے کہ اس کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کی طرح ہو جائے۔ چنانچہ اس عورت نے کبھی مہندی کو آپ کے فرمان مبارک کی وجہ سے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اسی سال کی عمر ہوگئی اور مہندی لگاتی رہی۔ (مسند احمد مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۴)

فَائِدَہ: اس حدیث پاک سے عورتوں کو مہندی کی تاکید معلوم ہوتی ہے بوڑھی جوان ہر عمر کی عورتوں کو مہندی کا حکم ہے۔

بلا مہندی کے آپ ﷺ نے بیعت نہیں کی

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں بیعت ہونے آئی اور اس کا ہاتھ مہندی سے رنگا نہیں تھا آپ نے بیعت نہیں فرمائی یہاں تک کہ اس نے مہندی نہ لگالی۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۵

حضرت سودۃ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بیعت ہونے آئی آپ نے فرما جاؤ مہندی لگا کر آؤ تاکہ بیعت کروں۔

مسلم بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے موقعہ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مقام صفا پر عورتوں سے بیعت فرمارہے ہیں ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مرد کی طرح تھا (مہندی کا نشان نہیں تھا) آپ نے بیعت سے انکار فرمادیا یہاں تک کہ وہ عورت گئی اور مہندی سے ہاتھ زرد کر کے آئی۔ ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی آپ نے فرمایا اللہ پاک اس ہاتھ کو پاک نہ فرمائے جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو۔

(طبرانی جلد۵ صفحہ ۱۷۵)

فائدہ: ان احادیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے ہاتھ میں مہندی کا نہ ہونا کس قدر ناپسندیدہ تھا۔

شرح احیاء میں ہے کہ مہندی عورتوں کے لئے سنت ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے عورتوں کو مہندی لگانا مستحب اور چھوڑ دینا مکروہ ہے ترک آں مکروہ گفتہ است۔ (اتحاف جلد۲ صفحہ ۵۸۱)

عورتوں کا ہاتھ بلا مہندی کے پسندیدہ نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا کہ عورتوں کے ہاتھ کو آپ بلا مہندی یا خضاب کے دیکھیں۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۷۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہمیشہ مہندی سے رنگے ہاتھ رہنا مسنون ہے۔ بعض جگہ ماحول ہے کہ صرف عید، بقرعید اور شادیوں کے موقعوں پر مہندی لگاتی ہیں اس کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہمیشہ مہندی کا لگانا سنت ہے۔ خصوصاً شادی شدہ عورتوں کو اس کا اہتمام چاہئے چونکہ ان کا جمال محمود و مطلوب ہے۔

مردوں کو مہندی حرام ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث آیا جس نے ہاتھ و پیر میں مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ایسا کیوں؟ جواب دیا عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے آپ نے ان کو نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ اسے بقیع تک پہنچا دیا گیا۔ (مشکوٰۃ، مرقات صفحہ ۴۸۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کو مہندی مطلقاً حرام ہے۔ بعض لوگ صرف ایک ہاتھ میں لگاتے ہیں۔ بعض جگہوں میں شادی کے موقعہ پر لگاتے ہیں یہ سب ناجائز حرام ہے اسی طرح لڑکوں کو بھی درست نہیں۔ حدیث پاک میں مردوں کو عورتوں کی مشابہت پر لعنت آئی ہے۔

خضاب کا حکم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے سر اور داڑھی

کے بال بالکل سفید تھے آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں ہو انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر خضاب لگاؤ۔
(مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو (خضاب کرو)۔ (بیہقی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۱، ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن کی داڑھیاں سفید تھیں آپ نے فرمایا اے انصار سرخ یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔
(بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۴)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ ابو قحافہ (والد ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) تشریف لائے ان کے سر و داڑھی کے بال سفید تھے آپ نے فرمایا اسے بدلو اور سیاہ خضاب سے بچو۔ (جلد ۵ صفحہ ۲۱۵)

حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ جو لوگ شدید بوڑھے ہوں ان کو خضاب کا حکم ہے کہ اس میں دھوکا نہیں ان کی جسامت سے ہی بوڑھا ہونا ظاہر ہو جائے گا ایسوں کے لئے خضاب کا استعمال اولیٰ ہے کہ آپ کے حکم کا امتثال ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۵، جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اگر داڑھی میں سفید بال ہوں تو خضاب مستحب، سیاہ ناجائز ہے۔
(جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شرح احیاء میں ہے کہ سیاہ خضاب کے علاوہ خواہ سرخ ہو یا زرد خضاب سنت ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۲۱)

ان میں مہندی کا خضاب زیادہ بہتر ہے کہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مہندی کے لگے خضاب والے کو دیکھ کر فرمایا کیا ہی خوب ہے اسی طرح زرد کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے بھی احسن قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شارح مسلم نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے سفید بالوں پر خضاب کو مستحب قرار دیا ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خضاب کی تفصیل

احادیث میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے متعلق بالوں میں خضاب کرنے اور نہ کرنے دونوں کا ذکر ہے۔

حضرت ابو رمثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت سے خضاب کا علم اور حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے خضاب نہ کرنے کا علم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی یہی رائے ہے۔ یہ حضرات خضاب کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ورس اور زعفران سے جو بالوں کو دھوتے اس کا کچھ اثر باقی رہ جاتا اسی کو خضاب سمجھا گیا۔ یا جن لوگوں نے آپ کے بال مبارک کو

کچھ مدت کے بعد دیکھا اور سرخ دیکھا خضاب زدہ سمجھا حالانکہ ٹوٹے بال کچھ مدت کے بعد سرخ ہو جاتے ہیں۔
(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴، عمدۃ القاری، جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)

یا عطر و تیل کی وجہ سے بال رنگین نظر آتے تو وہ خضاب زدہ سمجھتے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)

چنانچہ بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے دلائل میں لکھا ہے کہ ربیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے آپ کے بال کو سرخ دیکھا تو پوچھا بتایا گیا خوشبو سے۔ (جلد ا صفحہ ۲۲۹)

یا اس وجہ سے کہ آپ کے بالوں کو رنگ دیا ہوتا کہ زیادہ دن تک محفوظ رہ سکے۔ (مناوی جمع صفحہ ۱۰۱)

کثرت طیب کی وجہ سے آپ کے بال سرخ تھے یا دردسر کی وجہ سے آپ نے سر میں مہندی لگا رکھی تھی اس کے اثر سے بال سرخ ہو گئے تھے۔ جسے خضاب سمجھا گیا۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۰)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے قول مختار یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب لگایا ہے۔ جن لوگوں نے نفی کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشتر اوقات آپ نے نہیں لگایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کبھی کبھی لگایا ہے۔ حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ہمیشہ نہیں لگایا ہے۔ چنانچہ روایتیں اس درجہ ہیں کہ انکار مشکل ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کبار صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا عمل بھی اسی پر رہا ہے۔
(جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا کہ جس نے جیسا دیکھا ویسی روایت کر دی۔

سیرت شامی میں ہے کہ خضاب کا ذکر صحیحین میں ہے۔ ابن عمر اس کے راوی ہیں نہ اسے ترک کیا جا سکتا ہے نہ اس کی تاویل کی جا سکتی ہے۔ حضرت انس کو خضاب کی حالت میں دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہوگا اس وجہ سے انہوں نے نفی کر دی۔

امام احمد نے بھی حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیان کا انکار کر دیا ہے۔ (جلد ۷ صفحہ ۵۴۴)

بہرحال احادیث خضاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خضاب کبھی ضرور استعمال کیا ہے۔

شرح احیاء میں بھی ہے کہ آپ نے بعض موقعوں پر خضاب کیا ہے اور یہی مختار ہے۔
(اتحاف السادہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

آپ ﷺ کے سفید بالوں کا ذکر

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (بخاری، دلائل النبوۃ صفحہ ۲۲۹)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے خضاب کا استعمال نہیں فرمایا کہ آپ کی

ٹھوڑی مبارک میں چند سفید بال تھے اور کچھ کنپٹی کی طرف اسی طرح چند بال سر میں (ظاہر ہے کہ اس صورت میں کیا خضاب فرماتے)۔ (دلائل جلد ا صفحہ ۲۳۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ سر مبارک میں نہ داڑھی مبارک میں سفید بال تھے۔ ہاں مگر چند سفید بال بیچ پیشانی پر تھے وہ بھی تیل لگاتے تو تیل اس کی سفیدی کو چھپا دیتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سر اور داڑھی کے اگلے حصہ میں بال تھے وہ بھی جب تیل اور کنگھی فرماتے تو وہ نمایاں نہ ہوتے۔ (مسند احمد، مسلم صفحہ ۲۵۹، دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال صرف ۲۰ کے قریب ہوں گے۔ (جلد ا صفحہ ۲۳۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینہ تشریف لائے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ مدینہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک قاصد بھیج کر معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے کہ میں نے آپ کے بال مبارک کو رنگین دیکھا ہے۔ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر میں داڑھی کے سفید بالوں کو گنوں تو ۲۱ سے زائد نہ ہوں۔ اور وہ جو رنگین تھے، اس عطر وخوشبو کی وجہ سے تھا جو آپ لگاتے تھے اسی نے آپ کے بالوں کے رنگ کو بدل دیا تھا۔ (دلائل جلد ا صفحہ ۲۳۹)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مستقل خضاب لگانے کی وجہ سے نہیں بلکہ کثرت عطر کی وجہ سے اس نے سرخ رنگ کو پکڑ لیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل کا استعمال فرماتے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تو کچھ سفیدی محسوس ہوتی۔ (شمائل صفحہ ۴)

فائدہ: تیل کے استعمال کے وقت چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اس لئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں مخلوط ہو جاتی۔ یا تیل کی وجہ سے بال جم جاتے تھے تو سفید بال اپنی قلت کی وجہ سے مستور ہو جاتے تھے۔

(خصائل صفحہ ۳۹)

۶۰ یا ۶۵ سال کی عمر کے درمیان بالوں کا برائے نام سفید ہونا یہ آپ کی قوت طاقت پر دال ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ کے بال سفید نہ ہوتے تھے تاکہ ازواج مطہرات بال کی سفیدی کو ناپسندیدہ نہ سمجھیں۔ اور جو چند بال سفید ہوئے تھے اس سے آپ کا حسن وجمال اور دوبالا ہو گیا تھا۔ اور ٹھوڑی کی سفیدی نے داڑھی مبارک میں مزید حسن پیدا کر دیا تھا۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۳۶۹)

عطر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

خوشبو اور عطر کا استعمال حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ عادت ہے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادتوں میں سے ہیں۔ ① ختنہ کرنا ② مسواک کرنا ③ عطر لگانا ④ نکاح کرنا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

فائدہ: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اطوار و عادات اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ ہوتے ہیں دین اور دنیا کے اعتبار سے نفع بخش ہوتے ہیں۔ ان کی سنتوں کو اختیار کرنا دین و دنیا کی خوبی اور سعادت کی بات ہے۔

ملیح بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے کہ پانچ چیزیں پیغمبروں کی عادتوں میں سے ہیں۔ ① حیاء ② بردباری (انتقام نہ لینا اور صبر و برداشت کرنا) ③ پچھنے لگانا۔ ④ عطر لگانا۔ ⑤ مسواک کرنا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عطر اور خوشبو کا استعمال اللہ کے برگزیدہ بندوں کی عادت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطر اور خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطر کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۸۷۸، نسائی صفحہ ۲۹۳، ترمذی، مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کو عطر پیش کیا گیا ہو اور آپ نے اسے واپس کر دیا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۴، بزار، ابویعلی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کی جاتیں۔ ① تکیہ ② تیل ③ عطر۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

فائدہ: چونکہ دینے اور لینے والے پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور از راہ محبت و اخوت دیا جاتا ہے اسی لئے انکار کی ممانعت ہے کہ تکلیف کی بات ہے۔

عطر یا خوشبو سامنے رکھ دیا جائے تو انکار نہ کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے سامنے عطر و خوشبو رکھ دیا جائے تو اسے واپس

نہ کرو، اسی طرح مٹھائی رکھ دی جائے تو واپس نہ کرو۔ (بزار جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

شیرینی اور عطر کا ہدیہ واپس کرنا ممنوع ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شیرینی مٹھائی لائے تو اسے کھالو واپس نہ کرو۔ جب تمہیں کوئی عطر خوشبو دے تو اسے سونگھ لو (واپس نہ کرو)۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۴)

ابوعثمان مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو کوئی ریحان (خوشبو) دے تو اسے واپس نہ کرو یہ جنت سے نکلا ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی خوشبو پیش کرے تو اسے واپس نہ کرو کہ خوشبو بھی ہے اور اس میں کوئی بوجھ نہیں۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، نسائی صفحہ ۲۹۴)

فائدہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عطر کے ہدیہ میں گرانی نہیں ہوتی اس لئے قبول کر لینی چاہئے کہ تکلیف نہ ہو۔ (جلد ۲ صفحہ ۴)

عطر محبوب اور پسندیدہ ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں مجھے تین چیزیں محبوب و پسند ہیں۔ ① عورت ② عطر ③ نماز کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی یہ چیزیں مجھے محبوب و پسندیدہ ہیں۔ ① کھانا۔ ② عورت۔ ③ عطر (چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) دو چیزیں تو آپ نے پالیں ایک نہیں پایا عورت اور خوشبو تو پالیا مگر کھانا نہ پایا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کھانے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ آپ کبھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے ایک وقت میسر ہوتا تو دوسرے وقت میسر نہ ہوتا۔ بسا اوقات کئی ماہ تک کھانا پکنے کی نوبت نہیں آتی کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا عطر لگائے سراپا عطر تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو (جو آپ سے آتی تھی) جیسی خوشبو میں نے مشک وعنبر میں نہیں پائی کہ آپ مشک وعنبر سے زائد خوشبودار تھے۔ (بخاری، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے کوئی مشک وعنبر کی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے زائد نہیں پایا۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: آپ کی ذات گرامی خود خوشبودار تھی آپ سے ہمیشہ مشک وعنبر سے بہتر خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ آپ کو خوشبو

لگانے کی ضرورت نہیں تھی مگر پھر بھی آپ خوشبو لگاتے تھے۔ (مناوی شرح شمائل صفحہ۲)

باجودیکہ آپ ہمہ وقت خوشبو سے معطر رہتے۔ وحی کی آمد اور ملائکہ کی تشریف آوری کی وجہ سے آپ خوشبو لگانے کا اہتمام کرتے یہ آپ کی انتہائی درجہ نظافت کی بات تھی۔ (حاشیہ دلائل جلد۱ صفحہ ۲۵۸)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ معراج کے واقعہ کے بعد آپ ﷺ کا جسم اطہر خوشبو سے مہکتا تھا، جیسے کہ دلہن کو شب عروسی میں خوشبو سے معطر کیا جاتا تھا بلکہ اس سے زائد۔ (حاشیہ دلائل النبوۃ جلد۱ صفحہ ۲۵۸)

دارمی بیہقی اور ابونعیم کے حوالہ سے ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کسی راستے سے گزرتے تو آپ کے بعد گزرنے والا آپ کے گزرنے کو جان لیتا۔ آپ گزرتے تو تمام درخت زمین پر سجدہ ریز ہو جاتے۔ مسند بزار اور مسند ابویعلی کے حوالہ سے ہے کہ آپ جس راستہ سے گزر جاتے وہ راستہ معطر خوشبودار ہو جاتا لوگ کہتے کہ آپ ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے۔

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان نقل کیا ہے کہ آپ جب چلتے تو خوشبو مہکنے کی وجہ سے جان لیا جاتا۔ (نسیم الریاض صفحہ ۳۵۱)

امام مزنی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھا لیا میں نے مہر نبوت پہ اپنا منہ لگا لیا (اور بوسہ دیا) تو اس سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی۔

(نسیم الریاض جلد۱ صفحہ ۳۵۳)

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری خوشبو کی آمد سے معلوم ہو جاتی۔

(خصائص کبریٰ جلد۱ صفحہ ۶۷)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ سراپا معطر تھے یہ آپ ﷺ پر خدائے پاک کا خصوصی انعام تھا۔ باوجود اس بات کے کہ آپ سراپا معطر تھے آپ سے خوشبو آتی تھی پھر بھی بکثرت آپ عطر کا استعمال فرماتے۔ اس وجہ سے کہ آپ کے پاس حضرات ملائکہ کی آمد وحی کے نزول کا سلسلہ قائم تھا۔ نیز مجالس کی رعایت کہ محفل خوشبو سے معطر رہے۔ بکثرت عطر کا استعمال فرماتے۔ اس سے عطر کی اہمیت اور بکثرت دوام عطر کے استعمال کی سنیت ثابت ہوئی صرف عید و بقرعید اس کا محل نہیں جیسا کہ رواج ہے۔

پسینہ مبارک مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار

حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے اور دوپہر کو آرام فرمایا آپ سے پسینہ نکلنے لگا۔ میں نے ایک شیشی لی اور اس میں آپ کے پسینہ مبارک کو جمع کرنے لگی آپ بیدار ہو گئے پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو میں نے کہا کہ آپ کے پسینہ کو خوشبودار ہونے کی وجہ سے جمع کر رہی ہوں کہ یہ تمام

خوشبوؤں سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم شریف جلد۲ صفحہ۲۵۷، دلائل النبوۃ جلد۱ صفحہ۲۵۸)

محدث بیہقی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ کا پسینہ مبارک مثل موتی کے چمکتا تھا جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (دلائل النبوۃ جلد۱ صفحہ۱۹۹)

نسیم الریاض شرح شفا میں ہے کہ آپ کا پسینہ بہت نکلتا تھا۔ (جلد۱ صفحہ۳۳۳)

چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ کے چہرے مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے چمکتا تھا۔ (مسلم صفحہ۲۵۷، البدایہ جلد۶ صفحہ۲۳)

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ چہرہ مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے چمکتا جو خالص مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتا۔ (خصائص کبریٰ جلد۱ صفحہ۶۷)

ابو یعلی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ اپنے پسینہ مبارک کو انگلی سے پونچھ کر شیشی میں ڈال لیتے لوگ اس معطر پسینہ کو اپنی لڑکیوں کی شادی میں استعمال کرتے تو وہ گھر اتنا خوشبو سے معطر ہو جاتا کہ لوگ اس گھر کو دارالعطر (خوشبو کا گھر) پکارنے لگتے۔ (جمع الوسائل جلد۲ صفحہ۲)

پسینہ مبارک کے متعلق حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیت

حضرت ام سلیم والدہ انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جو شیشی میں پسینہ مبارک جمع کیا تھا اس کے متعلق حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد لگائی جانے والی عطر میں اس پسینہ مبارک کو شامل کر لیا جائے۔ (نسیم الریا صفحہ۳۴۹)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور دو پہر کا قیلولہ فرمایا ہماری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں اور پسینہ مبارک کو پونچھ کر اس میں جمع کرنے لگیں۔ آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو والدہ نے کہا پسینہ جمع کر رہی ہوں جو بہترین خوشبو ہے۔ (مسند احمد، البدا صفحہ۲۵)

اسحٰق راہویہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ خوشبو لگانے کی وجہ سے یہ پسینہ معطر نہیں تھا بلکہ آپ کے جسم اطہر کی وجہ سے تھا کہ آپ کا جسم مبارک ہی بہت خوشبودار تھا۔ (حاشیہ دلائل جلد۱ صفحہ۲۵۸)

مسند ابو یعلی میں ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں لڑکی کی شادی کر رہا ہوں آپ سے اعانت کا خواہش مند ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں البتہ کل تم بڑی منہ والی ایک شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لے کر آنا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان پہچان کی بات یہ ہوگی تم دروازہ کھٹکھٹانا اس سے میں پہچان لوں گا۔ چنانچہ وہ ایک ٹہنی اور بڑی منہ والی شیشی لے کر حاضر ہوا آپ اسے لے کر بازوؤں سے پسینہ جمع کرنے لگے یہاں تک کہ وہ شیشی بھر گئی۔ آپ نے فرمایا لے جاؤ اسے اور بیٹی سے کہو کہ اس ٹہنی کو اس میں ڈال دے اور

اس سے عطر لگائے۔

چنانچہ جب وہ خوشبو لگاتی تو مدینہ والے اس کی خوشبو محسوس کرتے چنانچہ اس کا نام ہی پڑ گیا عطر گھر۔
(البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۵)

اس کی تعبیر روض النظیف میں ہے ؎

یفوح من عرق مثل الجمان له
شذأ تظل الغوالی منه تعطر

آپ کے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا۔ خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر لگاتی تھیں۔ (نشر الطیب صفحہ ۱۹۶)

پاخانہ تک میں بدبو نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو کچھ معلوم نہیں ہوتا (نہ فضلہ نظر آتا ہے نہ بدبو کا احساس) تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم نہیں کہ حضرات انبیاء کے فضلات کو زمین نگل لیتی ہے اور نظر نہیں آتا۔

دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں پھر کوئی آپ کے بعد جاتا ہے تو آپ کا فضلہ نہیں نظر آتا آپ نے فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم نہیں اللہ پاک نے حکم دیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے فضلے کو زمین نگل جائے۔ (شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۳۵۳)

اسی وجہ سے محققین شوافع نے آپ ﷺ کے فضلہ کو پاک مانا ہے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشبو کا ہی احساس ہوتا تھا۔ (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۵۴)

آپ ﷺ کے جسم اطہر سے نکلی ہوئی تمام چیزیں پاخانہ پیشاب خون سب پاک تھے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ کے پیشاب پئے جانے کا ذکر صحیح روایت میں ہے اور آپ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی (بلکہ آپ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ تیرے پیٹ میں داخل نہ ہوگی)۔ یہ طہارت کی علامت ہے نہ منہ دھونے کا حکم دیا نہ دوبارہ منع کیا۔ اسی پر دمیری کا شعر ہے ؎

غریبة فضلة سیّد البشر
طاهرة علی خلاف انتشر

وفات کے بعد بھی جسم اطہر سے خوشبو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت میں ہے کہ جس جگہ آپ کو غسل دیا گیا وہ گھر آپ کی مشک کی

بہترین خوشبو سے معطر ہو رہا تھا۔ اور ایسی خوشبو نکل رہی تھی کہ اس جیسی خوشبو کبھی دیکھی نہ گئی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ پورے مدینہ میں اس کی خوشبو پھیل گئی اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا۔ "طِبْتَ حَيًّا وَّطِبْتَ مَيِّتًا" زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی آپ خوشبو سے معطر تھے۔ (شرح شفا نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۵۶۰)

دست مبارک خوشبو سے معطر

حضرت جابر اپنے والد یزید بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اپنا دست مبارک بڑھایئے (کہ میں مصافحہ کرلوں یا بوسہ لے لوں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھا دیا۔ میں نے آپ کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۷)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو مقام بطحا کی جانب تشریف لائے۔ وضو فرما کر ظہر کی دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ فراغت کے بعد لوگ کھڑے ہوئے اور آپ کے دست مبارک کو چھونے (مصافحہ) کے بعد اپنے چہرے پر (تبرکاً) ملنے لگے میں نے بھی مصافحہ کیا ور اپنے ہاتھ کو منہ پر مل لیا تو آپ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زائد خوشبودار پایا۔ (البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۴)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو نہایت خوشبودار اور ٹھنڈا پایا گویا کہ عطر فروش کے عطر دان سے نکلا ہو۔ (مسلم صفحہ ۲۵۶، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

فائدہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی ہاتھ کیا پورا جسم مبارک مشک وعنبر سے زائد خوشبودار تھا۔ اس سے بڑھ کر آپ کا پاخانہ مبارک بھی بدبو سے پاک ہوتا تھا اسی وجہ سے آپ کے بول و براز کو علماء محققین نے پاک مانا ہے۔

مفتی الٰہی بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ شیم الحبیب میں ہے کہ آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس سے خوشبو آتی رہتی کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

(نشر الطیب صفحہ ۱۶۱)

مصافحہ کرنے والے کے ہاتھ خوشبو سے معطر ہو جاتے

شفاء میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ جس سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن مصافحہ کرنے والے کا ہاتھ خوشبو سے معطر رہتا۔ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں علامہ خفاجی نے ابونعیم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی عطار کی ہتھیلی تھی

خواہ خوشبو لگائیں یا نہیں۔ مصافحہ کرنے والا مصافحہ کرتا تو تمام دن آپ ﷺ کے دست مبارک کی خوشبو سے اس کا ہاتھ خوشبودار رہتا۔ اگر کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو دوسرے بچوں کے درمیان وہ خوشبو سے ممتاز ہو جاتا اور پہچان لیا جاتا کہ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔ (چونکہ آپ کے دست مبارک کی خوشبو سے اس کا سر خوشبودار ہو جاتا۔ (نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۴۹)

ابن دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن مصافحہ کرنے والا ہاتھ خوشبو سے تر پاتا۔ (اتحاف جلد ۷ صفحہ ۱۵۴)

لعاب مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے پانی پیا اور ڈول میں تھوک دیا پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا گیا۔ اس کنویں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

(دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۵۷)

حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے اس میں تھوک دیا پھر اسے کنویں میں ڈال دیا گیا تو کنویں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

(البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۴)

طبرانی کے حوالہ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک پر تھوک کر حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور کمر پر مل دیا جس سے وہ خوشبو سے معطر ہو گئے۔ ان کی چار بیویاں تھیں ہر ایک خوشبو سے چاہتی کہ برابری کر لوں مگر برابری نہ کر سکیں باوجودیکہ حضرت عقبہ خوشبو نہیں لگاتے تھے۔ (شرح شمائل جلد ۲ صفحہ ۲)

یعنی بیویاں خوشبو لگانے پر بھی برابری نہ کر سکیں۔

خوشبو اور عطر سے آپ ﷺ کو محبت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ خوشبو اور عطر آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۷، حاکم)

فائدہ: تقرب الٰہی اور حضور ملائکہ کی وجہ سے آپ ﷺ اس کا اہتمام فرماتے آپ نظیف الطبع ہونے کی وجہ سے از حد محبت فرماتے باوجودیکہ آپ سراپا معطر تھے مگر پھر بھی عطر خوشبو خوب کثرت سے استعمال فرماتے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ سراپا معطر تھے۔ مگر وحی ملائکہ کی آمد اور مجالس کی رعایت میں کثرت سے خوشبو کا استعمال فرماتے۔ (شرح مسلم صفحہ ۲۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے یہاں عطر تلاش فرمایا کرتے تھے۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۳۰۷)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اہتمام مطلوب اور مستحسن ہے۔ اپنے پاس نہ ہو تو اپنی بیوی بھائی بہن اور جس سے بے تکلفی ہو لے کر عطر کا استعمال کرنا محمود ہے۔

بکثرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطر کا استعمال فرماتے

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع خوشبو سے ہوتی۔ (مرسلا ابن سعد، کنز جلد ۷ صفحہ ۴۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بہترین خوشبو آپ کو لگاتی یہاں تک کہ خوشبو کا نشان داڑھی اور سر مبارک پر ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے عطر اور خوشبو کا استعمال فرماتے کہ آپ کو خوشبو سے ہی پہچانا جاتا اور خوشبو کے نشانات جسم اطہر پر باقی رہتے۔

بیوی کا شوہر کو عطر لگانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگاتی۔ (بخاری ۸۷۷)

فائدہ: بیوی کا شوہر کی ہر امر میں خدمت کرنا اس کی راحت کا خیال کرنا حسن معاشرت میں داخل ہے۔

بیوی کے لئے سنت ہے کہ شوہر کے کپڑوں میں عطر لگائے۔

تہجد کے وقت عطر کا استعمال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں عطر کا استعمال فرماتے۔

(ابونعیم، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے (اولاً) استنجا اور وضو فرماتے۔ پھر ازواج مطہرات کے گھر کسی کو عطر حاصل کرنے بھیجتے۔ (مسند بزار، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

فائدہ: تہجد کے وقت خوشبو لگاتے اس لئے کہ یہ وقت اللہ پاک جل شانہ سے مناجات اور حضرات ملائکہ کی حضوری کا ہے اس لئے آپ اہتمام سے عطر لگاتے اور ازواج مطہرات کے گھروں سے حاصل فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آخر شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال فرماتے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)

روایت حدیث کے وقت عطر کا استعمال

حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ خوشبو منگاتے ہاتھوں میں اور باہوں میں ملتے۔

فَائِدَہ: حضرت ثابت حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس روایت حاصل کرنے کے لئے آتے تو حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت حدیث فرماتے تو عطر مل لیتے اسی وجہ سے محدث ہیثمی نے "اَلطِّیْبُ عِنْدَ التَّحْدِیْثِ" باب قائم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک کی روایت کے وقت نظافت کے پیش اہتمام عطر لگا لے۔ محدثین حضرات نے اس کا اہتمام کیا ہے۔

وضو کے بعد عطر

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (ایک مشہور جلیل القدر صحابی ہیں) وضو سے فارغ ہوتے تو مشک ہاتھ اور داڑھی میں ملتے۔ (مجمع جلد ۱ صفحہ ۲۲۵)

صاحب مجمع الزوائد نے الطیب بعد الوضو کا باب قائم کر کے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وضو کے بعد بھی خوشبو لگائے۔ حضرت سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بظاہر یہ عمل حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سیکھا ہوگا۔

اجتماع اور مجالس کے موقعہ پر عطر کا استعمال

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ اصحاب کی مجلس میں بلا عطر و خوشبو لگائے تشریف لے جائیں۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۵۳۳)

فَائِدَہ: کسی دینی مجلس میں شرکت کے لئے عطر لگا لینا بہتر ہے۔

مختلف مواقع پر عطر کا استعمال

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شرح شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ ان موقعوں پر عطر کا اہتمام مناسب ہے جمعہ وعیدین کے دن، ذکر اور تعلیم کے وقت، اجتماعات اور محافل کے موقعوں پر، احرام کے وقت، زوجین کے باہمی ملاقات کے وقت۔ (جمع الوسائل صفحہ ۵)

جمعہ کے دن عطر کا اہتمام سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح طہارت حاصل کرے، تیل لگائے، اور گھر کی خوشبو عطر لگائے پھر نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان پھاندے نہیں۔ پھر جس مقدار چاہے نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش ہو جائے تو جمعہ کے درمیان کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بالغ پر غسل جمعہ لازم ہے اور یہ کہ مسواک کرے اور حسب استطاعت عطر لگائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ جمعہ آئے تو غسل کرو، عطر ہو تو عطر لگاؤ اور مسواک کرو۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹۸، ترغیب جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں پر حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں۔ اور یہ کہ گھر میں جو عطر ہو استعمال کرے پس اگر نہ پائے تو پانی ہی خوشبو ہے۔ یعنی عطر نہ پا سکے تو غسل کافی ہوگا۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۹)

فَائِدَة: جمعہ کے دن خوشبو اور عطر لگانا سنت ہے۔ اسی طرح عید و بقرعید کے موقعہ پر بھی عطر لگانا سنت ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شرح شمائل جمع الوسائل میں ذکر کیا ہے۔ (صفحہ ۵)

اسی طرح فقہاء کرام نے عید میں عطر کو مستحب قرار دیا ہے۔ مراقی کی شرح طحطاوی میں ہے۔ عید کے دن خوشبو لگائے۔ (صفحہ ۱۰۵)

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ جمعہ کے دن کی پانچویں خصوصیت عطر کا استعمال ہے ہفتہ کے دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اس دن عطر کا استعمال زیادہ باعث فضیلت ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۷۷)

خیال رہے کہ غسل کے بعد یا غسل کے موقعہ پر خوشبو کا استعمال مسنون ہے۔

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس پر باب قائم کیا ہے۔ خوشبودار صابن سے بھی یہ مقصد پورا ہوسکتا ہے۔

غسل حیض میں خوشبو کا استعمال

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے ایک عورت نے غسل حیض کا طریقہ معلوم کیا آپ نے فرمایا تھوڑا مشک لے لو اور اس سے پاکی حاصل کرو۔

فَائِدَة: یعنی خون حیض کی بدبو کو دور کرنے کے لئے وہاں پر خوشبو کا ملنا مسنون ہے۔

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حیض اور نفاس کے غسل میں عطر اور خوشبو کا استعمال ہونا چاہئے یعنی مسنون ہے۔ (صفحہ ۳۴۰)

غسل کے بعد اگر دھونی دی جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے موقعہ پر خوشبودار صابن کا استعمال کرنا بھی بہتر ہے۔

عطر مجموعہ ومرکب سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ذریرہ خوشبو اپنے ہاتھوں سے لگایا۔
(بخاری)

فَائِدَۃ: عینی میں ہے کہ ہر مجموعہ ومرکب ذریرہ ہے۔ (جلد۲۲ صفحہ۶۳)

فَائِدَۃ: حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ذریرہ چند خوشبوؤں کا مجموعہ اور مرکب ہے، حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہند سے آنے والی خوشبوؤں میں سے ہے۔
(فتح الباری جلد۱۰ صفحہ۳۷۱)

اس اعتبار سے آپ نے ہندی خوشبو کو استعمال کیا ہے جو اہل ہند کے لئے شرف کی بات ہے۔ صاحب سیرۃ الشامی نے غالیہ عطر لگانے کا ذکر کیا ہے جو مرکب خوشبو ہے اس سے "عطر مجموعہ" کو سنت قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہندی خوشبو آپ ﷺ کا پسندیدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو عود میں سب سے زیادہ پسندیدہ قماری تھا۔ قماری ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک قسم کی عود کا نام ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۵۳۷)

عود اور کافور کی دھونی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب دھونی دیتے تو عود خالص کی اور کافور مع عود کے دھونی دیتے اور فرماتے کہ اسی طرح رسول پاک ﷺ دھونی دیتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۸۱، نسائی جلد۲ صفحہ۲۸۳)

فَائِدَۃ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں کہ کبھی خالص عود اور کبھی مخلوط کی دھونی دیتے اسی طرح آپ ﷺ بھی دیتے تھے۔ (جلد۴ صفحہ۴۶۲، مرقات)

فَائِدَۃ: اس سے لوبان کی دھونی اور اگر بتی کی خوشبو کا استحباب ثابت ہوسکتا ہے یعنی کسی چیز کو جلا کر خوشبو کا حاصل کرنا بھی سنت میں داخل ہے۔ آپ ﷺ جسم اطہر پر تو خوشبو لگاتے اور گھر میں خوشبو عود کی دھونی دیتے تاکہ گھر بھی خوشبو دار رہے اور فضا نظیف اور صاف رہے۔

لہٰذا خوشبو کا لگانا اور گھر میں خوشبو کی دھونی دینی مسنون اعمال میں سے ہے اس سے جہاں سنت کا ثواب ہوگا وہیں صفائی اور نظافت بھی حاصل ہوگی۔

مشک آپ ﷺ کا پسندیدہ عطر

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو خوشبوؤں میں سب سے زیادہ مشک اور عود پسند

تھا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

فَائِدَہ: اس لئے مشک اور عود کا استعمال مسنون اور زیادہ باعث ثواب ہوگا۔

عود آپ ﷺ کا محبوب و پسندیدہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ خوشبوؤں میں آپ کو عود بہت پسند تھا۔ عود ایک خوشبودار لکڑی ہوتی ہے جس کے جلانے سے بہترین خوشبو نکلتی ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

مردوں کے لئے کون سی خوشبو بہتر ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا کہ وہ آپ سے بیعت ہوا۔ آپ نے ان کو دیکھا تو ان پر زرد رنگ تھا۔ آپ نے بیعت سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ مردوں کے لئے وہ خوشبو ہے جس میں خوشبو غالب ہو اور رنگ ہلکا ہو اور عورتوں کے لئے وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو خوشبو بہت معمولی ہو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو غالب ہو یعنی خوب مہکتی ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو۔ اور خوشبو مغلوب بہت کم ہو۔

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ مرد کو رنگین خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہئے کہ رنگ عورتوں کے لئے ہے۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ مرد کے لئے گلاب، مشک عنبر اور کافور مناسب ہیں اور عورتوں کے لئے زعفران صندل مناسب ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۵)

عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت عطر لگائے اور لوگوں پر گزرے کہ لوگ اس کی خوشبو کو پائیں تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا کار ہوگی۔ (نسائی، آداب بیہقی صفحہ ۳۱۰)

فَائِدَہ: جو لوگوں کو خوشبو سے متوجہ کرنے کے لئے خوشبو لگاتی ہے تو وہ زانیہ ہے کہ لوگوں کو دیکھنے کی طرف رغبت دلاتی ہے اور دیکھنے والی آنکھ بھی زنا کرنے والی ہوگی۔

البتہ اگر گھر میں ہی عطر لگا کر شوہر کے پاس رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح شمائل صفحہ ۵)

مردوں کو زعفران ممنوع

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۸۱، الاحسان جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۹)

فَائِدَہ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے مردوں کو بدن اور کپڑے پر زعفران لگانا ممنوع ہے ہاں تھوڑا

معمولی سا لگائے یا لگ جائے تو گنجائش ہے کہ آپ ﷺ نے اس مقدار میں بعض صحابہ پر دیکھا تو منع نہیں فرمایا۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۱)

مردوں کے لئے وہ خوشبو جس میں رنگ غالب ہو منع ہے جیسے زعفران، مہندی، ورس، عصفر، وغیرہ بلکہ ایسی خوشبو لگانا مسنون ہے جس میں بو زیادہ ہو اور رنگ کا اثر معمولی ہو جیسے عام عطر ہوتا ہے۔

عطر حنا کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو حنا ہے۔

(طبرانی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حنا کا پھول لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ خوشبوئے جنت کے مشابہ ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۵، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

حنا خوشبوؤں کا سردار ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبوؤں کا سردار حنا ہے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

ایک روایت میں ہے کہ حنا دردسر کے لئے مفید ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو حنا کا رنگ تو پسند تھا مگر اس کی خوشبو نہیں۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۱۷)

خوشبو اور عطر جنت سے ہے

حضرت ابوعثمان مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس شخص کو ریحان دیا جائے اس کو چاہئے کہ لوٹائے نہیں اس لئے کہ اس کی اصل جنت سے نکلی ہے۔ (شمائل صفحہ ۱۵)

فائدہ: ریحان ہر خوشبو کو کہتے ہیں۔ (شرح مناوی صفحہ ۵)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جنت سے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جنت سے یہ خوشبو نکلی ہے بلکہ اس کی ابتداء اور اصل جنت سے ہے اور یہ خوشبو دنیا کی پیداوار ہے۔ بلکہ اس کی نقل اور نمونہ ہے۔ ورنہ تو جنت کی خوشبو تو پانچ سو سال کی مسافت سے مہکتی ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۶)

لوگوں کا اکرام عطر سے کرنا سنت ہے

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کا اکرام کرو اور افضل طریقہ اکرام کا عطر کے ساتھ ہے کہ اس میں کوئی تکلیف بوجھ نہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

فائدہ: اکرام کا نہایت ہی سہل اور بلاتکلف طریقہ ہے کہ عطر کا ہدیہ پیش کردے ہدیہ اور سنت دونوں کا ثواب پائے گا۔

عطر دان سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈبہ (عطر دان) تھا جس سے آپ عطر لگایا کرتے تھے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۴۰۹)

فائدہ: سرمہ دانی کی طرح عطر دانی بھی مسنون ہے کہ حسب موقعہ اس سے نکال کر لگایا جاسکے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نجاشی نے شیشی میں عطر ہدیۃً پیش کیا تھا۔ (سیرۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۷)

لہٰذا (کسی عطر دان یا شیشی میں عطر کا رکھنا اور حسبِ موقعہ لگانا اپنے پاس رکھے رہنا مسنون ہوگا)۔

مشک وعنبر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معلوم کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطر لگاتے تھے (چونکہ آپ خود معطر تھے) کہا ہاں پوچھا گیا مردوں کا بہترین عطر کیا ہے فرمایا مشک وعنبر۔ (نسائی صفحہ ۲۸۱)

مشک بہترین خوشبو ہے

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشک تمام خوشبوؤں میں سب سے بہتر ہے۔ (نسائی جلد ا صفحہ ۲۹۳، عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۶۱)

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشک کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ تمام عطروں میں سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۱۱۸)

فائدہ: حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ سب سے بہترین قیمتی عطر لگاتے جو مشک ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۰)

افسوس کہ آج امت اس محبوب سنت سے غافل ہے۔ اولاً تو عموماً عطر کا استعمال نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف عید و بقرعید کے موقعہ پر حالانکہ عطر کا استعمال ہمیشہ مسنون ہے اور عید وغیرہ کے موقعہ پر جو استعمال کرتے ہیں تو وہ بھی ارزاں سے ارزاں ڈھونڈتے ہیں جو تیل کی مانند ہوتا ہے۔ عطر جو محبوب سنت ہے اس پر روپیہ لگانا گراں معلوم ہوتا ہے اور کپڑے تو قیمتی قیمتی خریدتے ہیں جوتوں اور واہی تباہی میں سینکڑوں روپیہ خرچ کردیتے ہیں جس کا اہتمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ آج یہ سنت عموماً متروک ہوتی جارہی ہے جو بہترین عطر مشک وعنبر عود استعمال کرے گا سنت کا عظیم ثواب پائے گا اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت کے پیش نظر عمدہ عطر کے استعمال کے استحباب پر باب قائم فرمایا ہے۔

سر اور داڑھی میں عطر لگانا ملنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ خوشبو کے نشانات کو آپ ﷺ کے سر مبارک میں دیکھتی۔

(بخاری صفحہ ۲۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ داڑھی اور سر مبارک پر ورس (ایک خوشبودار پتی) اور زعفران لگاتے۔ (دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے سر مبارک میں مشک دیکھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مشک کو لیتے سر اور داڑھی پر لگاتے۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۷، مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۲)

مانگ میں خوشبو

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مانگ میں خوشبو کے نشانات دیکھ رہی ہوں۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۰۸، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

آپ عطر لگاتے تو بسا اوقات سر اور داڑھی میں بھی لگا لیتے اصل میں آپ کو خوشبو سے بہت زیادہ مناسبت اور محبت تھی چنانچہ حج کے موقعہ پر جو سر میں عطر لگایا تھا مانگ میں اس کا اثر نمایاں ہو رہا تھا۔

آپ ﷺ کا محبوب اور پسندیدہ عطر

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ مشک اور عود پسند تھا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

عصا کے استعمال کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

عصا کا استعمال سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عصا کا استعمال فرماتے تھے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے دست مبارک میں عصا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ سونے کی انگوٹھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں عصا تھا آپ نے اس عصا سے اس کی انگلی پر مارا۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

فائدہ: مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہے۔ اس لئے آپ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص ناجائز و حرام امور کا مرتکب ہو تو اس سے خاموشی اختیار نہ کی جائے بلکہ اسے تنبیہ کی جائے اور اسے باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔

عصا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عصا کا استعمال قرآن پاک سے ثابت ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جو عصا حضرت موسیٰ کو دیا تھا یہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔ جو جنت کی لکڑی آبنوس سے بنا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عصا حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ (الفتوحات الالٰہیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

بحر محیط میں ہے کہ جنت سے یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اترا تھا۔ (جلد ۶ صفحہ ۲۳۵)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا استعمال جلیل القدر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ عصا کا سہارا لینا انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے اخلاق و عادات میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عصا کا استعمال فرماتے تھے اور اس کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ عصا کا استعمال مؤمن کی علامت اور حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت ہے۔ (الحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)

میمون بن مہران رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ عصا رکھنا حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت اور مؤمن کی پہچان ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۸)

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عادت طیبہ تھی کہ بسا اوقات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عصا یا اس کے مثل چھڑی یا کھجور کی شاخ وغیرہ رکھ لیتے۔

چنانچہ مسند حمیدی میں حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کھجور کی شاخ کو پسند فرماتے اسے ہاتھ میں رکھتے۔ ہاتھ میں رکھے ہوئے مسجد میں داخل ہو جاتے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

قیلہ بنت مخرمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ عصا چھڑی وغیرہ کا رکھنا سنت ہے یہ کوئی استخفاف وذلت کی بات نہیں۔

عصا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کی سنت ہے

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا کہ عصا کا استعمال کرو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ نے عصا کا استعمال کیا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

عصا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کی لمبائی

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کا عصا ان کی قامت کے برابر تھا جو بارہ ہاتھ تھا ایک قول میں اس کی لمبائی دس ذراع تھی جو آپ کی قامت سے کم تھا۔ (بحر محیط جلد ۶ صفحہ ۲۳۵)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کی لمبائی عصا رکھنے والے کی قامت کے برابر ہو سکتی ہے۔ اس سے چھوٹی بھی ہو سکتی ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عصا کی لمبائی کا علم نہ ہو سکا۔

عصا کا استعمال مستحب ہے

علامہ آلوسی بغدادی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے سورہ طٰہٰ کی آیت "اَتَوَکَّؤُا عَلَیْہَا" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت

کریمہ سے عصا کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (جلد۱۶ صفحہ۱۷۷)

فائدہ: آج عصا کا استعمال امت میں متروک ہو چکا ہے سنت کی حیثیت سے اس کے استعمال اور رائج کرنے کا بڑا ثواب ہے مبارک ہیں وہ بندے جو سنتوں کے متلاشی اور اس پُر خلوص کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں۔

چلنے کے وقت عصا کا رکھنا اور سہارا لینا مسنون ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصا کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۷۲)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عصا تھا جس سے آپ سہارا لئے ہوئے تھے آپ نے ان کو دے دیا۔ (طبرانی صفحہ۵۸۹)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ (مختصراً ابن ماجہ صفحہ۱۳۱)

حارث نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے) جب آپ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو جوتا پہناتے پھر آپ عصا لیتے اور چلتے پھر جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے جوتا کھولتے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیتے اور عصا ان کے حوالے فرما دیتے۔

(سبل الہدیٰ جلد۱۱ صفحہ۴۰۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ سفر و حضر میں آپ کی خدمت کیا کرتے تھے خاص کر کے آپ کے جوتے عصا اور مسواک کے ذمہ دار تھے اس کا انتظام ان کے حوالے تھا۔

سفر میں بھی عصا کا استعمال مسنون ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عصا کو سفر میں رکھ لیتے اور نماز پڑھ لیتے یعنی سترہ کے طور پر استعمال فرماتے۔ (سبل الہدیٰ جلد۷ صفحہ۵۸۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں آپ عصا رکھتے تھے سفر میں عصا رکھنا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اور حضر میں آپ کا عصا رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب عصا النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے نوازے گئے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد۱۱ صفحہ۱۸۹)

عصا کے استعمال کا حکم اور تاکید

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عصا کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔
(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۹۹)

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا عصا کا استعمال کرو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ نے عصا کا استعمال کیا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

عبداللہ بن انیس اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے عصا دیتے ہوئے فرمایا کہ لو اور اسے استعمال کرو۔
(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ترکہ میں عصا تھا

ابوالحسن ضحاک نے محمد بن مہاجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے واسطے سے حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی چارپائی، عصا، پیالہ، لگن، تکیہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا اور رحل تھا جسے وہ اہل قریش کو دکھاتے اور کہتے کہ لو دیکھو یہ ان کی میراث ہے جو اللہ پاک کے نزدیک مکرم و معزز تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا استعمال آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اخیر تک کیا ہے اور آخر تک رہا تب ہی تو آپ کے ترکہ میں شامل ہوا۔

عصا کے سہارے خطبہ دینا مسنون ہے

حکم بن حزن کلفی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے قیام (مدینہ) کے موقعہ پر جمعہ کے دن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عصا یا کمان کے سہارے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مختصراً ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب جنگ کے موقعہ پر خطبہ دیتے تو کمان کے سہارے دیتے اور جب جمعہ کے موقعہ پر (مدینہ منورہ میں) خطبہ دیتے تو عصا کے سہارے دیتے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۷۷)

ابن شہاب زہری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی (جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (جمعہ کے دن) خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو عصا لیتے اور اس کے سہارے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ اسی طرح عصا کے سہارے صدیق اکبر، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ خطبہ دیتے۔ (مراسیل ابوداؤد صفحہ ۷)

فَائِدَۃ: یعنی حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اس کے بعد خلفاء کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے عصا

کے سہارے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے یہ آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کی سنت ہے چنانچہ آج بھی مدینہ منورہ میں ممبر نبوی پر امام خطبہ عصا کے سہارے دیتا ہے۔

حضرت عطا رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ جب آپ ﷺ خطبہ دیتے تو کیا عصا کے سہارے خطبہ دیتے؟ جواب دیا کہ ہاں آپ عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔

حضرت ابن مسیّب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عصا کے سہارے خطبہ دیتے تھے۔ پہلے آپ کھجور کے تنہ پر خطبہ دیا کرتے (جسے ممبر بننے کے بعد دفن کر دیا گیا) جب ممبر بن گیا تب بھی آپ عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ۱۸۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کسی سہارے پر عصا وغیرہ کے خطبہ دیتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ۱۹۰)

سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی پاک ﷺ کے مؤذن تھے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا کے سہارے ممبر پر خطبہ دیتے۔ اسی طرح آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین بھی عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔ (جلد ا صفحہ ۱۸۹)

عیدین کا خطبہ عصا کے سہارے دینا مسنون ہے

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو عید کے دن کمان دیا گیا آپ نے اسی پر خطبہ دیا۔ (ابوداؤد صفحہ۱۶۲، سبل الہدیٰ جلد۸ صفحہ۳۱۹)

سعد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے موذن تھے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب عیدین میں خطبہ دیتے تو کمان کے سہارے خطبہ دیتے۔ (سبل الہدیٰ جلد۸ صفحہ۳۱۹)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کا عمل اور سنت ہے کہ جمعہ کا یا عیدین کا خطبہ عصا کے سہارے دیتے۔

یعنی ممبر پر چڑھ کر عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے افسوس کہ خطبہ کا یہ مسنون طریقہ بالکل چھوٹ گیا ہے۔ ہند و پاک میں تو ایسا متروک ہو گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے خطیبوں کو اور ذمہ داران مسجد کو چاہئے کہ اس مسنون طریقہ کو اختیار کریں عصا کے سہارے خطبہ دیں ہر مسجد میں ایک عصا کا انتظام رکھیں مسنون اعمال وطریق کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر ہے۔

فقہاء کرام نے بھی عصا کے استحباب کو ذکر کیا ہے

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قہستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ جس طرح خطبہ میں قیام

سنت ہے اسی طرح عصا کا سہارا بھی سنت ہے۔ (جلد ا صفحہ ۶۰۹)

جن بعض فقہاء سے اس کی کراہت وارد ہے وہ مرجوح ہے صحیح نہیں اسی وجہ سے علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے درمختار کی نقل کراہت پر قہستانی کے حوالہ سے گویا رد کرتے ہوئے عصا کے استعمال کو خطبہ میں سنت قرار دیا ہے۔ جس کا واضح مفہوم ہے کہ کراہت کا قول قابل اعتبار نہیں بلکہ اس کے خلاف سنت ہے۔ اور یہی صحیح اور ثابت بالحدیث ہے۔ (شامی جلد ا صفحہ ۲۰۱)

عصا کے فوائد اور منافع

حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ عصا کے متعلق فرماتے ہیں اس میں چھ خصوصیتیں ہیں: ① انبیاء کی سنت ② صلحاء کی زینت ③ دشمنوں پر ہتھیار ④ کمزوروں ضعیفوں کا معاون ⑤ منافقین کے لئے باعث غم ⑥ زیادتی طاعات۔

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس کے فوائد کو ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مؤمن کے پاس جب عصا ہوتا ہے تو اس سے شیطان بھاگتا ہے فاجر اور منافق اس سے خوف کھاتے ہیں نماز پڑھے تو قبلہ ہو جاتا ہے تھک جائے تو قوت کا باعث ہوتا ہے۔

تفسیر الجامع میں علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا کہ حجاج نے ایک اعرابی سے جس کے ہاتھ میں عصا تھا پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا عصا ہے جسے میں نماز کے وقت سترہ بنالیتا ہوں اپنے جانوروں کو ہانکتا ہوں سفر میں اس سے قوت حاصل کرتا ہوں (اس کے سہارے چلتا ہوں) چلنے میں اس کا سہارا لے کر قدم بڑھاتا ہوں اس کے سہارے نہر میں چھلانگ لگاتا ہوں گرنے پھسلنے سے محفوظ رہتا ہوں دھوپ کے وقت کپڑے ڈال کر سایہ کر کے دھوپ سے بچتا ہوں اس سے دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں کاٹنے والے کتے سے حفاظت حاصل کرتا ہوں۔

عصا کے استعمال کرنے والے کم ہوں گے

حضرت عبداللہ بن انیس اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو آپ ﷺ نے عصا (ہدیۃً) دیتے ہوئے فرمایا لو اور اسے استعمال کرو قیامت میں (لوگوں کو معلوم ہوگا) عصا کے استعمال کرنے والے بہت کم لوگ ہوں گے۔ جب عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی وفات ہوئی تو (آپ ﷺ کا عطا فرمودہ) عصا ان کے ساتھ (تبرکاً) دفن کر دیا گیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

فَائِدَہ: عصا کا استعمال عرف اور عام رواج میں شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

اس کے استعمال میں ایک قسم کا تواضع اور اظہار ضعف و مسکنت ہے اس وجہ سے بہت کم لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں۔

آج آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔

آپ کا عطا فرمودہ عصا آپ کی یادگار اور تبرک تھا اس وجہ سے تبرکاً دفن کر دیا گیا جو محبت اور عقیدت کی علامت ہے۔